

توبہ کیلئے کاشفِ مکران کے شجرِ شہادت کے لعل پر مشتمل و بیحد مفید و نادر کتاب

# الکَلِمَةُ الْعُلْيَا إِلَّا عِلْمُ الْمُصْطَفَى

سید محمد عظیم الدین

مجلد اول

صدرالافتاء پاکستان اسلام آباد

حضرت مولانا مفتی محمد عظیم الدین مولانا آبادی

المفتی اعظم پاکستان اسلام آباد

مولانا محمد منزل ضاقادری عطاری

مدرس جامعہ العبدینہ لاہور

والضحیٰ پاکستان





علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں فری  
حاصل کرنے کے لیے

ٹیلیگرام چینل لنک

<https://t.me/tehqiqat>

آرکائیو لنک

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بلوگسپوٹ لنک

<https://ataunnabi.blogspot.com/?m=1>

طالب دعا - زوہیب حسن عطاری



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# الکلمۃ العلیا لإعلام المصطفیٰ

## والضمیٰ پبلیکیشنز

تصنیف: مصنف طائف : حضرت شیخ محمد رفیع الدین رحمہ اللہ

ترجمہ: علامہ مولانا محمد رفیع الدین رحمہ اللہ

لیگل ایڈوائزر : محمد صدیق الحسین ڈوگر، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

تاریخ اشاعت : جنوری 2017ء، پہلی بار 1438ھ

قیمت : 380/=

سیل پوائنٹ

مکتبہ فیضانِ مدینہ

نزد فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

0311-3161574

والضمیٰ پبلیکیشنز

ہادیہ علیہ شریعتی شریک اردو بازار لاہور، پاکستان

0300-7259263, 0315-4959263



اجمالی فہرست

4	یادداشت
6	فہرست مضامین کتاب
16	عرض گفتنی
29-30	(۲) قدیم نسخوں کے سرورق کا عکس
31	الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ
277	مصادر و مراجع



فہرست مضامین کتاب مستطاب

## الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفحہ	مضون
16	عرض گفتنی
29	عکس سرورق: مطبع نعیمی، مراد آباد
30	عکس سرورق: جمال پریس دہلی
31	الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ
33	دیباچہ
36	مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جن کا اس کتاب میں رد ہے۔
37	تقریر مسئلہ: علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
37	حضور کے لئے جمیع اشیاء کے علم کا اثبات قرآن پاک سے
38	اہل سنت کا عقیدہ متعلق علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
39	تقویۃ الایمان کے لغویات کا رد
40	حضور کے علم عظیم کا ثبوت آیات سے
41	حضور کے لئے جمیع اشیاء کے علم کا ثبوت احادیث سے
43	مولوی محمد سعید بناری کی لیاقت و دیانت
44	مخالفین کے ”اہل حق“ کے کرشمے
45	بخاری و مسلم کی حدیث کہ حضور نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی سب کا بیان فرمادیا
46	حدیث: حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ کر مثل کف دست کر دیا میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔
46	حدیث: حضور نے فرمایا مجھے آسمانوں اور زمینوں کی تمام کائنات کا علم حاصل ہو گیا۔



47	ملائکہ و اشجار وغیرہ جمیع کائنات کا علم حضور کو مرحمت ہوا
48	حضور پر غیبیوں کے دروازے کھول دیے گئے
49	تمام علوم جزوی و کلی کا علم و احاطہ
49	آسمان و زمین کے جملہ ذوات و صفات، ظوہر و بواطن سب کا معائنہ فرمایا۔
50	حضور پر جمیع اشیا کا منکشف ہونا
51	درندوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم ماکان و مایکون ہونے کی گواہی دینا۔
53	حضور نے قیامت تک ہونے والا ہر امر بیان فرمایا یہاں تک کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو پر ہلائے اور حضور نے اس کا ذکر نہ فرمایا ہو۔
53	حضور نے ایک دن میں دنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرمادیے؟
54	”ابتداء سے انتہا تک مخلوقات کے جمیع احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا“ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔
54	حضرت داؤد علیہ السلام کا سواری پر زین کسے کا حکم دینا اور زبور شروع کرنا اور زین کس چکنے سے قبل زبور ختم فرمالینا۔
54	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک رکاب میں قدم رکھ کر دوسری میں قدم رکھنے تک پورا قرآن پاک ختم کر لینا۔
55	بعض مشائخ کا حجر اسود سے باب الکعبہ تک پہنچتے پہنچتے تمام قرآن شریف ختم کر لینا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی کا از اول تا آخر حرف بحرف سننا۔
56	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم کی کوئی شے مخفی و محجب نہیں۔
56	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر صاحب کتاب الابریز کی نفیس تقریر: انبیا کو ایک ایسی صفت عطا فرمائی جاتی ہے جس سے وہ غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔
59	نصیۃ المسلمین کے اس قول کا رد کہ ”غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی“
59	محبوبان خدا کے سینوں کی نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش اُن میں منعکس ہو جاتے ہیں۔
61	صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احباب میں سے ہونا لازم ہے۔
64	لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک نہر ہیں۔
65	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و افضل خلق ہونے پر اجماع



66	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا و دین کے تمام امور و مصالح کا عالم ہونا
66	اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین عطا فرمانا
66	حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے۔
66	انسان و جن و فرشتے سب حضور کے امتی ہیں۔
67	حضور کو تمام دنیا و مافیہا کا علم ہے۔
69	حضور کا علم انسانوں، جنوں اور فرشتوں سب سے وسیع ہے۔
70	وسعت علوم اولیاء کا ذکر
70	اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم
72	مولوی اسماعیل دہلوی کا اپنے مریدوں تک کے لیے جمیع اشیا کا علم ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا
73	مولوی اسماعیل دہلوی کا صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کے لیے انکار۔
75	بزرگوں کے علم بالغیب کی نسبت صاحب نصیحۃ المسلمین کا اقرار
76	مولوی کوچینی کا اقرار
76	مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کے لیے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے۔
77	حضور اقدس علیہ السلام کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔
78	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔
79	مولوی واحد نور صاحب کے رسالہ ”اعلاء کلمۃ الحق“ کا رد
80	ہو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن ثناء الہی و نعت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہے۔
82	علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد۔
83	”براہین قاطعہ“ میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار۔
83	صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت ماننا۔
83	جانب مخالف کا اقرار کہ حضور ”أَعْلَمُ الْخَلْق“ ہیں۔

84	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضور کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب
84	مخالفین کے قول سے لازم آتا ہے کہ علام الغیوب عزوجل تعلیم پر قادر نہیں۔
85	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الہی بھی ذاتی نہیں۔
85	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بھی تمام چیزوں کا ہر وقت علم نہیں۔
86	علم نبی کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد۔
86	جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا۔
87	فتویٰ مولوی غلام محمد اور کشف الغطا اور نصیحة المسلمین اور رد السیف کے اس قول کا رد کہ ”جو بتا دیا جائے وہ غیب نہیں کہلاتا۔“
87	غیب کے معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں۔
88	بتائے ہوئے کو غیب کہتے ہیں۔
88	آیت ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ...﴾ سے مخالفین کا تمسک اور اس کا جواب۔
88	جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔
89	غیب کا علم بتعلیم الہی انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے۔
90	جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب نہیں جانتا سب میں یہی مراد ہے کہ بے تعلیم الہی نہیں جانتا۔
92	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں جانب مخالف و دیگر وہابیہ کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔
92	ملا علی قاری کی ”شرح شفا“ سے حضور کے لئے علم ماکان و مایکون کا اثبات۔
93	حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا بڑا معجزہ ہے۔
94	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے نہ عطائی کے۔
94	جانب مخالف کے کلام میں تناقض: یہ بھی کہتا ہے کہ غیب وہ ہے جو بتایا نہ جائے اور یہ بھی کہ بعض غیب بتائے گئے۔
95	کل اشیا کا علم علم الہی کے حضور قلیل ہے۔
97	حضور کا علم ملکوت سموات و ارض سے افضل ہے۔



98	براہین قاطعہ کا اہتمام کہ حضرت کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اس کا رد
98	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔
99	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہ کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے۔
100	ایک شبے کا جواب (حاشیہ)
102	آیہ ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ...﴾ سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب
103	آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیوب دریائے علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔
104	مخالفین نے علم باری تعالیٰ کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے۔
104	علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علم قلیل ہیں۔
104	علم شعر کی نفیس بحث
106	علم بمعنی ملکہ علوم میں شائع و ذائع ہے قرآن و حدیث و کتب علوم سے اس کے شواہد اور تفاسیر سے ثبوت
109	ہر بشری کمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جامع کے تحت میں ہے۔
110	حضور کا شعر کے جید وردی، موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرمانا۔
111	شعر کے معنی عرفی و منطقی
111	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہو سکتے۔
112	منفی شعر بتعلیم قرآن ہے۔
113	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی نفیس و جلیل تفسیر
115	علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد
115	کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں۔
117	شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے ثابت ہے کہ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی جانتے ہیں۔
119	عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرنا جائز ہے۔
120	آیہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
120	آیہ ﴿وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ﴾ میں انسان سے حضور مراد ہیں۔

121	آیہ ﴿وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب
124	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔
125	مخالفین کا یہ عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب
127	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا و آخرت کے جملہ احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔
128	علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے۔
129	تمام مخلوقات کا علم علم الہی کے حضور قلیل ہے۔
130	جملہ اشیا کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب بحور علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔
131	تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سب کے علم کا بمقابلہ علم الہی قلیل ہونا۔
132	حضور کا علم اگرچہ علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر تمام ماسکان و مایکون الی یوم القیمۃ کو حاوی ہے۔
133	تفسیر آیہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم ماسکان و مایکون کا ثبوت
134	آیہ ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
135	آیہ ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ کی بحث
139	اجماع امت خطا پر ممکن نہیں۔
140	جیسا پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسا ہی اس امت کے اجماع کا
141	غوث اعظم کا ارشاد کہ ”لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔“
142	اولیاء کے سامنے زمین مثل روئے ناخن ہے۔
142	امام اعظم کی روایت کہ حضرت زید نے فرمایا کہ میں عرش الہی کو صاف دیکھتا ہوں اور جنتی دوزخی میری نظر کے سامنے ہیں۔
145	اولیاء کا علم: جو اصلاب آباء میں مریدوں کے انتقالات ملاحظہ فرماتے ہیں۔
146	آیہ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ کی بحث
147	آیہ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ﴾ کی بحث



149	صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا سم جمع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔
149	حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کا فر کی اطلاع ہے۔
150	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعویٰ سے فرمانا کہ ”اب سے قیامت تک کا ہم سے سوال کر لو اس پر حضور سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا۔“
151	آیہ ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ.....﴾ پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
154	جانب مخالف کا حضور کے لئے بدء الخلق سے لے کر قیامت تک کے ماکان و مایکون کے علم کا اقرار۔
155	لطیفہ: ماکان و مایکون کی بحث
155	”کان“ کے معنی کی نفیس بحث
156	”کان“ محدثین کے نزدیک مفید دوام و استمرار ہے۔
157	جانب مخالف کی خوش فہمی اور ”سیکون“ کے قرب پر دلالت کرنے کی بحث
157	صیغہ مضارع پر سمن کیا معنی دیتا ہے۔
159	آیہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
160	نزول وحی کے لئے ضرور نہیں کہ اس سے قبل اس کا علم نہیں۔
162	مسئلہ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اسی کے قول سے اس کا جواب
163	مخالفین کا یہ قول کہ ”ہر عام مخصوص البعض ہے“ اور اس کا جواب
163	تحقیق انیق کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے۔
173	قاعدہ مامن عام الخ نہ حنفیہ کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح
175	جانب مخالف کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں خدا کی ہوں بعض غیر کی اور اللہ کو بھی بعض کا علم نہ ہو۔ (معاذ اللہ)
175	حدیث تلخیص پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب
177	حضور کو دنیا و دین کا علم مرحمت ہوا
179	جانب مخالف کی ذہانت
179	ما کے عموم پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب

180	آیہ ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ...﴾ پر مخالف کا شبہ اور اس کا جواب
181	جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے سب میں یہ مراد ہے کہ بے تعلیم الہی کوئی نہیں جانتا۔
183	امور خمسہ کا علم اور آیہ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ...﴾ کی بحث
183	قیامت کا علم
186	مینہ کا بیان
187	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے
189	کل کی بات
189	حضرت نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک ہونے والی ہر بات بتائی۔
190	حضرت کا کل کی بات بتانا
190	اس کا جواب کہ جب حضرت نے سنا کہ لڑکیاں یہ گاتی ہیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور نے انھیں کیوں منع فرمادیا۔
191	اس کا علم کہ کہاں مرے گا
193	آیہ ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ...﴾ سے نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔
195	باب دوم: آیہ ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ...﴾ اور آیہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ...﴾ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
197	آیہ ﴿مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ...﴾ پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
198	آیہ ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
199	﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ...﴾ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
201	حضرت عائشہ صدیقہ پر کفار کی تہمت سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب
202	انبیاء کی بیبیاں بدکار نہیں ہو سکتیں۔
204	حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کی قسم
205	وہابیہ کی حضور پر دو بدگمانیاں
205	انبیاء پر بدگمانی کفر ہے۔
206	حضرت صدیقہ کی حدیث من اخبرك... الخ سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب

206	اسرار الہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اس کا افشا حرام ہے۔
207	شب معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح کے علوم عطا ہوئے ایک وہ جس کے چھپانے کا حکم ہوا، دوسرے وہ کے چھپانے اور ظاہر فرمانے کا اختیار، تیسرے ہر خاص و عام کو پہنچانے کا ارشاد
208	علم قیامت
210	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے
210	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حمل میں صاحبزادی کی خبر دینا۔
211	ایک اعرابی کا حضور سے دریافت کرنا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے اور ایک نو عمر صحابی کا حیرت انگیز جواب
212	کل کی بات کا جواب
212	گانے والی لڑکیوں کو حضور نے یہ کہنے سے کیوں منع فرما دیا کہ ”ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔“
213	اس کا علم کہ کہاں مرے گا۔
214	حضرت صدیق اکبر کا حضور سے عرض کرنا کہ ”میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا۔“
215	آیت کے ایسے معنی بیان کرنا جائز نہیں جو شاید محسوس کے خلاف ہوں بلکہ درحقیقت طعن و تحریف ہے، نہ تفسیر
216	مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے سے مولوی اشرف علی و مرتضیٰ حسن وغیرہ سب مشرک
217	ہارگم ہونے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
221	قاضی خان کی عبارت متعلق تزوج بشہادت خدا اور رسول پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
222	فقہا لفظ قالوا کا استعمال کس موقع پر فرماتے ہیں۔
223	علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات
226	وہابیہ کا اعتراض کہ جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں اور اس کا جواب
226	مولوی اشرف علی کی تقریظ کا رد
229	قیامت میں حضور بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اس پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
231	قرآن شریف یاد ہونے کے بعد بھولنا گناہ عظیم ہے۔



234	کفار کے احوال بیت المقدس دریافت کرنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
238	آیہ ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ....﴾ اور حدیث واقعہ ”ما ادری.... الخ پر وہابیہ کا اعتراض کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی اور اس کا جواب
244	آیہ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ....﴾ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
245	نماز میں پاپوش مبارک اتارنے کے واقعہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
247	واقعہ بیر معونہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
255	بخاری شریف کی ایک حدیث سے وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
258	شان نزول سورہ تحریم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
262	حضرت علی مرتضیٰ کا لشکر کوفہ اور اس کی تعداد کی خبر دینا۔
263	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کربلا کی خبر دینا۔
263	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک عجیب و غریب فیصلہ اور مخفی رازوں کی اطلاع
265	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونے کی خبر دینا۔
266	حضرت امام باقر کا اندھیری رات میں بند دروازے پر آنے والے کی خبر دینا۔
267	حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لئے حجاب نہیں۔
268	حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا۔
268	حضرت امام باقر کا ایک چور کے وقت موت کی خبر دینا اور عجیب و غریب حالات بیان فرمانا۔
269	امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کے سائل کے تمام سوالوں کے جواب دینا۔
270	حضرت بایزید بسطامی کا حضرت شیخ ابوالحسن کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا۔
274	آثار و ضوضو سے حضرت کے امت کو پہچاننے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
276	درود و سلام پیش کیے جانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
277	مصادر و مراجع

## عرضِ گفتنی

مصنف کتاب حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل سید محمد نعیم الدین مراد آدی علیہ الرحمۃ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ، بحث و مناظرہ، شعر و سخن اور صحافت و سیاست ہر میدان میں آپ نے طبع آزمائی کی اور خوب رنگ جمایا، تحریر و تقریر اور تحریک و تنظیم سے جہاں مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کا تحفظ کیا وہیں آل انڈیا سنی کانفرنس اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے پلیٹ فارم سے اسلامیان ہند کی سیاسی قیادت بھی فرمائی اور ”سواد اعظم“ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کر کے مسلمانوں کو ہر موڑ پہ سیدھا راستہ دکھانے کا اہتمام بھی کیا الغرض عمر بھر خود کو دینی و ملی خدمات کے لیے وقف رکھا لیکن آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے وابستگان کی صحیح تعلیم و تربیت کر کے علما کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے قرطاس و قلم سے رشتہ جوڑا، خدمتِ دین کو حرزِ جاں کیا اور تاحیات اسلام و سنیت کے فروغ کے لئے کوشاں رہی، علامہ ابوالحسنات سید محمد قادری، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، مفتی نور اللہ نعیمی بصیر پوری اور مولانا غلام معین الدین نعیمی جیسے یگانہ روزگار علما حضرت صدر الافاضل ہی کے فیضانِ کرم سے فیض یاب تھے۔

مزید برآں نوع بنوع مشاغل کے باوجود حضرت نے خود بھی مختلف موضوعات پر ڈیڑھ درجن سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

تفسیر خزائن العرفان (ترجمہ قرآن کنز الایمان پر گراں قدر تفسیری حاشیہ)، نعیم البیان (سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرۃ کے ابتدائی حصہ کی تفسیر)، ابتدائی قاعدہ، کتاب العقائد، زاد الحزمین (مسائل حج و زیارت)، سوانح کربلا، مجموعہ فتاویٰ، ریاض نعیم، گلبن غریب نواز، پراچین کال، احقاق حق، الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ، اطیب البیان (ردّ تقویۃ الایمان)، تحقیقات لدفع التلبیسات (المہند کا ردّ)، رسالہ موالات، آداب الاخیار فی تعظیم الآثار، فرائد النور فی جرائد القبور، ہدایت کاملہ بر قنوت نازلہ، تسکین الذاکرین و تنبیہ المنکرین، القول السدید، کشف الحجاب عن مسائل ایصال

الثواب، اسواط العذاب علی قوام القباب، فیضان رحمت<sup>[1]</sup>

زیر نظر کتاب ”الکلمة العليا لاعلاء علم المصطفى“ حضرت صدر الافاضل کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو آپ نے صرف بیس برس کی عمر میں بڑی محنت سے تحریر فرمائی تھی مولانا غلام معین الدین نعیمی نے اس بارے میں لکھا ہے کہ ”اُس وقت چونکہ آپ کے پاس ایسا جامع کتب خانہ نہ تھا کہ جس میں ہر ایک قسم کتابیں موجود ہوتیں، لامحالہ آپ نے رامپور اسٹیٹ کے کتب خانہ کی طرف رجوع کیا (جو آپ کے مسکن یعنی مراد آباد سے کوئی تیس، چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔) مسلسل جا جا کر رامپور کے کتب خانہ سے حوالہ جات دیکھ کر آتے اور مراد آباد میں کتاب لکھتے۔“ (حیات صدر الافاضل، ص 46، فرید بک سٹال، لاہور) کتاب کا موضوع ”حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب کا اثبات اور اس بابت منکرین کے شبہات کا ازالہ“ ہے، سبب تصنیف بیان کرتے ہوئے خود ارشاد فرماتے ہیں: ”آج کل مسئلہ علم نبی کریم۔ علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اُسی کا ذکر سنا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں جناب مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب رامپوری۔ دام فیضہ۔ نے جوابلہ فضلاء اہل سنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمیٰ بہ ”اعلام الاذکیاء“ تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم مابکان وما یگوون کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دیے ہیں۔ بایں ہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام ”اعلاء کلمة الحق“ ہے۔ حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب۔ دام فیضہ۔ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور زیادہ گویاں کیں جو علماء کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل و فہیم سے غیر متوقع ہیں اس لئے ہیج میرز نے باستدعائے احباب بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے

[1].... مؤخر الذکر دونوں رسائل علی الترتیب مفتی عطاء اللہ نعیمی اور مفتی ذوالفقار نعیمی مدظلہما کی تحقیق و تخریج کے ساتھ جمعیت اشاعت اہلسنت، کراچی اور مکتبہ برکات المدینہ، کراچی سے طبع ہو چکے ہیں۔



حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اس کا نام ”الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ“ رکھا۔  
(الکلمۃ العلیا، ص 1، 2)

سبب تصنیف اگرچہ ”اعلاء کلمۃ الحق“ کی قلعی کھولنا ہے لیکن صدر الافاضل نے فقط اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے موقف کو قرآن و سنت سے ثابت کرنے کے بعد ”انکار علم غیب نبوی“ کے عنوان پر لکھی گئی چھوٹی بڑی تمام کتابوں کو جمع کر کے ان سب کا جواب سپرد قریطاس فرمایا ہے اور یوں اپنے موضوع سے مکمل انصاف برتتے ہوئے تحقیق کا حق کا ادا کر دیا ہے۔

مخاضین نے اپنی کتابوں میں علمائے حق کی نسبت جو بدکلامیاں کیں اس بارے میں صدر الافاضل کا نظریہ اور اس کے جواب میں جواب آں غزل کی بجائے آپ کے اختیار کردہ اسلوب نگارش کی تفصیل بھی خود آپ ہی کی زبانی سنئے، لکھتے ہیں: ”اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اُس کام کو اُنہی کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے۔ حافظ صاحب اور اُن کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح میں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح اُن کی سخت کلامی زیادہ کوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا، اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مد نظر رکھا، نا انصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا۔“  
(الکلمۃ العلیا، ص 2)

برصغیر میں ”انکار علم غیب نبوی“ کا فتنہ غالباً تیرہویں صدی ہجری میں شاہ اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان ہی نے پیا کیا تھا اور اسی زمانے میں اس کا رد و ابطال بھی شروع ہو گیا تھا بلا مبالغہ درجنوں کتابیں اس فتنہ کا سرکچنے کے لیے لکھی گئیں مگر اختصار و جامعیت کا جو نمونہ ”الکلمۃ العلیا“ میں نظر آتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے علاوہ بریں اس کتاب کی زبان ایسی سادہ اور شستہ ہے کہ عوام و خواص دونوں طبقوں کے لیے قابل مطالعہ ہے۔

مزید اس کتاب کی خوبی اور عمدگی کا اندازہ علمائے ذیشان کے ان کلمات سے لگائیے:

(1) محترم محمد اشرف شاذلی جب یہ کتاب لے کر مجدد دین و ملت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے یہ کتاب ملاحظہ کر کے فرمایا: ”ما شاء اللہ بڑی عمدہ اور نفیس کتاب ہے یہ نو عمری اور اتنے احسن دلائل کے ساتھ اتنی بلند کتاب مصنف کے ہونہار ہونے پر دال ہے۔“ (حیات صدر الافاضل، مرتبہ: مفتی غلام معین الدین نعیمی، ص 47، فرید بک سنال، لاہور)

(2) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اپنی مایہ ناز کتاب ”جاء الحق“ میں مسئلہ علم غیب پر مفصل بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”فقیر نے یہ مختصر سی تقریر علم غیب کے متعلق کر دی، اس کی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو رسالہ مبارکہ ”الکلمۃ العلیا“ کا مطالعہ کرو، جو کچھ میں نے کہا ہے یہ اس بحر کی ایک لہر ہے۔“ (جاء الحق، ص 139، نعیمی کتب خانہ، لاہور)

کسی کتاب کو تحقیق و تخریج سے مزین کرنا کتنا کٹھن اور مشکل کام ہے، اہل علم پر مخفی نہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جب منزل ہاتھ آجائے تو سفر کی سب ”مشقت“ راحت و آسودگی میں بدل جاتی ہے اس لئے اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات سے قطع نظر، اس کتاب کو قدیم سے جدید پیراہن میں لانے تک جو کاوشیں کی گئیں ان کی کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں:

### (۱) متن کتاب کی تحقیق و تصحیح

اس سلسلہ میں راقم نے اس کتاب کے متعدد مطبوعہ قدیم نسخے حاصل کرنے کی کوشش کی، جو نسخے میری معلومات یا دسترس میں آسکے ان کے کوائف درج ذیل ہیں:

الف: نسخہ مطبوعہ مطبع نعیمی، مراد آباد

یہ نسخہ صدر الافاضل کے شاگرد خاص حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی کا شائع کردہ ہے، سن طباعت درج نہیں، البتہ سرورق پر اس کا بار پنجم ہونا مذکور ہے۔ سرورق کے بعد صفحہ نمبر (۱) سے (۱۳۶) تک الکلمۃ العلیا کے مضامین ہیں جن کے بغلی حاشیہ پر لفظ ”ف“ کے عنوان سے فوائد مضامین مسطور ہیں، ذیلی حاشیہ پر اور بعض جگہ بغلی حاشیہ پر بھی منہیات، کچھ عبارات کے تراجم اور چند حواشی درج ہیں پھر صفحہ نمبر (۱۴۷) سے (۱۵۴) تک فہرست اور اس کے بعد مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا ”الخطوب المذبیہ“ نامی چو ورتی خط ہے جسے ایک خاص مقصد سے شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ ہر صفحہ تیس (۲۳) سطروں پر مشتمل ہے اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

اس نسخہ کی زیارت راقم نے مولانا نعیم اختر نقشبندی (کاموکی) کے ذاتی کتب خانے میں کی تھی جس کا عکس عزیز مکرم محمد ابرار احمد عطاری سلمہ نے لا کر دیا، حال ہی میں اس نسخہ کا عکس نعیمی کتب خانہ (گجرات، لاہور) نے بھی شائع کیا ہے۔

\*\*\*

--- نے جناب میثم عباس رضوی صاحب کے ذریعے کتاب ناشر صاحب کو ارسال بھی کر دی تھی لیکن پھر کسی وجہ سے یہ ایڈیشن نہ تو ہندوستان میں شائع ہو سکا اور نہ پاکستان میں، خیر اب ہمارے دوست جناب محمد زاہد عطاری صاحب اپنے ادارے والضحیٰ پبلیکیشنز سے اس کی اشاعت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر جزائے خیر عطا فرمائے۔



ب: نسخہ مطبوعہ جمال پریس، دہلی

یہ نسخہ حضرت مصنف کے بچھلے فرزند جناب محمد اختصاص الدین نعیمی نے شائع فرمایا تھا، سن و بار طباعت درج نہیں، سرورق کے بعد صفحہ نمبر (۱) سے (۱۴۶) تک الکلمۃ العلیا کے مضامین ہیں جن کے بغلی و ذیلی حاشیہ پر نسخہ الف کے مطابق فوائد مضامین، منہیات، تراجم عبارات اور چند حواشی درج ہیں ہر صفحہ تیس (۲۳) سطروں پر مشتمل ہے اور پھر صفحہ (۱۴۷) سے (۱۵۲) تک فہرست مضامین ہے۔ کاتب کا نام اس نسخہ میں بھی درج نہیں۔

یہ نسخہ جامعہ غوثیہ، بھائی گیٹ، لاہور کی لائبریری میں موجود مولانا محمد سعید نقشبندی صاحب کے ذخیرہ کتب میں نظر نواز ہوا، جس کے بعض صفحات کا عکس جامعہ مذکور کے ناظم و مدرس اور امام و خطیب مولانا محمد عدنان قادری صاحب کی وساطت سے حاصل ہوا، اس نسخہ کا عکس قادری کتب خانہ، تحصیل بازار، سیالکوٹ نے شائع کیا ہے دوران تحقیق یہی عکس ہمارے پیش نظر رہا ہے۔

ج: نسخہ مطبوعہ مکتبہ مشرق، بریلی شریف

اس نسخہ پر نہ تو سن و بار طباعت درج ہے اور نہ مکتبہ مشرق کے مالک و مہتمم کا اسم گرامی، سرورق کے بعد (۴) صفحات کی فہرست ہے پھر ایک صفحہ پر تعارف مصنف اور اس کے بعد ایک صفحہ پر مکتبہ کی مطبوعات کا اشتہار ہے، بعد ازاں صفحہ نمبر (۱) سے کتاب ”الکلمۃ العلیا“ کا آغاز ہوتا ہے اور (۱۶۹) پر اختتام، منہیات، تراجم اور حواشی ذیلی حاشیہ میں درج ہیں جبکہ بغلی حاشیہ پر مرقوم فوائد مضامین بالکل غائب ہیں، ہر صفحہ تیس (۲۳) سطروں پر مشتمل ہے اور آخری صفحہ کے ایک کونے میں یہ عبارت لکھی ہے ”حررہ: محمد صالحین (باب الکتابت) نزد ریڈیو پاکستان ایم اے جناح روڈ“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کی کتابت کراچی میں ہوئی ہے اور یہ طباعت قیام پاکستان کے بعد کی ہے۔

سند شریف میں قائم ایک نجی لائبریری میں اس سے ملتا جلتا کراچی سے چھپا ہوا نسخہ بھی راقم کی نظر سے گزرا ہے جو حضرت علامہ تراب الحق شاہ صاحب مدظلہ نے ”دار الکتب حنفیہ، کراچی“ سے شائع کیا تھا اس وقت اس نسخہ کو تفصیل سے دیکھنے اور عکس لینے کا موقع نہیں ملا اور فی

الحال بھی اس نسخہ تک رسائی نہیں، یہ بریلی شریف والا نسخہ شاید اسی کراچی والے نسخے کا عکس ہے۔  
بہر حال مکتبہ مشرق، بریلی کا یہ نسخہ سہ ماہی مجلہ ”کلمہ حق“ کے مدیر جناب میثم عباس  
رضوی صاحب سے دستیاب ہوا۔

و: نسخہ مطبوعہ از ہربک ڈپو، آرام باغ کراچی

یہ نسخہ مولانا محمد عمر نعیمی کے صاحبزادے جناب محمد ازہر نعیمی صاحب کا شائع کردہ ہے،  
سن و بار طباعت درج نہیں، سرورق کے بعد صفحہ نمبر (۱) سے (۱۹۱) تک الکلمۃ العلیا کے مضامین  
ہیں، نسخہ ج کی مانند منہیات، تراجم اور حواشی ذیلی حاشیہ میں درج ہیں جبکہ بغلی حاشیہ پر مبسوط  
فوائد مضامین بالکل غائب ہیں، اس کے بعد صفحہ نمبر (۱۹۲) سے (۲۰۰) تک فہرست ہے، ہر صفحہ  
ایکس (۲۱) سطروں پر مشتمل ہے اور صفحہ نمبر (۱۹۱) کی ایک جانب کاتب کا نام یوں درج ہے:  
”حامد حسن کاتب سہارنپوری مقیم کراچی۔ پاکستان“

یہ نسخہ بھی عزیزم محمد ابرار احمد عطاری صاحب سے ملا۔

و: نسخہ مطبوعہ مطبع شمس المطابع، مراد آباد

یہ نسخہ محترم محمد اشرف شاذلی صاحب نے مطبع شمس المطابع، مراد آباد سے چھپوا کر شائع  
کیا تھا، سرورق پر سن طباعت ۱۳۲۷ھ درج ہے اور بار طباعت کا کچھ ذکر نہیں، سرورق کے بعد  
صفحہ نمبر (۲) سے (۴) تک فہرست ہے پھر صفحہ نمبر (۱) سے (۱۳۶) تک الکلمۃ العلیا کے  
مضامین ہیں بعد ازاں صفحہ نمبر (۱۳۷) سے (۱۴۸) تک سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا رسالہ  
انباؤ المصطفیٰ مطبوع ہے۔ کتاب کے بغلی حاشیہ پر لفظ ”ف“ کے عنوان سے فوائد مضامین،  
منہیات، تراجم عبارات اور حواشی درج ہیں، ہر صفحہ تیس (۲۳) سطروں پر مشتمل ہے اور کاتب کا  
نام درج نہیں۔

غالباً یہی نسخہ اس کتاب کی اولین طباعت ہے کیونکہ فہرست کے آخر میں صفحہ نمبر (۴)  
پر ”معذرت“ کے عنوان سے یہ عبارت لکھی ہے: ”باوجود بڑی کوششوں کے اس مرتبہ کی طبع میں  
بہت سی غلطیاں رہ گئیں، ان شاء اللہ طبع ثانی میں کامل تصحیح ہوگی۔ خاکسار شاذلی“ یعنی یہ طباعت  
”طبع اول“ ہے اور طبع ثانی میں غلطیوں کی تصحیح کر دی جائے گی۔ جو اس اشاعت کے بار اول

ہونے کا پتا دیتی ہے۔<sup>[۱]</sup>

یہ نسخہ بھی ہمیں جناب میثم عباس رضوی صاحب سے دستیاب ہوا۔ جب اس نسخہ کا تقابل ہم نے دیگر نسخوں سے کیا تو ظاہر ہوا کہ ”یہ نسخہ دیگر نسخوں سے قدرے مختلف ہے مضامین میں تقدیم و تاخیر اور اباحت میں معمولی کمی بیشی کے علاوہ الفاظ و عبارات میں بھی فرق ہے۔“ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ تحقیق متن کے لئے مطبع شمس المطابع کی اشاعت کو بنیاد بنایا جائے یا اس کے بعد شائع ہونے والے (تاج العلماء و خلف صدر الافاضل وغیرہ کے) نسخوں کو؟ تو اس سلسلہ میں راقم نے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ (ناظم تعلیمات و شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ، کراچی) سے رابطہ کر کے انھیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور اس بارے اپنا یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ ”حضرت صدر الافاضل نے شاید خود ہی عبارت کو آسان اور عام فہم بنانے کی غرض سے کتاب میں کچھ ترمیم و اضافات فرمادیے ہوں گے کیونکہ بعد کے نسخوں کی اشاعت کرنے والوں میں حضرت مصنف کے صاحبزادے جناب

[1].... مفتی غلام معین الدین نعیمی صاحب نے اپنے ایک مضمون ”حیات صدر الافاضل کے چند تاریخی“ اوراق میں لکھا ہے کہ ”جب یہ کتاب (الکلمۃ العلیا) شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ اُن پڑھتے تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینہ معلومات تھے ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف صاحب شاذلی تھا حاجی صاحب موصوف حضرت (صدر الافاضل) قدس سرہ سے غایت محبت و شفقت فرماتے تھے جب حاجی صاحب نے اس کتاب کو سنا تو بے حد خوش ہوئے اور انعام کے طریقہ پر اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک پاندان اور دو گالدان خورد و کلاں حضرت صدر الافاضل کو عطا فرمائے۔“ (حیات صدر الافاضل، ص 46، فرید بک شال، لاہور)

اس اقتباس سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ”الکلمۃ العلیا“ کے پہلے ناشر حاجی محمد اشرف شاذلی صاحب نہیں بلکہ کوئی دوسرے صاحب تھے کیونکہ شاذلی صاحب نے تو یہ کتاب اشاعت کے بعد ہی تھی۔“ لیکن یہ ضروری نہیں، کیونکہ آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر ناشرین (اگر پڑھیں تو) اشاعت کے بعد ہی کتاب کو پڑھتے یا سنتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ کتاب کی اشاعت تو شاذلی صاحب نے ہی کی ہو مگر خود بھی اشاعت کے بعد ہی سنی ہو۔

خیر! مطبع شمس المطابع کا پہلا نسخہ اولین اشاعت ہو یا نہ ہو کم از کم اتنی بات یقینی ہے کہ یہ نسخہ تلمیذ صدر الافاضل تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اور خلف صدر الافاضل جناب محمد اختصاص الدین نعیمی صاحب کے شائع کردہ نسخوں سے پہلے کا ہے کیونکہ اس نسخہ کے سرورق پر سن طاعت ۱۳۲۷ھ درج ہے اور ۱۳۲۷ھ ہجری کے زمانے میں حضور تاج العلماء ابھی اپنے تعلیمی مراحل طے کر رہے تھے جبکہ خلف صدر الافاضل جناب محمد اختصاص الدین نعیمی صاحب یا تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے یا بالکل کم عمر تھے۔



محمد اختصاص الدین نعیمی اور شاگرد خاص تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی صاحبان جیسے حضرات بھر موجود ہیں جو حضرت کے وصال تک سا لہا سال آپ کی صحبت سے مشرف رہے، یقیناً مطبع شمس المطابع کا یہ نسخہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں تھا اس کے باوجود ان حضرات کا اس سے مختلف نسخہ کی اشاعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت صدر الافاضل نے اس عبارت میں خود ہی ترمیم فرمائی تھی، بنا بریں بعد والے نسخوں کو بنیاد بنانا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔“ نیز مطبع شمس المطابع کا یہ نسخہ غیر متداول ہے اس ایک اشاعت کے علاوہ اس کے موافق کسی بھی اشاعت کا کوئی سراغ نہیں ملتا جبکہ تاج العلماء اور خلف صدر الافاضل جناب محمد اختصاص الدین نعیمی صاحب کا شائع کردہ نسخہ متداول ہے ان حضرات کی اشاعت سے لے کر اب تک پاک و ہند کے متعدد مکاتب سے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں (جن میں سے چند اشاعتوں کا ذکر ابھی گزرا ہے۔) اس لئے بھی انہی کے نسخوں کو ترجیح دینی چاہیے۔

مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب نے اس خیال کی تائید کی اور فرمایا کہ ”آپ بعد والے نسخوں کو بنیاد بنا کر ہی کام مکمل کریں اور مقدمہ وغیرہ میں اس ساری صورت حال کا ذکر بھی کر دیں۔“ لہذا تحقیق متن کے سلسلہ میں میں نے حضرت تاج العلماء کے شائع کردہ نسخہ مطبوعہ نعیمی، مراد آباد اور خلف صدر الافاضل جناب محمد اختصاص الدین نعیمی صاحب کے شائع کردہ نسخہ مطبوعہ جمال پریس، دہلی کو ہی بنیاد بنایا ہے دونوں نسخوں میں جہاں کہیں لفظی فرق یا کمی بیشی تھی حاشیہ میں اس کی نشاندہی کرتے ہوئے ”مطبع نعیمی، مراد آباد“ کے لئے ”م“ اور ”جمال پریس، دہلی“ کے لئے ”د“ کا رمز استعمال کیا ہے۔<sup>[۱]</sup>

البتہ تکمیل حواشی کے سلسلے میں مذکورہ بالا دونوں نسخوں کے علاوہ مطبع شمس المطابع مراد آباد، مکتبہ مشرق بریلی اور ازہر بک ڈپو کراچی کی اشاعت سے بھی استفادہ کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

[1].... کتاب میں مذکور اشعار مشنوی میں جہاں کہیں اختلاف تھا اس کی تصحیح بغیر سی نشاندہی کے کر دی ہے۔ نیز نسخہ ”م“ میں بعض جگہ نام اقدس کے ساتھ ”ص“ اور غلام کے اسماء کے ساتھ ”رج“ لکھا تھا ایسے تمام مقامات پر بھی بلا نشاندہی نسخہ ”ذ“ کی روشنی میں مکمل درود پاک اور کلمات ترجمہ لکھ دیئے ہیں۔

☆ مطبع شمس المطابع مراد آباد کی اشاعت میں مخالفین کے شبہات کی تخریج وغیرہ پر مشتمل بعض حواشی ایسے تھے جو دیگر نسخوں میں شامل نہیں تھے راقم نے ان حواشی کو شامل کتاب کر کے ہر مقام پر نشاندہی کر دی ہے۔

☆ حضرت تاج العلماء و خلف صدر الافاضل کے شائع کردہ نسخوں کے حاشیہ میں بعض روایات کا ترجمہ مذکور تھا مگر ترجمہ نگار کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مطبع شمس المطابع کے نسخہ میں جا بجا تراجم و حواشی کے آخر میں ”تلمیذ حضرت مصنف محمد شفقت حسین“ اور ”غلام احمد سنبھلی“ درج تھا، راقم نے اس نسخہ کی روشنی میں ایسے سب تراجم و حواشی کے آخر میں محشی و مترجم کا نام ذکر کر دیا ہے۔

☆ چند حواشی و تراجم جو صرف مکتبہ مشرق بریلی اور ازہربک ڈپو کراچی کے نسخوں میں مذکور تھے انہیں بھی شامل کتاب کر کے ہر مقام پر نشاندہی کر دی ہے۔

(۲) کتاب میں مذکور آیات و احادیث اور دیگر محولہ عبارات کی تخریج

تخریج میں میرا طریقہ کاریہ رہا ہے کہ

مصنف علیہ الرحمۃ نے اگر کسی عبارت پر ایک سے زائد کتب کا حوالہ دیا ہے تو محولہ تمام کتب سے تخریج کی ہے، ہاں مصنف کے ذکر کردہ حوالہ جات پر اضافہ صرف دو ہی صورتوں میں کیا ہے:

اول: مصنف کے ذکر کردہ الفاظ اگر محولہ کتب کی بجائے کسی اور ماخذ میں ملے تو ضرورتاً اس ماخذ کا حوالہ بھی درج کر دیا ہے۔

دوم: مصنف نے اگر کہیں ثانوی ماخذ کے حوالہ پر اکتفا کیا ہے تو ثانوی ماخذ کے علاوہ اصل مصدر سے بھی تخریج کر دی ہے۔

☆ متعدد حوالہ جات میں پہلا حوالہ اس کتاب کا ہے جس میں مصنف کے ذکر کردہ الفاظ بعینہ موجود ہیں اور اس کے بعد دیگر کتب سے حوالہ جات درج کیے ہیں (اسی لئے بعض مقامات پر ثانوی ماخذ کا حوالہ اصل مصدر پر مقدم ہے۔) نیز محولہ کتاب میں اگر الفاظ کی کچھ کمی بیشی تھی تو تخریج کے بعد اس کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

☆ تخریج ذکر کرنے میں یہ انداز اپنایا ہے کہ آیات طیبہ کی تخریج میں پارہ نمبر، سورۃ کا نام، ترتیب وضعی کے لحاظ سے سورۃ نمبر اور پھر آیت کا نمبر مذکور ہے۔





☆ جن آیات کا ترجمہ کتاب میں مذکور نہیں تھا ان کا ترجمہ بالا اہتمام سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان سے نقل کیا گیا ہے۔

(۴) اس اشاعت میں پیرابندی اور سرخیوں کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

الکلمۃ العلیا کے قدیم نسخوں کے تعارف میں گزرا کہ مطبع نعیمی مراد آباد، جمال پریس دہلی اور مطبع شمس المطالع مراد آباد کے نسخوں میں بغلی حاشیہ پر فوائد مضامین درج ہیں، فی زمانہ یوں فوائد لکھنے کا رواج نہیں اور قدیم کتب کی اشاعت جدید کے وقت بھی ان کو غائب کر دیا جاتا ہے ہم نے ان فوائد کو شامل کتا کرنے کی یہ صورت نکالی ہے کہ انہی فوائد کو مضامین کتاب کی سرخیاں بنا دیا ہے اسی لئے الکلمۃ العلیا کے قدیم نسخوں کے برعکس اس اشاعت میں آپ کو بکثرت سرخیاں نظر آئیں گی لیکن سبھی فوائد کی سرخیاں بنانا ممکن نہیں تھا کہ اس سے مضامین کتاب کی روانی متاثر ہوتی تھی سو ہم نے بہت سے فوائد کی سرخیاں بنا کر بقیہ سب کو ”ف“ کے عنوان سے حاشیہ میں ذکر کر دیا ہے۔

(۵) فہرست مضامین جو پرانے نسخوں میں درج تھی معمولی اضافے کے ساتھ مکمل شامل کر لی ہے۔

(۶) اردو، عربی اور فارسی عبارات کو ایک دوسرے سے نمایاں کرنے کے لئے سب کو جدا جدا فونٹ میں ذکر کیا ہے۔

(۷) آیات کو نمایاں کرنے کے لئے پھولدار بریکٹ --- ﴿---﴾ احادیث طیبہ کو مکرر ہلالین ((---)) اور دیگر عربی و فارسی عبارات کو انورٹڈ کوموں ” “ کے مابین لکھا ہے۔

(۸) آخر میں ماخذ و مراجع کی قیغ فہرست بھی درج کر دی ہے جس میں فنون و موضوعات کی ترتیب سے اولاً کتاب کا نام پھر صاحب کتاب کا نام ان کا سن وفات اور اس کے بعد محل و وقت طبع درج ہے۔

آخر میں میں بالعموم اپنے تمام کرم فرماؤں اور بالخصوص محمد ابرار احمد عطاری، جناب میثم

--- ”غلام احمد سنبھلی“ وغیرہ یا اس کے علاوہ کوئی نوٹ مندرج ہے جبکہ (مدثر رضا المدنی کے تراجم کے علاوہ) ہمارے ذکر کردہ تراجم و حواشی کے آخر میں ایسا کچھ بھی مذکور نہیں۔

عباس رضوی اور محمد مدثر رضا المدنی کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کار خیر کو میرے لئے سہل بنا دیا نیز جامعہ نظامیہ رضویہ، جامعہ ہجویریہ، جامعہ غوثیہ، پنجاب یونیورسٹی نیو کیמپس، پنجاب پبلک لائبریری اور دیگر متعدد ادارہ جاتی و نجی لائبریریوں کے عملے کا بھی ممنون ہوں کہ ان حضرات کے مخلصانہ تعاون کی بدولت بہت سے مصادر کی دستیابی ممکن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مزید اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی انسان کا کیا ہوا ہم ضرور غلطی و کمی بیشی کا احتمال رکھتا ہے میں بھی اس حقیقت کے سامنے اپنی کوتاہیوں سے منزہ نہیں ہوں اس لئے اہل علم سے ملتی ہوں کہ میری اس کاوش میں کسی بھی طرح کی کوئی لغزش دیکھیں تو تضحیک کی بجائے بغرض اصلاح راقم کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔

خیر اندیش

محمد منزل بن محمد ابراہیم القادری العطاری

۵۔ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ / 04 جنوری 2017ء

muzzammilraza12@gmail.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کلمۃ العلیا علم المصطفیٰ

مفتی حامی سنت صدقہ الافاضل حضرت

مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی  
دام فیضہ جس میں مخالفین کے تمام سوالوں کے رد و جملہ شکوک و  
اوہام کے شافی جواب ہیں (مولانا) عمر نعیمی نے اپنے

مجموعہ کتب میں باب ۱۰۰۰ میں شائع کی ہے





علم غیبی کے اثبات اور شکوک و شبہات منکرین کے ازالے پر متل نہایت تند و مختصر جامع کتاب

# الکلمۃ العلیا لإعلام المصطفیٰ

تصنیف لطیف

صدر الافاضل فخر الاماثل

حضرت مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی  
علیہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

تحقیق، تخریج، ترمیم و عبارت

مولانا محمد منزل رضا قادری عطاری

مدرس جامعۃ المدینہ لاہور

والضحیٰ پبلی کیشنز

ماڈیولر سٹریٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph:042-37361363



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدُ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِ  
مُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ الَّذِي عَلَّمَهُ عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَلَى إِلِهِ الْعُلَمَاءِ بِمَا  
كَانَ وَمَا يَكُونُ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِعُلُومِهِ وَفُنُونِهَا بَعْدُ<sup>[1]</sup> بِنْدَةِ مُسْكِينِ  
الْمُعْتَصِمِ بِحَبْلِ اللَّهِ الْمُتَيْنِ<sup>[2]</sup> محمد نعيم الدين - خَصَّهُ اللَّهُ بِمَزِيدِ الصَّدَقِ وَالْيَقِينِ<sup>[3]</sup>  
بن الفاضل الكامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب - مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِي<sup>[4]</sup> - مراد  
آبادی - صَانَهُمَا اللَّهُ الْهَادِي عَنْ كَيْدِ الْآعَادِي<sup>[5]</sup> برادران اسلام کی عالی خدمت میں  
عرض کرتا ہے کہ آج کل مسئلہ علم نبی کریم - عَلَیْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ  
وَالسَّلَامِ - علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اُسی کا ذکر سنا جاتا ہے - چنانچہ اسی بحث میں  
جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری - دَامَ فَيْضُهُ<sup>[6]</sup> - نے جواب دہ فضلاء

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحم والا ہے۔

[1]....

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا اور درود و سلام ہوں رسولوں کے  
سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا اور آپ کی آل پر جو ماکان  
وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا) کے عالم ہیں اور آپ کے اصحاب پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے علوم و فنون کے  
لئے منتخب فرمایا۔ حمد اور صلوٰۃ و سلام کے بعد....

[2].... اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی کو تھامنے والا

[3].... اللہ تعالیٰ اسے زیادتی صدق و یقین کے ساتھ خاص فرمائے۔

[4].... اللہ تعالیٰ ان کا سایہ عالی دراز فرمائے۔

[5].... ہادی برحق ان دونوں کو دشمنوں کے مکر سے محفوظ رکھے۔

[6].... سراج العلماء حضرت علامہ مولانا شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ اعظم گڑھ کے ساکن تھے اپنے آبائی

علاقہ میں قرآن کریم حفظ کیا اور پھر تحصیل علم کے لئے رام پور تشریف لے گئے یہاں استاذ الاساتذہ حضرت  
علامہ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین صاحب رام پوری علیہ الرحمۃ (متوفی 1311ھ) سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل  
کی، انھیں کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے  
گئے۔ طویل عرصہ شیخ کی صحبت سے فیض اٹھایا اور شیخ کے وصال کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔ آپ ایک شیخ  
طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ نام و در مدرس، مفسر قرآن اور صاحب قلم عالم دین تھے، حضرت مولانا خواجہ احمد  
قادری علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں مدرس رہے تلامذہ میں مولانا غلام الدین <sup>سنبھلی</sup> اور مولانا علیم الدین اسلام  
آبادی علیہما الرحمۃ شامل ہیں۔ آپ نے بہت سی تصانیف بھی یادگار چھوڑیں، جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) اوضح البراہین علی عدم جواز الصلوٰۃ خلف غیر المفلذین (2) التحفة المنصیبة و النہدۃ الاحمدیۃ فی ---



اہل سنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمیٰ بہ ”اعلام الاذکیاء“<sup>[1]</sup> تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔ اس رسالہ میں مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم مآکان و مایکون کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دیئے ہیں۔ بایں ہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام ”اعلاء کلمۃ الحق“ ہے۔ حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب۔ دَامَ فَيْضُهُ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور زیادہ گویاں کیں جو علماء کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ ریک ناحت خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل و فہیم سے غیر متوقع ہیں اس لئے ہیچ میرز نے

\*\*\*

--- ادلة سماع الموتى وحياتهم السرمدية (3) احكام الحجة فى احكام اللحى (4) تحقيق المرام (5) تلخيص الافادات (6) تبشير الورى بحضور المصطفى (7) عمدة الفائحة (8) براہین لائحہ ضمیمہ عمدۃ الفائحة (9) احكام الملة الحقة فى تفسیق قاطع اللحية (10) حقوق الوالدین والولد (11) اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء... آپ نے ایک تفسیر قرآن بھی ارقام فرمائی تھی جو ہنوز غیر مطبوع ہے اور اس کا قلمی نسخہ الہ آباد شہر میں جامعہ حبیبیہ کے مہتمم مولانا عاشق الرحمن کے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔ تعلیم و تدریس اور تحریر و تصنیف کے ساتھ ساتھ آپ عمل و کردار کے بھی دہنی تھے تقویٰ و پرہیزگاری، زہد و ورع، توکل علی اللہ، استقامت فی الدین اور قناعت ایسی صفات میں یادگار اسلاف تھے، نہایت سادہ زندگی بسر کی، غربا سے قریب اور امرا سے بعید رہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے آپ کے بڑے گہرے تعلقات تھے ملک العلماء مفتی طفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”علمائے کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰ حضرت کی مسرت کی جو حالت ہونی احاطہ تحریر سے باہر ہے خصوصاً حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وحی احمد صاحب پہلی بھیتی، حضرت ابو الوقت شیر بیٹہ سنت مولانا ہدایت الرسول صاحب لکھنوی، حضرت مولانا سراج الدین ابو الذکاء مولانا سلامت اللہ صاحب اعظمی رام پوری... الخ“ (حیات اعلیٰ حضرت، ج 1، ص 282، مکتبہ نبویہ، لاہور) سیدنا اعلیٰ حضرت اور شاہ سلامت اللہ صاحب نے ایک دوسرے کی کتب پر تقاریظ اور فتاویٰ پر تصدیقات بھی ثبت فرمائیں ہیں۔ آپ کا وصال 8 جمادی الاولیٰ 1338ھ کو رام پور میں ہوا اور اپنے استاذ و مرشد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین رام پوری علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں دفن ہوئے۔ (ماخوذ از: پیش گفتار و مقدمہ اعلام الاذکیاء، ص 18 و 34 و 37؛ مطبوعہ انجمن ضیائے طیبہ، و تقاریظ امام احمد رضا، ص 86، اکبر بک پبلرز، لاہور)

[1]... اَعْلَامُ الْاَذْكِيَاءُ بِالْبَاطِنِ عُلُومِ الْغَيْبِ لِخَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ [خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے اثبات میں اہل علم و ذکا کی تنبیہ]

یہ رسالہ دراصل نامائے دیوبند کی بعض گستاخانہ عبارات سے متعلق ایک استفتاء کا جواب ہے جو حضرت نے اپنے شاگرد جناب مولوی عماد الدین سنہلی کی فرمائش پر تحریر فرمایا تھا، 1320ھ / 1902ء کو حافظ محمد۔۔۔

باستدعائے احباب بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی<sup>1</sup> کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اس کا نام ”الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ“ رکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اُس کام کو انہی کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔<sup>2</sup> کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے۔ حافظ صاحب اور اُن کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بد زبانوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں جس طرح میں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح اُن کی سخت کلامی زیادہ کوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مد نظر رکھا۔ نا انصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا۔ حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ مسطورہ ذیل رسالے دستیاب ہوئے۔

\*\*\*

۔۔۔ احمد علی خان شوق کے اہتمام سے پہلی بار ”مطبع احمدی کوچہ لنگر خانہ ریاست رامپور، ہند“ سے شائع ہوا، بڑے سائز کے 32 صفحات پر مشتمل اس اشاعت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سمیت 16 علمائے کرام کی تقارین بھی شامل تھیں اور حاشیہ پر مصنف علام کے شاگرد رشید مولوی محمد علیم الدین اسلام آبادی نے رسالے میں وارد آیات قرآنیہ اور دیگر عربی عبارات کے تراجم بھی تحریر فرمائے تھے۔ اس اولین اشاعت کے بعد طویل عرصہ تک یہ رسالہ منتظر طباعت رہا، بالآخر مفتی محمد اکرام احسن فیضی صاحب نے فارسی عبارات کا ترجمہ اور محولہ عبارات کی تخریج کی خدمت سرانجام دی اور فروری 2013ء میں ادارہ ”انجمن ضیاء طیبہ“ (کراچی) نے اس کی خوبصورت و دیدہ زیب اشاعت کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔

[1].... میاں محمد اشرف صاحب شاذلی سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بڑے عقیدت مند تھے اور حضرت صدر الافاضل سے غایت محبت و شفقت فرماتے تھے۔ جب ”الکلمۃ العلیا“ مکمل ہوئی اور موصوف نے اس کتاب کو سنا تو بے حد خوش ہوئے اور انعام کے طریقہ پر اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک پاندان اور دو گالدان خورد و کلاں حضرت صدر الافاضل کو عطا فرمائے۔ مولانا غلام معین الدین نعیمی نے ان کے بارے لکھا ہے کہ ”یہ بزرگ اُن پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینہ معلومات تھے۔“ (حیات صدر الافاضل، ص 46، فرید بک سنال، لاہور) اور بقول تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی ”حاجی صاحب کو ان کے پیر کی دعا سے ایسی قوت حافظہ حاصل تھی کہ وہابیہ اور اہلسنت کی تمام کتابیں حفظ تھیں بے پڑھ لکھے آدمی تھے مگر مناظروں میں حاضر ہوتے، مناظر کو بتاتے رہتے کہ فلاں مضمون فلاں کتاب کے فلاں صفحہ پر ہے وہ صفحات نکالتے تو مضمون موجود ہوتا، اسی طرح تمام کتب مناظرہ انھیں از بر تھیں، بڑے مقدس بزرگ تھے۔“ (حیات صدر الافاضل، ص 26، فرید بک سنال، لاہور)

[2].... اُس کام کو انہی کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ (م، ص 2)







اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اُس کے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے۔ قولہ تعالیٰ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾<sup>[1]</sup> (وَفِي مَعَالِمِ التَّنْزِيلِ) "وَقَالَ ابْنُ كَيْسَانَ (خَلَقَ الْإِنْسَانَ) يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ"<sup>[2]</sup> (وَفِي التَّفْسِيرِ الْحُسَيْنِيِّ) "یا بوجود آورد محمد را و بیا موزایند وے را بیان آنچه بود و هست و باشد۔"<sup>[3]</sup> آیت شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے علوم ماکان و مایکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ یعنی گزشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الہیہ کا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں، ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں، کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ لیکن بایں ہمہ عطائے الہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ماکان و مایکون کے علوم حاصل ہیں۔ الحمد للہ ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل نہ عطائے الہی اور فضائل احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات ہم پر افترا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل و علا کی قدرت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کے

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[1].... القرآن الکریم، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، آیت 3، 4

[2].... معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[آیت 3، 4]، الجزء 4، صفحہ 331، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى: 1420ھ

ترجمہ: تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ ابن کيسان نے فرمایا: ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق فرمایا اور ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کا معنی یہ ہے کہ آپ کو ماکان و مایکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) کا بیان تعلیم فرمایا۔

[3].... قرآن مجید مترجم (فارسی) مع تفسیر حسینی، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[آیت 4]، صفحہ 852، مطبع محمدی، بمبئی، ہند، طبع 1312ھ

ترجمہ: یا (آیت کا مطلب یہ ہے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر دیا۔ (آگے فرمایا: "چنانچہ علمت علم الاولین والآخرین" کا مضمون اس کی خبر دیتا ہے۔)

(تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ [آیت 4]، الجزء 2، صفحہ 490، مطبع منشی نو لکھنؤ، لکھنؤ، ہند، بار دوم 1347ھ 1928ء)

زور لگائیں اور ناکام کوششیں کی جائیں اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانے سے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے۔ تعجب، اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔“

## تقویت الایمان کے لغوات کارڈ

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت<sup>[۱]</sup> یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے۔ ”نزدیک دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔“<sup>[۲]</sup> خداوند عالم کی جناب میں نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھ کر اور ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں کہ ”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۲۰)<sup>[۳]</sup> ان سادہ لوحوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جل شانہ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب چاہتا ہے کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہے۔ معاذ اللہ العلی العظیم۔ علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں<sup>[۴]</sup> ان کی نقل کرتے ہوئے طبعیت پریشان ہوتی ہے۔ اس لئے میں اللہ جل شانہ سے یہ دعا کر کے (کہ الہی اپنے بندوں کو ہدایت فرما) اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔ حضرت سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم<sup>[۵]</sup> کو اللہ جل شانہ نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات ماو جد و یو جد [جو موجود ہیں اور جو آئندہ وجود میں آئیں گے] کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کے لئے کسی قدر اور
















[1].... سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت (د، ص 4)

[2].... تقویۃ الایمان (مجموعہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان و نصیحتہ المسلمین) باب پہلا: توحید و شرک کے بیان میں، صفحہ 22

نوٹ: تقویۃ الایمان کے مذکورہ نسخوں میں عبارت یوں ہے:

”اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی، دور ہو یا نزدیک ہو، چھپنی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہہ میں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں۔“

[3].... تقوية الايمان (مجموعه تقوية الايمان مع تذكير الاخوان بنصيب المسلمين)، الفضل الثاني في رد الاشراك في العلم، صفحہ 29،

میر محمد کتب خانہ، کراچی ☆ صفحہ 34، مکتبہ السلام، سن پور، لاہور، صفحہ 39، 40، دارالکتب المستفی، شیش محل روڈ، لاہور

[4].... جو یہودہ کلمات بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے لکے ہیں (حصہ 4)

[5].... حضرت سید کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و احبابہ وسلم (وہ جس 4)



بھی تحریر میں لایا جاتا ہے یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی کثیر موجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر میں نقل کر دینا ممکن نہیں، اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہے۔<sup>[1]</sup>

### مسئلہ کا ثبوت آیتوں سے

اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾<sup>[2]</sup> اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جل شانہ نے تمہیں تعلیم فرمایا جو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے۔

آیت (۱) ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾<sup>[3]</sup> اور اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔ ”الْفَتْوحَاتُ الْإِلَهِيَّةُ بِتَوْضِيحِ تَفْسِيرِ الْجَلَالِينَ لِلدَّقَائِقِ الْحَنَفِيَّةِ الْمَعْرُوفِ بِالْجَمَلِ“ مطبوعہ مطبع مرتضوی، جلد اول، ص ۴۰۸ میں ہے۔ ”وَالْمَعْنَى وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي أَنْ يَصْطَفِيَ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَيُطْلِعُهُ عَلَى الْغَيْبِ“<sup>[4]</sup> اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے۔ یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر۔

آیت (۲) ﴿عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾<sup>[5]</sup> اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضیٰ کر لے رسولوں میں سے۔ اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ ”لَا يُظْهِرُ غَيْبَهُ عَلَى أَحَدٍ“<sup>[6]</sup> نہ فرمایا

.....

[1].... اس مختصر کتاب میں نقل کر دینا ممکن نہیں۔ اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہے۔ (د، ص 4)

[2].... القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء: (4)، آیت 110

[3].... القرآن الکریم، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، آیت 179

[4].... الفتوحات الالہیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الحنفیۃ (حاشیۃ الحمن علی الجلالین)، پارہ 4، سورۃ آل

عمران (3)، تحت الایۃ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ...﴾ [آیت 179]، جزء 1، صفحہ 340، فدیمی کتب خانہ، کراچی

[5].... القرآن الکریم، پارہ 29، سورۃ النحل (72)، آیت 26، 27

[5].... اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ ”لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ عَلَى أَحَدٍ“ (د، ص 5)

کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرار ہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ﴿لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾<sup>[۱]</sup> اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن عظیم سے ثابت ہوا۔

تفسیر روح البیان جلد رابع، ص ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے ”قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ إِنَّهُ تَعَالَى لَا يُطْلَعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِي يَخْتَصُّ بِهِ عِلْمُهُ إِلَّا الْمُرْتَضَى الَّذِي يَكُونُ رَسُولًا وَمَا لَا يَخْتَصُّ بِهِ“<sup>[۲]</sup> يُطْلَعُ عَلَيْهِ غَيْرَ الرَّسُولِ“<sup>[۳]</sup> یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اُس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اُس کے ساتھ خاص نہیں اُس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

آیت (۳) ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ﴾<sup>[۴]</sup> یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل۔ ”ہو“ کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم یا قرآن شریف، ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کما سیاتی [جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔]  
یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں۔

### مسئلہ کا ثبوت احادیث سے

حدیث (۱) وَ عَنْ عُمَرَ قَالَ: ((قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) (از مشکوٰۃ شریف، صفحہ

.....

[1].... القرآن الکریم، پارہ 29، سورۃ الجن (72)، آیت 26, 27

[2].... وَمَا يَخْتَصُّ بِهِ (د، ص 5)

[3].... روح البیان، پارہ 29، سورۃ الجن (72)، تحت الآية: عَلَّمَهُ الْغَيْبُ فَلَا يُظْهِرُ... الخ [آیت 26, 27،]

الجزء 26، صفحہ 573، دار الفکر - بیروت

[4].... القرآن الکریم، پارہ 30، سورۃ التکویر (81)، آیت 24







الحق میں کہیں بھی اس کا کچھ پتا و نشان ہے یا نہیں۔<sup>[1]</sup> میں نے مظاہر الحق کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اس میں وہی ترجمہ ہے جو صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جس پر بناری صاحب نے اعتراض کیا۔ بناری صاحب نے جو ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اُس کا پتہ تک نہیں۔

ثانیاً بناری صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اُس کے برعکس موجود۔ بناری صاحب کا ترجمہ جو انھوں نے اپنے دل سے گھڑا غلط ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ ”فَاعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا يَوْمَئِذٍ لَيْتَكَ الْأَخْبَارِ لَا شَيْمًا لَهَا عَلَى عُلُومٍ وَحُجَّةٍ۔“<sup>[2]</sup>

### مخالفین کے ”اہل حق“ کے کرشمے

آپ نے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور یہ دیانت کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہیں؟ کیوں جناب اسی لیاقت و دیانت پر استاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے ہیں یہاں سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کی جا سکتی ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ ”پس خبر دی ہم کو ساتھ اُس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب و غرائب قیامت تک کے۔“<sup>[3]</sup> ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

..... ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ .....

[1].... اس کا پتا و نشان ہے یا نہیں۔ (د، ص 7)

[2].... لمعات بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ، کتاب الفضائل و الشّمائل، باب فی المعجزات، الفصل الثالث، حاشیہ

5، صفحہ 543، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: جس نے اس روز ان خبروں کو زیادہ یاد رکھا وہ ہم میں زیادہ علم والا ہے کیونکہ وہ خبریں بہت سے علوم اور محبتوں پر مشتمل تھیں۔

[3].... ترجمہ مشکوٰۃ شریف موسوم بہ مظاہر حق، کتاب الفضائل و الشّمائل، باب فی المعجزات، الفصل

الثالث، تحت حدیث عن عمرو بن الخطاب الانصاری قال: (صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً الفجر....)، تنمة جلد چهارم مع اسماء الرجال، ص 43، مطبع منشی نو لکھنؤ، بار پنجم





ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہے اُس کو پہچان لیتا ہے اُس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات اُن میں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مظاہر الحق، ص ۳۱۳، سطر ۱۳) <sup>[۱]</sup>

حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۲، سطر ۳، فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ <sup>[۲]</sup> فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) <sup>[۳]</sup> انتہی بقدر الحاجة روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لیے زمین یعنی اُس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق، ص ۵۰۳، سطر ۱۷) <sup>[۴]</sup>

حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف، ص ۶۹، سطر ۲۷، باب المساجد (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا: ﴿وَكَذَلِكَ نُرَى إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَنَّ مِنْ

ترجمہ مشکوٰۃ شریف موسوم بہ مظاهرق، کتاب الفتن، الفصل الاول، تحت حدیث عن حذیفہ قال

[1].... ترجمہ مشکوٰۃ شریف موسوم بہ مظاهرق، کتاب الفتن، الفصل الاول، تحت حدیث عن حذیفہ قال (قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا)، جلد چہارم، صفحہ 288، سطر 13 تا 20، مطبع منشی

نو لکھنؤ، بار پنجم

[2].... دونوں نسخوں میں "إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ" درج تھا، ہم نے تصحیح کر دی ہے۔

[3].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الاول، رقم الحدیث 5501، صفحہ

522، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

الصحيح المسلم، کتاب الفتن و اشراف الساعة، باب هلاک هذه الامة بعضهم ببعض، الرقم المسلسل

7152، صفحہ 1413، 1414، دار الفكر للنشر والتوزيع، بیروت، الطبعة: 1424ھ/2004م

[4].... ترجمہ مشکوٰۃ شریف موسوم بہ مظاهرق، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فضائل سید المرسلین،

الفصل الاول، تحت حدیث عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي

الْأَرْضَ....)، جلد چہارم، صفحہ 469، سطر 4، 5، مطبع منشی نو لکھنؤ، بار پنجم

المُوقِنِينَ ﴿رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا﴾<sup>[1]</sup> عبدالرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھٹڑا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے<sup>[2]</sup> اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَكَذَلِكَ﴾<sup>[3]</sup> الایۃ۔ یعنی ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے<sup>[4]</sup> تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔<sup>[2]</sup> وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے۔ لہذا الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۶۳ میں ہے ”(فَعَلِمْتُ)، اٰیْ بِسَبَبِ وُضُوْلِ ذٰلِكَ الْفَيْضِ (مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ) یَعْنِیْ مَا اَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِمَّا فِیْهِمَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْاَشْجَارِ وَغَیْرِهِمَا، وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ سَعَةِ عِلْمِهِ<sup>[5]</sup> الَّذِی فَتَحَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَیْهِ، وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ: اٰیْ جَمِیْعَ الْكَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمَاوَاتِ بَلْ وَمَا فَوْقَهَا، کَمَا یُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ، ”وَالْاَرْضِ“ هِیَ بِمَعْنٰی الْجَنْسِ، اٰیْ: وَجَمِیْعَ مَا فِی الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ، بَلْ وَمَا تَحْتَهَا، کَمَا اَفَادَهُ اِخْبَارُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْحَوِیِّ اللَّذَیْنِ عَلَیْهِمَا الْاَرْضُ وَنَکَلَهَا<sup>[5]</sup>“

.....

[1].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثانی برقم الحدیث 670،

صفحہ 70، 71، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

السنن الدارمی، من کتاب الرؤیا، باب فی رویۃ الرب تعالیٰ فی النوم، برقم الحدیث 2195، الجزء 2،

صفحہ 1365، دار المغنی للنشر والتوزیع، المملكة العربیة السعودیة، الطبعة الأولى: 1412ھ / 2000م

[2].... جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (م، ص 9)

[3].... القرآن الکریم، پارہ 7، سورة الانعام (6)، آیت 75

[4].... ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں سے (د، ص 9)

[5].... دونوں نسخوں میں ”مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْاَشْجَارِ وَغَیْرِهِمَا، عِبَارَةٌ عَنْ سَعَةِ عِلْمِهِ“ اور ”عَنِ الثَّوْرِ وَالْحَوِیِّ اللَّذَیْنِ عَلَیْهِمَا الْاَرْضُ وَنَکَلَهَا“ درج تھا، ہم نے اصل کے مطابق تصحیح کر دی ہے۔

يَعْنِي أَنَّ اللَّهَ أَرَىٰ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَكَشَفَ لَهُ ذَلِكَ وَفَتَحَ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْغُيُبِ (الغيوب)“ [1] [2]

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ ص ۲۶۳، سطر ۳۲ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ”فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ“ پس دانستہ ہر چہ در آسمانها و ہر چہ در زمین بود [3] عبادتست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و تلا [3] و خواند آنحضرت مناسب این حال و بقصد استشہاد [3] بر امکان آن این آیت را کہ ﴿وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ﴾ و همچنین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم تمامہ آسمانها را و زمین را ﴿لِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ تا آنکہ گردد و ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان این دو ردیت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب ہر چہ در آسمان و

\*\*\*

[1].... مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، الفصل الثالث،

تحت رقم الحدیث 725، الجزء 2، صفحہ 609، دار الفکر، بیروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م

[2].... ف۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو

آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا اُن چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہا میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کھول دیا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ”ما فی السموات“ سے آسمانوں بلکہ اُن سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے

جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو اُن

سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اُس کو مفید ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرما دیا۔ اور مجھ پر (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔ ۱۲۔

محمد شفقت حسین سلمہ ۱۲

[3].... و ہر چہ در زمین بود --- و احاطہ آن و تلاع --- و بقصد استشہاد (م، ص 10)

و ہر چہ در زمین بود (د، ص 10)

ف۔ حضور کو آسمانوں اور زمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق و ماتحت کا علم مرحمت فرما دیا گیا۔

ف۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔



زمین بود حالی از ذوات و صفات و ظواهر و بواطن همه را دید و خلیل حاصل شد۔ مراد رایقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالبان می باشد و حبیب حاصل شد مراد رایقین و وصول الی اللہ اول پس ازان و انست عالم را و حقائق آنرا چنانکہ شان مجزویان و محبوبان و مطلوبان اوست اول موافق است بقول مارایت شئیا الارایت اللہ قبلہ و شتان ما بینہما۔<sup>[2][1]</sup> علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ”وَالْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَى كَمَا رَأَى أَبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، كَذَلِكَ فَتَحَ عَلَى أَبْوَابِ الْغُيُوبِ حَتَّى عَلِمْتُ مَا فِيهَا مِنَ الذَّوَاتِ وَالصِّفَاتِ وَالظُّوَاهِرِ وَالْمُغَيَّبَاتِ“<sup>[4][3]</sup>

.....

[1].... اشعة اللمعات، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الثانی، الجزء 1، صفحہ 333، کتب خانہ منجدیہ، ملتان

[2].... حاصل عبارت: پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے۔ تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور ازان کا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَكَذَلِكَ نُرِيكَ الْآيَةَ﴾ یعنی اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تا کہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کے ساتھ یقین کر نیوالوں میں سے ہوں۔ اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے۔ ف۔ اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان و زمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذوات، صفات، ظواہر و بواطن سب دیکھا۔ اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں، مطلوبوں اور مجزوبوں کی شان ہے ۱۲۔ محمد شفقت حسین سلمہ ۱۲

ف۔ تمام علوم جزوی و کلی کا علم و احاطہ۔

ف۔ آسمان و زمین کے جملہ ذوات و صفات، ظواہر و بواطن سب کا معائنہ فرمایا۔

[3].... الکاشف عن حقائق السنن (شرح الطیبی)، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل

الثانی، رقم الحدیث 725، الجزء 2، صفحہ 245، إدارة القرآن و العیوم الاسلامیہ، کراچی۔ الطبعة الأولى 1413ھ

[4].... معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیوب کے دروازے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو پچھ اُن (آسمان و زمین) میں ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ۱۲۔ محمد شفقت حسین سلمہ ۱۲

حدیث (۶) مشکوٰۃ المصابیح، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، ص ۲۷ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں: ((فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتَهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بُرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) [1] [2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات، ص ۲۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ ”پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختہ ہمہ را“ [3]

حدیث (۷) مواہب اللدنیۃ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے۔  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا  
 أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي  
 هَذِهِ))<sup>۱۴۱</sup> اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دنیا

**ਭਗਤ ਬਨਾਰੀ ਦਾਸ ਜੀ ਦੇ ਸ੍ਰੋਤ ਪੁਸ਼ਟਿਕਾਵਾਂ**

[1].... مشكوة البصايع، كتاب الصلوة، باب المساجد ومواقع الصلاة، الفصل الثالث، رقم الحديث 691، صفحة 72، 73، مكتبة رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م

مسند الامام احمد بن حنبل، تنمة مسند الانصار، حديث معاذ بن جبل، رقم الحديث 22109،  
الجزء 36، صفحہ 423، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولى: 1421ھ/2001م  
سنن الترمذی، ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ص، رقم الحديث، الجزء 5، صفحہ 368، شركة  
مكتبة و مطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثانية: 1375ھ/1995م

[2].... پس ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد عرض کی میں نے حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا اُس نے کہ ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین مرتبہ دریافت فرمایا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مجھے اُس کے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی۔ پس مجھ پر ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔ ۱۲۔ غلام احمد سنبھلی

[3].... اشعة اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، الجزء 1، صفحہ 342.

کتب خانہ مجیدیہ ، ملتان

ترجمہ: پس ظاہر و روشن ہو گئے مجھ پر تمام علوم اور میں نے تمام باتیں جان لیں۔ (مکتبہ مشرق، بریلی، صفحہ 12)

**نوٹ:** یہ ترجمہ مذکورہ نسخہ کے متن میں فارسی عبارت سے پہلے مذکور تھا۔

[4]...المواهب المدنيه،المقصد الثامن فى طيه صلى الله عليه وسلم لذوى الأمراض والعاهات وتعبيره----

کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اُس میں تا قیامت ہو نیوالا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔ علامہ زرقاتی شرح مواہب قسطانی جلد ۷، ص ۲۳۴ میں لکھتے ہیں: <sup>۱۱</sup>”((إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ)) أَيْ أَظْهَرَ وَكَشَفَ ((لِيَ الدُّنْيَا)) بِحَيْثُ أَحْطَتْ بِجَمِيعِ مَا فِيهَا ((فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ)) إِيَّاهُ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ نَظَرَ حَقِيقَةً، دَفَعَ بِهِ أَنَّهُ أَرِيدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ” <sup>۱۲</sup> اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کے لئے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع مافیہا کا احاطہ کر لیا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اُس کو اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہو نیوالا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقت دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی۔“

### درندوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی توصیف کرنا

مشکوٰۃ المصابیح، باب المعجزات، ص ۵۴۱، سطر ۱۳ میں موجود ہے۔ حدیث (۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ((جَاءَ ذَنْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذَّنْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَشْفَرَ فَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ إِلَى رِزْقِ رَزَقْنِيهِ اللَّهُ أَخَذْتَهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّي فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذَنْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذَّنْبُ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ

-----

--- الرؤيا وإنبائه بالأنباء المغيبات، الفصل الثالث في إنبائه صلى الله عليه وسلم بالأنباء المغيبات، الجزء 3، صفحة 129، المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر

المعجم الكبير للطبراني، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، رقم الحديث 14112، الجزء 13، صفحة 318، بإشراف و عناية: د/ سعد بن عبد الله الحميد و د/ خالد بن عبد الرحمن الحريسي

[1].... بناری صاحب صفحہ یاد کر کے حدیث کی کتاب دیکھ لیں یہ وہی حدیث ہے جس کا انھیں پتا نہیں چلا اور بے وجہ اس کو موضوع بتایا۔ <sup>۱۳</sup> اور اپنی کتاب ”کشف الغطا“ کے صفحہ ۳۳ میں اسی حدیث کا پتہ دریافت کیا ہے یہاں صفحہ تک کا نشان لکھ دیا گیا۔ ۱۲

[2].... شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن فی طبہ صلی اللہ علیہ وسلم لذوی الأمراض والعاهات وتعبيره الرؤيا وإنبائه بالأنباء المغيبات، الفصل الثالث في إنبائه صلى الله عليه وسلم بالأنباء المغيبات، الجزء 10، صفحة 123، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417ھ/ 1996م-

[3].... بے وجہ اس کو موضوع بتایا۔ (د، ص 11)



بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَأَخْبَرَهُ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ<sup>[1]</sup> الحدیث۔ حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی۔ پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابو ہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا<sup>[2]</sup> اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اُس کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گزشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہو گا دنیا اور عقبیٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس تمام کی خبر دی<sup>[2]</sup> اور اسلام لایا۔ حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی۔“

سبحان اللہ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان و ماہو کائنات جانیں اور بیان کریں مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاة المفاتیح جلد ۵، ص ۴۷۵ میں یُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ کی شرح یوں کرتے ہیں۔ ”((يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى)) أَيْ بِمَا سَبَقَ مِنْ خَيْرِ الْأَوَّلِينَ مَنْ قَبْلَكُمْ ((وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ)) أَيْ مِنْ نَبَأِ الْآخِرِينَ فِي الدُّنْيَا وَمِنْ أَحْوَالِ الْأَجْمَعِينَ فِي الْعُقْبَى“<sup>[3]</sup> اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گزشتہ اور

.....

[1].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فی المعجزات، الفصل الثانی، رقم الحدیث 5672، صفحہ 550،

مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م (وفیه: وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ --- فَقَالَ رَجُلٌ تَاللَّهِ)

[2].... بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا (د، ص 12) --- حضور کو اس تمام حال کی خبر دی۔ (د، ص 12)

[3].... مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الثانی،

تحت رقم الحدیث 5927، الجزء 9، صفحہ 3823، دار الفکر، بیروت، لبنان، الطبعة الأولى: 1422ھ / 2002م

(وفیه: خَيْرِ الْأَوَّلِينَ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ)

ترجمہ: (یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں گزشتہ باتوں کی خبریں دیتے ہیں) یعنی اولین کی خبریں، جو تم سے پہلے۔۔

آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبی کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔  
طبرانی میں حضرت ابو ذر<sup>[1]</sup> سے مروی ہے۔ حدیث (۹) ((لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحِيهِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا))<sup>[2]</sup> یعنی نبی کریم صلوٰت اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرند ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اُس کا بھی بیان فرمادیا۔

### حضور نے ایک دن میں دنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرمادیئے؟

اب غالباً مخالفین کو تردد ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جملہ حالات کیسے بیان فرمادیئے اوپر کی حدیثوں میں گذرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے۔ یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمائیے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادیئے اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ

\*\*\*

--- گزر گئے۔ (اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے) یعنی ان لوگوں کی خبریں جو دنیا میں تمہارے بعد ہوں گے۔ اور تمام لوگوں کی عقبی کے احوال کی خبریں دیتے ہیں۔

[1].... الکلمۃ العلیا کے مطبوعہ نسخوں میں اس مقام پر حضرت ابو ذر کی بجائے حضرت ابوالدرداء لکھا ہے جو غالباً کاتب کی غلطی ہے کیونکہ المعجم الکبیر للطبرانی اور مسند امام احمد وغیرہ کتب مذکورہ ذیل میں یہ حدیث پاک حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

[2].... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علامات النبوة، باب فیما outh من العلم صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 13971، الجزء 8، صفحہ 263، مکتبۃ القدسی، القاہرہ، عام النشر: 1414ھ/1994م (بلفظہ) وقال بعد ذكره "رواه احمد والطبرانی"

المعجم الكبير للطبرانی، باب الحیم، باب ومن غرائب مسند ابی ذر، رقم الحدیث 1647، الجزء 2، صفحہ 155، مکتبۃ ابن تیمیہ، القاہرہ، الطبعة الثانية [تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحِيهِ فِي السَّمَاءِ، إِلَّا وَهُوَ يُذَكِّرُنَا مِنْهُ عِلْمًا]

مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری، 35/290، رقم الحدیث 21361..... مسند البزار، مسند ابی ذر، ابو الطفیل عن ابی ذر، 9/341، رقم الحدیث 3897..... صحیح ابن حبان، کتاب العلم، باب الزجر عن کتبه... 1/267، رقم الحدیث 65..... المخلصیات لابی ظاہر المخلص، الجزء التاسع، 3/31، رقم الحدیث 1944..... من احی میسی الدقائق، 1/59، رقم الحدیث 80..... جزء التاسع من الفوائد المتقاة، 1/59، رقم الحدیث 49







الْأُسْعَدَ إِلَى حِينٍ وَصُولِ مُحَاذَاةِ بَابِ الْكُعْبَةِ الشَّرِيفَةِ، وَالْقِبْلَةِ الْمَنِيفَةِ، وَقَدْ سَمِعَهُ  
ابْنُ الشَّيْخِ شَهَابُ الدِّينِ السَّهْرَوَرْدِيُّ مِنْهُ كَلِمَةً كَلِمَةً وَحَرْفًا حَرْفًا مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى  
آخِرِهِ، قَدْ سَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى أَسْرَارَهُمْ وَنَفَعَنَا بِبِرْكَةِ أَنْوَارِهِمْ،<sup>۱۱</sup> یعنی بعضے مشائخ سے منقول  
ہے کہ انھوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پر پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ  
لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب  
حضرت سر ایا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیاز مندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں  
جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال۔ چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے  
مفسرین محدثین اکابر امت فقہاء و علماء مشائخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں۔

وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صاحب کتاب الابرار کی دلچسپ تقریر

صاحب کتاب الابریز ص ۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں ”وَأَقْوَى الْأَرْوَاحِ فِي ذَلِكَ رُوحُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا لَمْ يَحْجُبْ مِنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالَمِ فَهِيَ مُطْلَعَةٌ عَلَى عَرْشِهِ وَعُلُوِّهِ وَسُفْلِهِ وَدُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ<sup>[2]</sup> وَنَارِهِ وَجَنَّتِهِ لِأَنَّ جَمِيعَ ذَلِكَ خُلِقَ لِأَجْلِهِ<sup>[2]</sup> صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَيِّزُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِقٌ لِهَذِهِ الْعَوَالِمِ بِأَسْرِهَا فَعِنْدَهُ تَمَيِّزٌ فِي أَجْرَامِ السَّمَوَاتِ مِنْ أَيْنَ خُلِقَتْ وَمَتَى خُلِقَتْ وَلَمْ يَخْلُقَتْ وَإِلَى أَيْنَ تَصِيرُ فِي جِرْمِ كُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَهُ تَمَيِّزٌ فِي مَلَائِكَةٍ كُلِّ سَمَاءٍ وَأَيْنَ خُلِقُوا وَمَتَى خُلِقُوا وَإِلَى أَيْنَ يَصِيرُونَ وَتَمَيِّزٌ فِي اخْتِلَافِ مَرَاتِبِهِمْ وَمُنْتَهَى دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَيِّزٌ فِي الْحُجُبِ السَّيْعِينَ وَمَلَائِكَةٍ كُلِّ حِجَابٍ عَلَى الصِّفَةِ السَّابِقَةِ وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَيِّزٌ فِي أَجْرَامِ النَّبِيِّاتِ الَّتِي فِي الْعَالَمِ الْعُلَوِيِّ مَثَلًا<sup>[2]</sup> النُّجُومُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَاللُّوْحُ وَالْقَلَمُ وَالْبُرْزُخُ وَالْأَرْوَاحُ الَّتِي فِيهِ عَلَى الْوُصْفِ السَّابِقِ وَكَذَا عِنْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَمَيِّزٌ فِي الْجَنَانِ وَدَرَجَاتِهَا وَعَدَدِ سُكَّانِهَا وَمَقَامَاتِهِمْ فِيهَا وَكَذَا مَا بَقِيَ مِنَ الْعَوَالِمِ

[1]...مرفأة الصفائح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الفتن كتاب صفة القادة والحنة والارباب بدء الحق وذكر  
الانبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الاول، تحت رقم الحديث 5718، الجزء 9، صفحة 3654، دار الفكر.

[2].... دونوں نسخوں میں یہ الفاظ یوں تھے: (وَآخِرَةُ) (لَا جِہ) (مِثْل)۔۔ ہم نے اصل کے مطابق تصحیح کر دی ہے۔





آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرّہ ذرّہ حضور پر ظاہر و روشن ہے  
 بانیہم حضور کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا  
 ہی وسیع ہو متناہی، اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں۔ جب  
 حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس  
 سے کیا زیادہ ہوگا۔ پس خدا اور رسول کو برابر کر دیا۔ یہ انکی نادانی ہے کہ وہ علم الہی کو عالم میں منحصر  
 خیال کریں یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائیں۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور کے علم کو  
 اُس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الہی کو اُس کی بے  
 مثال عظمت کیساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار  
 کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں علم الہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا  
 ہیں اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحنہ کے علم و قدرت سے  
 واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے۔ حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو  
 خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے۔ ﴿إِٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ�ْ وَاِنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا  
 فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ [۱] زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے۔  
 ”النُّبُوَّةُ عِبَارَةٌ عَمَّا يَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ وَيَفَارِقُ بِهِ غَيْرُهُ، وَهُوَ يَخْتَصُّ بِأَنْوَاعٍ مِنَ  
 الْخَوَاصِّ، أَحَدُهَا أَنَّهُ يَعْرِفُ حَقَائِقَ الْأُمُورِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَصِفَاتِهِ  
 وَمَلَائِكَتِهِ وَالْذَّارِ الْآخِرَةِ، عِلْمًا مُّخَالِفًا لِعِلْمِ غَيْرِهِ، بِكَثْرَةِ الْمَعْلُومَاتِ وَزِيَادَةِ  
 الْكُشْفِ وَالتَّحْقِيقِ، ثَانِيهَا أَنَّ لَهُ فِي نَفْسِهِ صِفَةً، بِهَا تَتِمُّ الْأَفْعَالُ الْخَارِقَةُ لِلْعَادَةِ،  
 كَمَا أَنَّ لَنَا صِفَةً تَتِمُّ بِهَا الْحَرَكَاتُ الْمَقْرُونَةُ بِإِرَادَتِنَا وَهِيَ الْقُدْرَةُ، ثَالِثُهَا أَنَّ لَهُ  
 صِفَةً بِهَا يَبْصُرُ الْمَلَائِكَةُ وَيُشَاهِدُهُمْ، كَمَا أَنَّ لِلْبَصِيرِ صِفَةً بِهَا يَفَارِقُ الْأَعْمَى،

﴿۱﴾... القرآن الكريم، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، آیت 179

ترجمہ کنز الایمان تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

[2]... قَالَهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً... (د، ص 16)

رَابِعَهَا أَنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُونُ فِي الْغَيْبِ“<sup>[۱]</sup> نبوة اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہیں۔ نبی اُن کی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اُس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ اُن کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور اُن کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ مینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہیں۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اور سب سے ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں، ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں۔ ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جس طرح مینا۔ ایک صفت غیب<sup>[۲]</sup> کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احباب کے سینوں کی نورانیت سے

لوح محفوظ کے نقوش انہیں منعکس ہو جاتے ہیں

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ۱، ص ۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں "أَنَّ لِلْغَيْبِ مَبَادِي وَلَوَاحِقَ، فَمَبَادِيهَا لَا يَطْلُعُ عَلَيْهِ مَلِكٌ مُقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، وَأَمَّا


















[1]... شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، شرح مقدمة المواهب، المقصد الاول، الجزء 1، صفحة 40، دار

الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ/1996م

[2].... نصیحہ المسلمین ص ۲۴ کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی۔ (۱۲)

نوٹ: یہ تنبیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازھربک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔

اللَّوْحِ، فَهُوَ مَا أَظْهَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى بَعْضِ أَحْبَابِهِ لَوْحَةً عِلْمِهِ، وَخَرَجَ بِذَلِكَ عَنِ الْغَيْبِ الْمُطْلَقِ، وَصَارَ غَيْبًا إِضَافِيًّا، وَذَلِكَ إِذْ تَنَوَّرَتِ الرُّوحُ الْقُدُسِيَّةُ، وَازْدَادَ نُورِيَّتُهَا، وَإِشْرَاقُهَا بِالْإِعْرَاضِ عَنْ ظُلْمَةِ عَالَمِ الْحَسِّ، وَبَتَجَلِيَّةِ مِرَاةِ الْقَلْبِ عَنْ صَدَأِ الطَّبِيعَةِ، وَالْمُوَاطَّئَةِ<sup>[1]</sup> عَلَى الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ، وَفِيضَانِ الْأَنْوَارِ الْإِلَهِيَّةِ حَتَّى يَقْوَى النُّورُ<sup>[2]</sup> وَيَنْبَسِطَ فِي فضاءِ قَلْبِهِ وَتَنْعَكِسُ فِيهِ النُّقُوشُ الْمُرْتَسِمَةُ فِي اللَّوْحِ الْمُحْفُوظِ، وَيَطْلُعُ عَلَى الْمُغَيَّبَاتِ، وَيَتَصَرَّفُ فِي الْعَالَمِ السُّفْلِيِّ، بَلْ يَتَجَلَّى حِينَئِذٍ الْفَيَاضُ الْأَقْدَسُ بِمَعْرِفَتِهِ الَّتِي هِيَ أَشْرَفُ الْعَطَايَا فَكَيْفَ بغيرها؟<sup>[3]</sup> خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب و نبی مرسل مطلع نہیں البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جس کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور یہ غیب اضافی ہے<sup>[3]</sup> اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت<sup>[4]</sup> اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر مواظبت کرنے اور انوار الہیہ کے فیضان کے باعث اُس کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کے دل میں نور قوی اور منبسط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں اور یہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے یہ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت، اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ عالم میں تصرف کرتے ہیں، بلکہ خود حق جل جلالہ اُن کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہی کو حاصل ہیں۔ مگر براہین

.....

[1].... دونوں نسخوں میں عبارت یوں کی: صَدَأُ الطَّبِيعَةِ الْمُوَاطَّئَةِ... حَتَّى يَقْوَى النُّورُ... ہم نے اصل کے مطابق تصحیح کر دی ہے۔

[2].... مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الجزء 1، صفحہ 62، دار الفکر، بیروت، لبنان،

الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م

[4].... اور عالم جس کی ظلمت (م ص 17)

[3].... اور غیب اضافی ہے (م ص 17)



قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد نیٹھی، مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ص ۴۷ میں یہ لکھا ہے: ”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علمیں کوئی نص قطعی ہے۔“ [1] 2

### صاحب براہین کی تقریر پر

### شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احباب سے ہونا لازم آتا ہے۔

عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پڑھیے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انھیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جن کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے۔ استغفر اللہ العلی العظیم۔ علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے [3] اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہ ہوں۔ استغفر اللہ۔ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ہیں۔

از نبی برخواں کہ دیو و قوم او  
مے برند از حال انسی خفیہ بو  
از دہی کہ انس ازاں آگاہ نیست  
زانکہ زین محسوس و زین اشباہ نیست  
چوں شیطاںین باہلید بھانے خویش  
واقفند از ستر ما و فکر و کیش  
پس چرا جانہائے روشن در جہاں  
بے خبر باشند از حال نہاں  
در سراپت کمتر از دیواں شدند

[1].... دونوں نسخوں میں عبارت یوں مسمی: فخر عالم کی وسعت علم کوئی نص قطعی ہے۔۔۔ ہم نے تصحیح کر دی ہے۔

[2].... براہین قاطعہ، صفحہ 51، مطبعہ بلائی ساڈھورہ/صفحہ 55، کتب خانہ امدادیہ دیو بند یو پی انڈیا

[3].... صاف ظاہر ہے یہ علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے۔ (م، ص 18)

روحها که خیمه بر گردون زدند  
 دیو دزدانه سوئی گردون دود  
 از شهاب محرق او مطعون شود  
 آن زرشک روحهای دل پسند  
 از فلک شان سرنگوں می افکنند  
 تو اگر شلی و لنگ و کورو کر  
 این گمان بر روحهای مه مبر  
 شرم دارد لاف کمر زن جان مکن  
 که بسی جاسوس هست آن سوئی تن  
 این طبیبان بدن دانشورانند  
 بر سقام تو ز تو واقف ترند  
 تا ز قاروره همی بینند حال  
 که نه دانی تو ازان رو اعتدال  
 هر زنبض و هر زرننگ و هر زدم  
 بو برند از تو بصد گونه سقر  
 پس طبیبان الهی درجهان  
 چون نه دانند از تو اسرار نهان  
 هر زنبضت هر زچشمت هر زرننگ  
 صد سقر بینند در تو بیدرننگ  
 تفسره آن بول رنجوران بود  
 که طبیب جسم را برهان بود  
 و آن طبیب روح در جانش دود  
 و ز ره جان اندر ایمانش دود  
 هست پیش سر هر اندیشه  
 چون چراغی در درون شیشه

حاجتش نبود بفعل و قول خوب

احذر و هر مر جو اسيس القلوب

اين طببيان نو آموز ند خود

كه بدبين آيات شان حاجت بود

كاملاں از دور نامت بشنوند

تا بفعر تار و پودت ددروند

بلكه پيش از زادن تو سالها

ديده باشند ترا باحالا

حال تو دانند يك يك موبمو

زانكه پُر بودند از اسرارِ هُو [1][2]

.....

[1].... مثنوی مولوی معنوی، دفتر چهارم، حکایت آل مداح کہ از جہت....، صفحہ 45، النوربہ الرضویہ

پبلشنگ کمپنی۔ لاہور، ملتقطاً [بیت 1780 تا 1801]

[2].... اشعار مثنوی کا ترجمہ از غلام محبی الدین نعیمی

نبی کے علم کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے شیطان اور جنات انسان کو اس کے ایسے خفیہ حالات بتا دیتے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں جانتا اور اس کو ان کا وہم گمان تک نہیں ہوتا جب ناپاک شیاطین کو ہمارے پوشیدہ حالات کا علم ہے تو انبیاء و اولیاء ہمارے حالات سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں جن پر آسمانی اسرار منکشف ہیں کیا وہ زمین کے حالات کے جاننے میں معاذ اللہ شیاطین و جنات سے پیچھے رہ جائیگے شیطان جب آسمان پر جانا چاہتا ہے تو انبیاء کی عداوت کے باعث فرشتے اس کو آسمان سے مار مار کر نیچے زمین پر گرا دیتے ہیں انسان اپنے عیوب پر نظر رکھے لیکن ارواح مقدسہ میں اپنے عیبوں کو تلاش نہ کرے اور ان پاکیزہ نفوس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرے۔ اے عزیز شرم کر اور اپنے علم پر شکی نہ مار کیونکہ تیرے جسمانی حالات کو بہت سے جاسوس تجھ سے زیادہ جانتے ہیں جب جسمانی طبیب تیرے امراض کا علم تجھ سے زیادہ رکھتے ہیں نبض و قارورہ، رنگ و دم سے سینکڑوں بیماریوں کا پتہ چلا لیتے ہیں تو روحانی طبیب جن کے سینے روحانی تجلیات سے روشن و منور ہیں تیرے اسرار باطنی سے کیسے باخبر نہ ہونگے یہ حضرات تو اپنے نور باطنی سے صرف ایک نظر ڈال کر روح کا مشاہدہ اور ایمان کا مکمل جائزہ لے لیتے ہیں انہیں علامات و معلومات کی ضرورت پیش نہیں آتی ان سے ڈرو کہ یہ دلوں کے جاسوس ہیں اور ایسے باکمال حضرات ہیں کہ دور سے تیرا نام سن کر ہی تیرے وجود کی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ تیری پیدائش سے برسوں پہلے تیرے حالات ان کی نظر میں ہوتے ہیں تیرے ایک ایک حال اور بال بال کی خبر رکھتے ہیں کیونکہ ان کے سینے انوار و تجلیات الہیہ سے منور و معمور ہیں۔ (مکتبہ مشرق، بریلی، ص 22)

نوٹ: یہ ترجمہ ہمیں دستیاب نسخوں میں سے فقط مکتبہ مشرق، بریلی کے نسخہ میں مذکور تھا لیکن اس میں۔۔۔۔۔



علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ <sup>[1]</sup>

اے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کے دریائے عطا و سخا میں سے دنیا و عقبی ہے۔ اور منجملہ آپ کے علوم کے لوح و قلم کا علم ہے۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ﴾ <sup>[2]</sup> لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ <sup>[3]</sup> علامہ شیخ ابراہیم بنجوری شرح بردہ، ص ۹۱ میں فرماتے ہیں ”فَإِنْ قِيلَ إِذَا كَانَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ بَعْضُ عُلُومِهِ <sup>[4]</sup> صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا الْبَعْضُ الْآخِرُ أَجِيبَ أَنَّ الْبَعْضَ الْآخِرَ هُوَ مَا أَخْبَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ أَحْوَالِ الْآخِرَةِ لِأَنَّ الْقَلَمَ إِنَّمَا كَتَبَ فِي اللُّوحِ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ“ <sup>[5]</sup> فقط۔ یعنی اگر شبہ کیا جائے کہ جب علم لوح و قلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہ گیا تو جواب دیا جاوے کہ باقی احوال آخرت ہیں جن کی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں۔

### لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک نہر ہیں

علامہ علی قاری حل العقدۃ شرح البردة <sup>[6]</sup> میں فرماتے ہیں ”وَكُونُ عُلُومِهِمَا مِنْ عُلُومِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُلُومَهُ تَتَوَعُّ إِلَى الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقَ

\*\*\*

۔۔۔ مترجم کا نام درج نہیں تھا، اشاعت سے قبل اتفاقاً تراب الحق شاہ صاحب مدظلہ کا شائع کردہ دار الکتب حنفیہ، کراچی کا نسخہ باصرہ نواز ہوا اس کے صفحہ 22 پر ترجمہ اشعار کے عنوان میں مترجم کا اسم گرامی بھی درج تھا سو ہم نے ترجمہ کے شروع میں بعینہ وہی عنوان درج کر دیا ہے۔

[1].... قصيدة البردة و قصيدة اطيبي النغم، الفصل العاشر في ذكر المناجات و عرض الحاجات، صفحہ 28،

مكتبة الاحباب، دار العلوم المحمدية الغوثية، لاہور، طباعت: دسمبر 1998 م

[2].... القرآن الكريم، پارہ 27، سورة القمر (54)، آیت 53

[3].... ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (م، ص 19) [4].... بَعْضُ عُلُومِ... (م، ص 19)

[5].... حاشیہ الباجوری علی البردة، شرح بیت (فان من جودك الدنيا وضرتها)، صفحہ 92، شركة مكتبة و

مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده بمصر۔ الطبعة الرابعة 1370ھ/1951م

[6].... ”الكلمة العليا“ کے تمام مطبوعہ نسخوں میں اس شرح کا نام ”حل العقدۃ“ ہی درج ہے لیکن ”الزبدة

العمدة“ کے علاوہ ہمیں ملا علی قاری کی کسی شرح بردہ کا علم نہیں ہو سکا، ممکن ہے کہ ملا علی قاری کی ”الزبدة العمدة شرح القصيدة البردة“ ہی کو ”حل العقدۃ“ بھی کہا جاتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہیں۔ علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول ص ۷۲۰ میں لکھتے ہیں "فَصْلٌ (وَمِنْ مَعْجَزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ) أَيْ آيَاتِهِ الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللَّهُ<sup>[۱]</sup> لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَيْ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُومِ) أَيْ الْكُلِّيَّةِ<sup>[۱]</sup> وَالْمُدْرِكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوْ الْأَسْرَارِ الْبَاطِنَةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرَةِ (وَخَصَّهُ مِنْ الْإِطْلَاعِ عَلَى جَمِيعِ مَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْدِّينِ) أَيْ مَا يَتِمُّ بِهِ إِصْلَاحُ الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْآخِرَوِيَّةِ"<sup>[۲]</sup> حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جل شانہ نے آپ کے لیے عطا فرمایا۔ معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔

حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے

انسان، جن اور فرشتے سب حضرت کے امتی ہیں

روح البیان جلد ثالث ص ۱۰۸ میں ہے: "وَفِي الْحَدِيثِ (سَأَلَنِي رَبِّي) أَيُّ لَيْلَةٍ الْمِعْرَاجِ (فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَجِيبَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ بِلا تَكْيِيفٍ وَلَا تَحْدِيدٍ) أَيُّ يَدٍ قُدْرَتِهِ لِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ مَنْزَعٌ عَنِ الْجَارِحَةِ (فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا فَأَوْرَثَنِي عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَلَّمَنِي عُلُومًا شَتَّى فَعِلِمٌ أَخَذَ عَهْدًا عَلَيَّ كَتَمِهِ وَهُوَ عِلْمٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى حَمْلِهِ غَيْرِي وَعِلْمٌ خَيْرَنِي فِيهِ وَعِلْمٌ أَمَرَنِي بِتَبْلِيغِهِ<sup>[3]</sup> إِلَى الْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنْ أُمَّتِي) وَهِيَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَكُ وَكَمَا فِي إِنْشَانِ الْعُيُونِ<sup>[4]</sup>، شيخ عبدالحق محدث

[illegible]

- [1].... (وَمَا جَمَعَهُ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَى الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُومِ) أَى وَالْكُلِّيَّةِ --- (م، ص 20)
- [2].... شرح الشفا لملا على القارى، القسم الأول (فى تعظيم العلى الأعلى جل وعلا)، الباب الرابع فيما اظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات، فصل (ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله تعالى له من المعارف والعلوم)، الجزء 1، صفحه 721، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1421 هـ
- [3].... (وَعِلْمُ أَمْرِنِى بِتَلْفِيهِ) --- (م، ص 21)
- [4].... روح البيان، باره 12، سورة يوسف (12)، تحت الآية ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ [آيت 2]، الجزء 4، صفحه 208، دار الفكر، بيروت
- إنسان العيون فى سيرة الأمين المأمون (السيرة الحلبية)، باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس، الجزء 1، صفحه 566، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية 1427 هـ





صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْ حَتَّى وَجَدَتْ بُرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ))  
فَتَاوِيلُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْيَدِ الْمِنَّةُ وَالرَّحْمَةُ وَذَلِكَ شَائِعٌ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ فَيَكُونُ مَعْنَاهُ  
عَلَى هَذَا الْإِخْبَارِ يَا كَرَامَ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ وَإِنْعَامِهِ عَلَيْهِ بَأَنْ شَرَحَ صَدْرَهُ وَنَوَّرَ قَلْبَهُ  
وَعَرَفَهُ مَا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ<sup>[1]</sup> حَتَّى وَجَدَ بُرْدَ النُّعْمَةِ وَالْمَعْرِفَةِ فِي قَلْبِهِ وَذَلِكَ لَمَّا نَوَّرَ  
قَلْبَهُ وَشَرَحَ صَدْرَهُ فَعَلِمَ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ بِإِعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ  
وَإِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ<sup>[2]</sup> اس عبارت سے ثابت ہوا کہ  
حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک  
وسلم کا سینہ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منور فرما دیا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک  
مخلوق کو بھی حاصل نہیں یہاں تک کہ حضور نے اُس نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب شریف  
میں پائی اور جب اُن کا دل منور ہو گیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو  
تمام آسمانوں اور زمینوں اور اُن کے مافیہا کا علم بتعلیم الہی حاصل ہوا، فَالْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا  
طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں: ”ہر  
چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا نفحۃ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ  
وسلم منکشف ساختند تاہمہ احوال او را از اول تا آخر

國家圖書館藏

[1]....وَنُورَ قَلْبِهِ وَعَرَفَهُ مَا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ (م، ص 22، 21)

[2]... لباب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن)، باره 23، سورة ص (38)، تحت الآية ﴿مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ﴾

الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ [آيت 69]، الجزء 4، صفحه 47، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1415هـ.

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنا ”ید مبارک“ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی سردی کو اپنی دونوں چھاتیوں میں محسوس کیا۔“ اس کی تاویل یہ ہے کہ ”ید“ سے مراد رحمت اور احسان ہے اور یہ لغت عرب میں شائع ذائع ہے تو اس طور پر اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حبیب معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنے انعام و اکرام کی خبر دے رہا کہ ان کے سینہ مبارک کو کھول دیا، قلب شریف کو منور کیا اور آپ کو وہ معرفت عطا کی جو کسی بھی شخص کو نہیں دی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نعمت و معرفت کی ٹھنڈک اپنے قلب اطہر میں پائی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو منور فرمایا اور سینہ مبارک کو کھول دیا تو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے آپ نے وہ سب کچھ اعلام خداوندی سے جان لیا اور اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرے تو فرماتا ہے ”مکن“ (ہو جا) پس وہ کام ہو جاتا ہے۔

معلوم گردید و یادان خود را نیز ببعض ازاں احوال خبر داد<sup>[۱]</sup> یعنی آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے نفع اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف فرمادیا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اُس میں سے بعض کی خبر دی۔

حضور کا علم انسانوں، جنوں، فرشتوں سب سے وسیع ہے

شیخ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ فتوحات احمدیہ میں امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

وَسِعَ الْعَالَمِينَ عِلْمًا وَحِلْمًا فَهُوَ بِحُرْمَتِهِ إِلَّا عِيَاءٌ<sup>[2]</sup>

کی شرح میں فرماتے ہیں ”أَيُّ وَسِعَ عِلْمُهُ عُلُومَ الْعَالَمِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَطْلَعَهُ عَلَى الْعَالَمِ كُلِّهِ فَعِلِمَ عِلْمِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَحَسْبُكَ عِلْمُهُ بِعُلُومِ الْقُرْآنِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾“ [3] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم [4] کا علم عظیم انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر مطلع فرمایا ہے۔ علوم اولین و آخرین وماکان وما یکون کے مرحمت فرمائے۔ اور آپ کا تو علوم قرآن ہی کا عالم ہونا بہت کافی ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اب ایسی ایسی تصریحوں کے بعد بھی جن دلوں

國家圖書館藏

[1]....مدارج النبوة، قسم اول: فضائل و کمالات، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی الله علیه وسلم،

وصل خصائص آنحضرت صلى الله عليه وسلم، الجزء 1، صفحہ 144، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر،

طبعات اول 1397 هـ / 1977 م

[2]...قصيدة ام القرى فى مدح خير الورى المشهورة بالهمزية، الفضل السنادس فى اخلاقه الكريمة وبعض

معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم، بيت 133، صفحہ 18، حزب القادرية، لاہور، رجب 1418

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم و حلم کی وسعت سب جہانوں کو شامل ہے۔ آپ ایسے سمندر

ہیں کہ عاجز کر دینے والے بوجھ بھی آپ کو نہیں تھکا سکتے۔

[3]...الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية على متن الهمزية، صفحہ 47، مطبعة المعاهد بحوار قسم

الجمالية بالقاهرة، الطبعة الثانية: 1354هـ/1935م

[3].... ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم (م، ص 22)





اِنَّهُ يَشَاهِدُ الْمَخْلُوٰقَاتِ النَّاطِقَةَ وَالصَّامِتَةَ وَالْوُحُوْشَ وَالْحَشَرَاتِ وَالسَّمٰوَاتِ  
وَنُجُوْمَهَا وَالْاَرْضِيْنَ وَمَا فِيْهَا وَكُرَّةُ الْعَالَمِ بِاَسْرِهَا تَسْتَمِيعُ مِنْهُ وَيَسْمَعُ اَصْوَاتِهَا  
وَكَلَامَهَا فِيْ لَحْظَةٍ وَّاحِدَةٍ وَيُمِدُّ كُلَّ وَّاحِدٍ بِمَا يَحْتَاجُهُ وَيُعْطِيْهِ مَا يَصْلَحُهُ مِنْ  
غَيْرِ اَنْ يَشْغَلَهُ هَذَا بَلْ اَعْلٰى الْعَالَمِ وَاَسْفَلِهٖ بِمَنْزِلَةٍ مَنْ هُوَ فِيْ حَيْزٍ وَّاحِدٍ عِنْدَهُ“ [1]  
اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ الاسرار  
میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ [2] کے نقحات الانس  
سے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے حارث  
ابن مالک انصاری کی روایت اور مشنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت  
زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریٰ احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے قصیدہ خمیریہ کا شعر آئندہ آیہ کریمہ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً﴾ الایۃ کی بحث میں نقل  
کیے جائیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں  
 ”چوں رفته رفته سخن بحقائق غامضہ افتاد ازاں حالت نیز درمزرے باید  
 گفت چوں آب از سر گذشت چه يك نیزه چه ده<sup>[3]</sup> کمال عارف از  
 حجر بحت بالا تر میرود و نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود و ذات  
 عارف بجائے روح او ہمہ عالم را تبعاً بعلم حضوری درخود بیند“<sup>[4]</sup>



[1]...الابريز من كلام سيدي عبد العزيز المدباغ، الباب السادس في ذكر شيخ التربية وما يتبع....، فصل واذا

فرغنا من شيخ التربية....، صفحہ 382، دار صادر بیروت، الطبعة الاولى: 1424ھ/2004م

ترجمہ: میں نے ایک ولی اللہ کو دیکھا جو بڑے عظیم مرتبہ کو پہنچے ہوئے تھے، وہ مخلوقات ناطقہ و صامتہ، وحوش و حشرات، آسمان اور اس کے ستاروں، زمینوں اور ان میں موجود سب چیزوں کا مشاہدہ کرتے تھے، اور تمام کرہ عالم بن سے استمداد کرتا تھا، وہ ایک ہی لمحہ میں ان سب کی آوازوں اور کلام کو سن کر ہر ایک کی ضرورت کے مطابق اس کی مدد کرتے، ہر ایک کو اس کی مصلحت کے مطابق بیک وقت یوں عطا کرتے کہ کوئی بھی شخص انھیں دوسرے کی مدد کرنے یا اسے عطا کرنے سے مشغول نہیں کرتا تھا بلکہ عالم کا بالائی وزیریں سب حصہ انھیں (تصرف کرنے میں) ایک ہی جیسا تھا۔

[2].... محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الماسرار۔۔۔ مولانا حامی رحمۃ اللہ تعالیٰ (م، ص 23)

[3].... دونوں نسخوں میں عبارت "چند ایک نیز لا و چند بکمشت" تھی، ہم نے اصل کے مطابق تصحیح کر دی ہے۔

[4]...الطاف القدس في معرفة لطائف النفس، فصل ششم ﴿و تهذيب لطائف خفيه و انرا بعلوم حقائق...﴾





انکار کر رہی ہے اُسی کو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کے لیے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات اور امکانہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لئے دورہ کا شغل<sup>[۱]</sup> کرے۔ اب اللہ انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف و رحیم<sup>[۲]</sup> حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں معتقدوں تک کے لیے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جس کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کے لیے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حُب مصطفیٰ، عظمت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہے، شرم! شرم! شرم!!! پھر اسی مُونھ سے یہ کہنا کہ زمین و آسمان<sup>[۱]</sup> بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جس وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں، جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کر لیں، وہاں کے ساکنین سے ملاقات کر لیں جیسا کہ عبارتِ صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی مُونھ سے یہ کہہ دینا کہ: ”اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔“<sup>[۲]</sup> (از تقویۃ الایمان ص ۲۲ اور ایسا ہی رسالہ غیبیہ کے ص ۸ میں ہے۔)

مولوی اسماعیل کا صاحب مشغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کے لئے انکار

صاحبو! آپ نے اس شخص کی حالت <sup>۱۱</sup> دیکھی کہ وہاں تو جنت و دوزخ زمین و آسمان

[1].... وہ روہ کا شغل۔۔۔ رؤف رحیم۔۔۔ زمین آسمان۔۔۔ حالات (م، ص 24)

[2]... تقویۃ الایمان (مجموعہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ونصیۃ المسلمین)، صفحہ 29، سطر 17، میر محمد کتب خانہ، کراچی

☆ رسالہ غیبیہ، صفحہ 8 (دونوں نسخوں میں چند الفاظ کم درج تھے ہم نے تقویۃ کی روشنی میں عبارت مکمل کر دی ہے۔)

کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کر لینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کے لیے بتعلیم الہی بھی مُسلم نہیں۔ پھر ضراط المستقیم کے ص ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔ جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے: تا اینکه کمالات طریق نبوت بذروۃ علیائے خود رسیده الهام و کشف بعلم و حکمت انجامید۔<sup>[۱]</sup> عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ سے جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اپنے پیر کے لیے وہی ثابت کرتے ہیں۔ بہر حال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی بجبوری کہیں کہیں ان کہی کہنی پڑ ہی گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کئے ہیں۔ براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص ۴۷ سطر ۱۸ میں ہے۔ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ اُن کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔ اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گو نہ اس سے زیادہ عطا فرماوے، ممکن ہے، مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے، کس نص سے ثابت ہے۔<sup>[۳]</sup>

ذرا ارباب عقل توجہ فرمائیں کہ اولیاء کے لیے تو کشف تسلیم کر لیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کر دیا جس پر بہت سے نصوص موجود اُسے تو یہ کہہ دیا کہ کس نص سے ثابت ہے اور اولیاء کے لیے ثبوت فعلی تسلیم کر لیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھئے جو ممکن کہہ دیا ورنہ آج تک تو شرک ہی کہا کئے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کے لیے واقع مانا ہے کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کے لئے تسلیم کر لیے پھر انبیاء اور اُن میں سے بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیم نہ کیے۔ اللہ ایمان دے اور

回教自來水公司

[1].... صراط مستقیم، باب چهارم در بیان طریق سلوک راه نبوت، خاتمه در بیان پاره از واردات...، صفحه 165، المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور

المكتبة السلفية، شيش محل روڈ، لاہور

ترجمہ: تا آنکہ کمالات طریق نبوت اپنی نہایت بلندی کو پہنچے اور المصام اور کشف علوم حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ (صراط مستقیم، چوتھا باب، صفحہ 190، کتب خانہ رحیمہ، دیوبند، یو پی)

[2]... ان کہی کہنی پڑ گئی ہے۔ (م، ص 25)

[3].... براہین قاطعہ، صفحہ 52، مطبع بابائی ساڈھورہ/صفحہ 56، کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا

ہدایت نصیب کرے۔

### صاحب نصیحتہ المسلمین کا اقرار

نصیحتہ المسلمین ص ۴، س ۱۵ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں: سوال بغضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا، اگر علم غیب اُن کو نہ تھا تو خبر کیونکر دی اور اولیاء کا بھی اسی طرح حال ہے دیکھو فلا نے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلا نے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن کو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا اس کو علم غیب نہیں کہتے۔<sup>[۱]</sup>

اے صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کو بے تعلیم الہی خود بخود علم ہے۔ جو علم ثابت کرتے ہیں بتعلیم الہی ثابت کرتے ہیں۔ وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ رہا اُن کا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے، یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کرو گے ہم نے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چوسہی، یوں تو کہو گے کہ انہیں جمیع ممکنات ماوحد و یوحد [جوا بھی موجود ہیں اور جو آئندہ موجود ہوں گے۔] کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو، یہ محض خام خیال ہے جس کی آئندہ ان شاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائے گی۔

### مولوی محمد سعید محدث بناری کا اقرار

ضمیمہ رسالہ کشف الغطا مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بناری ص ۶۴ سطر ۱۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ نولکشور ص ۱۲۲ میں ہے یہ وہ کتاب ہے، جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے، ”و بِالْجُمْلَةِ الْعِلْمُ بِالْغَيْبِ أَمْرٌ تَفَرَّدَ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ لِلْعِبَادِ إِلَّا بِإِعْلَامٍ أَوْ إِيْهَامٍ بِطَرِيقِ الْمُعْجَزَةِ أَوْ الْكِرَامَةِ أَوْ إِرْشَادٍ إِلَى الْإِسْتِدْلَالِ بِالْأَمَارَاتِ فِيمَا يُمَكِّنُ فِيهِ ذَلِكَ وَلِهَذَا ذَكَرَ فِي الْفَتَاوَى أَنَّ قَوْلَ الْقَائِلِ عِنْدَ رُؤْيَةِ هَالَةِ الْقَمَرِ

[۱] ... نصیحتہ المسلمین (مشمولہ مجموعہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاجوان و نصیحتہ المسلمین)، پہلی فصل، اللہ کے سوا کسی کو



يَكُونُ مَطَرًا مُدَّعِيًا عِلْمَ الْغَيْبِ لَا بِعَلَامَتِهِ كُفْرٌ<sup>[1]</sup> یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اُس سے متفرد ہے بندوں کو اُس کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے استدلال کرنا علامت سے جسمیں ممکن ہو، اس لیے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھ کر کوئی غیب کا مدعی بن کر کہے کہ پانی بر سے گا یہ کفر ہے انتہی بلفظہ۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ جل شانہ کی تعلیم اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ مشبہین یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

### مولوی کوچینی کا اقرار

رد السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کوچینی ص ۹، سطر ۲۲ میں ہے: ”پس علم ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جس وقت اللہ نے معلوم کرادیا<sup>[2]</sup> اُسی وقت میں ہوا، اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتادیئے اسی مجلس میں رہانہ دائم و مستمر۔ پس جن جن واقعات کا کہ آپ نے بیان کئے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ<sup>[2]</sup> بتعلیم الہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جس کو دوام و استمرار فی کل الاوقات نہیں ہے یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے او رکرامات کا اولیاء عظام کے ہے نہ فی سائر الازمۃ<sup>[2]</sup> ولا مکنتہ۔<sup>[3]</sup> انتھی بلفظہ۔

### مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کے لئے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے

صاحبان عقل و فہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبدالکریم جن کی

.....

[1].... شرح العقائد النسفية، تحت قوله "و تصديق الكاهن بما يخبره عن الغيب كفر"، صفحة 351، 352،

مكتبة المدينة، كراتشي، الطبعة الاولى: 1430ھ/ 2009م

كشف الغطا، صفحہ 64، سطر 14۔۔۔۔

[2].... اللہ نے معلوم کر دیا۔۔۔ سورہ بطریق معجزہ۔۔۔ فی سائر الازکیۃ (م، ص 27)

[3].... رد السیف، صفحہ 9، سطر 22

یہ عبارت ہے علمِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پتے منکر ہیں مگر یہاں اولہ ثبوت سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علمِ ماکان و مایکون اور جزئیات و کلیات کا اور علمِ خواطر و نیات کا جس وقت اللہ تعالیٰ نے معلوم کر دیا اُسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیئے اُسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں سے ہیں اس وجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اس پر نہ کوئی دلیل نہ شاہد، کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علمِ عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے، بے دلیل محض تعصب سے یہ کہہ دیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔

میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے لیے مانا مگر اس سے آپ کے مذہب کی سب تار و پود ڈوٹ گئی<sup>[۱]</sup> کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ماکان و مایکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لیے ثابت کیا تو آپ کا مدعا یہ ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے لیے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء و اولیاء (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں، استغفر اللہ۔ اے حضرت تو بہ کیجئے اگر علم ماکان و مایکون کا اثبات<sup>[۱]</sup> کسی مخلوق کے لیے بتعلیم الہی شرک ہوتا تو ایک لحظہ کے لیے بھی شرک ہوتا۔ اور جب آپ تھوڑی دیر کے لیے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن ہے تو ”ہاتوا برہانکم“ [لاؤ اپنی دلیل] اور یہ تو عجب تماشہ کی بات کہی<sup>[۱]</sup> کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انھیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی جناب کو<sup>[۱]</sup> معجزات کا حال معلوم نہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا، تو آپ کے قاعدہ کے بموجب تو تھوڑی دیر کے لیے یہ معجزہ رہنا چاہیے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل، مطبوعہ مطبع میمنہ مصر، صفحہ ۳۲۱: ”أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَا قَاطِعُ بِكُذِبِ الْمُنَافِقِينَ لِأَنَّ اللَّهَ عَصَمَكَ مِنْ وَقُوعِ الدُّبَابِ عَلَى جِلْدِكَ لِأَنَّهُ يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَاتِ“<sup>[۲][۳]</sup>



[1].... مذہب کے سب تار و پود ٹوٹ گئے۔۔۔ علم ماکان و یکنون کا اثبات۔۔۔ عجب تماشہ کی کہی۔۔۔ ابھی حضور کو (م، ص 27)

[2]...مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)، پارہ 18، سورة النور (24)، تحت الآية ﴿لَوْ لَا إِذْ...

وَفِيهِ أَيْضًا "قَالَ عُثْمَانُ إِنَّ اللَّهَ مَا أَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْأَرْضِ لِنَلَّا يَضَعُ  
إِنْسَانٌ قَدَمَهُ عَلَى ذَلِكَ الظِّلِّ" [211]

اب آیات واحادیث واقوال اکابر امت اور خود مخالفین کے اقراروں سے نبی کریم  
رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم کے لیے علم ماکان و مایکون ثابت ہو  
گیا [3] اور یہی مدعا تھا۔ [3] وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔

بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ تو بصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا، اب میں حافظ واحد نور صاحب  
کے رسالہ "اعلاء كلمة الحق" کا رد شروع کرتا ہوں۔ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ وَبِيَدِهِ أَرْمَةُ التَّحْقِيقِ۔

\*\*\*

--- سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ [آیت 12]، الجزء 2،

صفحة 492، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة الأولى، 1419 هـ - 1998 م

[3].... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا  
کہ مجھے یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہیں اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے  
محفوظ رکھا ہے اس لئے کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے۔ ۱۲۔ غلام احمد سنبھلی

فـ بدن اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

[1].... مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)، باره 18، سورة النور (24)، تحت الآية ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ﴾ [آیت 12]، الجزء 2، صفحة 492، دار  
الكلم الطيب، بيروت، الطبعة الأولى، 1419 هـ - 1998 م

[2].... یہ بھی مدارک میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے  
دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر قدم پڑے، سبحان اللہ۔ ۱۲۔ غلام احمد سنبھلی

فـ حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

[3].... علم ماکان و یکون ثابت ہو گیا (م، ص 28)

[4].... قنیه: مخالفین کے اقرار اور بھی جا بجا موجود تھے جو فاضل مؤلف جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء نے بلحاظ اختصار

چھوڑ دیے۔ ۱۲۔ غلام احمد سنبھلی (خط کشیدہ الفاظ نسخہ "م" میں درج نہیں تھے۔)



قَوْلُهُ: الْحَقُّ (هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) ﴿٣٠﴾

اُسی کی شان ہے ہمارا یہی ایمان ہے۔ (اور حاشیہ پر ہے) اور مؤلف ”اعلام الاذکیاء“ نے اپنے رسالہ کے آخر میں یوں لکھا ہے ”وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مَنْ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“ [2]، [3]

[5].... بیان کرنا شرک ہے، نہ گناہ (م، ص 28)

پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ناروا جانتے ہیں خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کریں گے کہ اُس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے۔ یگانہ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خان<sup>[2]</sup> صاحب فاضل بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عذوہ بابائہ ختم النبوة<sup>[3]</sup> ص ۳۴ میں نقل فرمایا: علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی<sup>[2]</sup> شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ“ میں نے فرمایا: اے جبریل! یہ صفات تو اللہ عز و جل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں<sup>[4]</sup>











- [1].... مدارج النبوة، خطبہ، الجزء 1، صفحہ 2، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ/ 1977م  
ترجمہ: ”وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے“ یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے  
اسماء حسنیٰ میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (انہیں) قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے  
خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ  
و تعالیٰ نے ان اسماء و صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی۔ (مدارج النبوة (اردو ترجمہ)، خطبہ، ج 1، ص 12، نیا ماہ قرآن، پہلی یکشنبہ)  
[2].... مولانا الموی احمد رضا خان۔۔۔ علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی (م، ص 29)  
[3].... جَزَاءَ اللَّهِ عِدْوَهُ بِأَبَائِهِ خَتَمَ النَّبُوَّةَ (۱۳۱۷ھ)، ختم نبوت کا انکار کرنے پر اللہ تعالیٰ کا اپنے دشمن کو سزا دینا:  
یہ رسالہ مبارکہ فتاویٰ رضویہ (مخرجہ)، رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی جلد 15 کے صفحہ 629 تا 741 پر مطبوع ہے۔  
[4].... یہ فرمانا آپ کا تواضع تھا۔ غلام احمد سنبھلی  
نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق بریلی، جمال پریس دہلی اور ازھر بک ڈپو آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔

جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں سلام عرض کروں، اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے ”وَسَمَّاكَ بِالْأَوَّلِ لِأَنَّكَ أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَسَمَّاكَ بِالْآخِرِ لِأَنَّكَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْعَصْرِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ إِلَى آخِرِ الْأَمَمِ“ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات و ارض پر<sup>[1]</sup> ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجے ہوں، اللہ حضور پر درود بھیجے ”قَرَّبُكَ مُحَمَّدٌ وَأَنْتَ مُحَمَّدٌ وَرَبُّكَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَأَنْتَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ“ پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد، حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر، ظاہر و باطن ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنِي عَلَى جَمِيعِ النَّبِيِّينَ حَتَّى فِي اسْمِي وَصِفَتِي“ سب خوبیاں اللہ عز و جل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ انتہی۔<sup>[2]</sup>

[1].... تمام اہل سماوات پر و ارض پر۔۔۔ قَرَّبُكَ مُحَمَّدٌ وَرَبُّكَ الْأَوَّلُ (م، ص 30)

[2].... جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة (1317ھ)، صفحہ 30، 31، حسنی پریس محلہ سودا گراں، بریلی، ہند، تاریخ طباعت 26 رمضان 1343ھ۔

☆ العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية (مخرجه)، ج 15، صفحہ 662، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان  
شرح الشفا لملا علی القاری، القسم الأول (فی تعظیم العلی الاعلیٰ جل و علا)، الباب الثالث (فیما ورد من صحیح الأخبار و مشہورہا بتعظیم قدرہ عند ربہ عز و جل، فصل (فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ بما سماہ بہ من اسمائہ الحسنی)، الجزء 1، صفحہ 515، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى: 1421ھ۔



قَوْلُهُ: اس علم غیب کے باب میں دو (۲) فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان میں پڑ گئے۔ ایک وہ گروہ جو پُرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے، یعنی جن کا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمع اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالیٰ مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد و اختراع کی فرصتیں ملیں ان لوگوں نے تیرھویں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزت دوسرے کے لیے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

### علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد

أَقُولُ: مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنے میں انصاف کا ٹون ناحق کیا ہے پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا، خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرتا ہوں فریق اول یعنی وہابی، جس کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے (نعوذ باللہ من ذلك) چنانچہ براہین قاطعہ میں جو اس فریق کی مایہ ناز کتاب ہے، ص ۴۷ میں

\*\*\*

---[و لفظہ: وقد روى التلمساني عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نزل جبريل فسلم على فقال في سلامه السلام عليك يا أول السلام عليك يا آخر السلام عليك يا ظاهر السلام عليك يا باطن فانكرت ذلك عليه وقلت يا جبريل كيف تكون هذه الصفة لمخلوق مثلي وإنما هذه صفة الخالق الذي لا تليق إلا به فقال يا محمد اعلم أن الله أمرني أن اسلم بها عليك لأنه قد فضلك بهذه الصفة وخصك بها على جميع النبيين والمرسلين فشق لك اسما من اسمه ووصفا من وصفه وسماك بالأول لأنك أول الأنبياء خلقا وسماك بالآخر لأنك آخر الأنبياء في العصر وخاتم الأنبياء إلى آخر الأمم وسماك بالباطن لأنه تعالى كتب اسمك مع اسمه بالنور الأحمر في ساق العرش قبل أن يخلق أباك آدم بالفى عام إلى ما لا غاية له ولا نهاية فأمرني بالصلاة عليك فصليت عليك يا محمد ألف عام بعد ألف عام حتى بعثك الله بشيرا ونذيرا وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا وسماك بالظاهر لأنه أظهرك في عصرك هذا على الدين كله وعرف شرعك وفضلك أهل السموات والأرض فما منهم من أحد إلا وقد صلى عليك صلى الله عليك فربك محمود وأنت محمد وربك الأول والآخر والظاهر والباطن وأنت الأول والآخر والباطن فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الحمد لله الذى فضلنى على جميع النبيين حتى فى اسمى وصفتى]

موجود ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ [۱]

اے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اُس کی یہ تقریر بیان نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمائیے کہ شیطان اور ملک الموت کے لیے یہ وسعت نص سے ثابت مان لی، اور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اس کے کیا معنی اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لیے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لیے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں، اور اُس پر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کہہ رہا ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے۔ (معاذ اللہ) اب جانب مخالف سے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہیں گے جس نے نعوذ باللہ خدائے پاک اور قرآن مجید دونوں کو مشرک کر بتایا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسی کا نام ہے اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہم کو اور سب مسلمانوں کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے۔

دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے ص ۶ میں لکھا ہے کہ ”حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم الخلاق ہیں، یعنی مخلوقات میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں کیونکہ یہ بات اولاً اجماع سے ثابت ہے۔“ [۲]

اَقُولُ: اب میں پوچھتا ہوں کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کہیے تب تو کیا ٹھکانا ہے، اور اگر کہیے کہ ہاں مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے اس لئے کہ صاحب

— براہین قاطعہ میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار کیا ہے۔

[1].... براہین قاطعہ، صفحہ 51، مطبع بلالی ساڈھورہ/صفحہ 55، کتب خانہ امدادیہ دیوبند یو پی انڈیا

— صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت بتانا۔

[2].... اعلاء کلمۃ الحق، صفحہ 6

— جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلق ہونا۔

براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کے عالم بتاتے ہیں تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو یکے مشرک ہوئے، اب جانب مخالف سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کریں گے یا اُن کے سلف صالح کے موافق ہونے سے انکار۔ صاحبان انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہہ دینا اور فریق ثانی یعنی اہل سنت کو برا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہیں ہے۔

### صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت کے لئے علم ثابت کرنا

#### خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب

ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرائیے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی خیر منائیے اور اُن کا قول انصاف کی میزان میں تول کر خود اپنے انصاف پر آفرین کہیے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسماعیل تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے ہیں: پھر خواہ یوں سمجھیے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض کہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (از تقویۃ الایمان، ص ۱۰، مطبوعہ مجتہبی) <sup>[۱]</sup>

### مخالفین کے اقوال سے لازم آتا ہے کہ

#### ما توعلام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں یا اسے طرز تعلیم نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔

جناب رسالت مآب عدیم النظر یعنی نبی علیم وخبر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کے لیے جائز کہیں، اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ! اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار













**أَقُولُ:** جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ وہ غیب جس پر دلیل ہے اللہ جل شانہ کے ساتھ خاص نہیں۔ فـ آیت بیشک حق ہے لیکن اس سے یہ ثابت کرتا سراسر باطل ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہیں فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اُس غیب کی نفی ہے جس پر دلیل نہیں اور جس کو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہیں یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو اور اگر یہ مراد نہ ہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الہی سے بھی نہیں ہو سکتا تو اوّل تو اللہ جل شانہ کا عجز لازم آئے گا۔ (نعوذ باللہ)

### غیب کا علم اللہ جل شانہ کی تعلیم سے انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے

اور ثانیاً آیہ وافی ہدایہ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾<sup>[1]</sup> اور آیہ کریمہ ﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾<sup>[2]</sup> کے بالکل خلاف ہوگا اس لئے کہ ان آیتوں سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے مجتبیٰ مرتضیٰ رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الہی سے بھی حاصل نہیں بلکہ ضرور یہی مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور ائکل سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ بتعلیم الہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں چنانچہ امام مناوی رحمہ الباری روض النضر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہیں: ﴿فَأَمَّا قَوْلُهُ ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ فَمُفَسَّرٌ بِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ بِذَاتِهِ وَمِنْ ذَاتِهِ إِلَّا هُوَ لَكِنْ قَدْ يَعْلَمُ بِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّ ثَمَّةَ مَنْ يَعْلَمُهَا وَقَدْ وَجَدْنَا ذَلِكَ بِغَيْرِ وَاحِدٍ كَمَا رَأَيْنَا جَمَاعَةً عِلْمُوا مَتَى يَمُوتُونَ وَعِلْمُوا مَا فِي الْأَرْحَامِ خَالَ حَمْلِ الْمَرْأَةِ وَقَبْلِهِ﴾<sup>[3]</sup> یعنی آیت ﴿وَعِنْدَهُ﴾ الآية کی تفسیر

﴿وَعِنْدَهُ﴾ الآية کی تفسیر

فـ جس غیب پر دلیل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔

[1].... القرآن الکریم، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، آیت 179

[2].... القرآن الکریم، پارہ 29، سورۃ الجن (72)، آیت 26، 27

ترجمہ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہ ہے: مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالیٰ کے نہیں جانتا اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے۔ لڑکا یا لڑکی۔ کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے۔ آپ کا آیت کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا۔ پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اس وقت شرمندگی نہ ہوتی۔ لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو دیدہ و دانستہ بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ میں آپ کو خوب اطمینان دلاؤں ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدی، اُس میں ہے۔ ”وَلَكَّ أَنْ تَقُولَ أَنَّ عِلْمَ هَذِهِ الْخُمْسَةِ وَأَنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ لَكِنْ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مُحِبِّهِ وَأَوْلِيَّائِهِ بِقَرِينَةٍ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿أَنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ بِمَعْنَى الْمُخْبِرِ“<sup>[1]</sup> اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمادے الغرض جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الہی نہیں جانتا۔ ملاحظہ ہو جمع النہایۃ فی بدء الخیر والغایۃ، علامہ شنوائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”لَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ فَلَا يَعْلَمُ ذَلِكَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ لَا يَعْلَمُ هَذِهِ الْخُمْسَ عِلْمًا لَدُنِّيَا ذَاتِيًّا بِلَا وَاسِطَةٍ

﴿۱﴾ مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالیٰ کے نہیں جانتا (د، ص 35)

[3].... فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف المیم، تحت رقم الحدیث 10824، الجزء 5، صفحہ 525،

المکتبة التجاریۃ الکبریٰ - مصر، الطبعة: الأولى، 1356 (بملظہ)

[1].... مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالیٰ کے نہیں جانتا (د، ص 35)

[2].... التفسیرات الاحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ، پارہ 21، سورۃ لقمن (31)، تحت الآیۃ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ

عِلْمُ السَّاعَةِ...﴾ [آیت 34]، صفحہ 608، المطبع الکریمی، بمبئی، سن طباعت: 1327ھ

ترجمہ: اور آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان پانچ چیزوں کا علم (خود بخود) اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں مگر یہ

جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء و محبین میں سے جسے چاہے ان باتوں کا علم عطا کر دے اور اس جواز پر دلیل و

قرینہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿أَنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ہے کہ ”خبیر“ کا معنی خبر دینے والا ہے۔ (تو آیت کا مطلب

یہ ہوگا کہ ”بیشک اللہ تعالیٰ ان پانچ چیزوں کا علم رکھنے والا اور اپنے اولیاء و محبین میں سے جسے چاہے ان کی خبر دینے والا ہے۔“)

ف۔ جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا ان سب میں یہی مقصود ہے کہ بے تعلیم نہیں جانتا



إِلَّا اللَّهُ فَالْعِلْمُ بِهَذِهِ الصِّفَةِ مِمَّا اخْتَصَّ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا وَأَمَّا بِوَاسِطَةٍ فَلَا يَخْتَصُّ بِهِ تَعَالَى<sup>[۱۱]</sup> حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو نہیں۔ لیکن علم بواسطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں وہ سبحانہ جسے چاہے تعلیم فرمادے اور اُس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں ”وَمَرَادُ آنِسْتِ کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل ہیچ کس اینہا دانداند و آنہا اذ امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آنرا نداند مگر آنکہ وہ تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداناند“<sup>[۱۲]</sup> اب تو بالکل پردہ اٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی اُس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ جل شانہ نے وحی و الہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیہ شریفہ میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔ جانب مخالف نے آیت کے معنی سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات و تفاسیر کا خلاف کیا اگر اُن پر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کرنے میں جرأت نہ کرنا چاہیے تھا۔ عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے۔

















[1]....جمع النهاية في بدء الخير والغاية للمشروعاتي،

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی پس نہ تو کوئی مقرب فرشتہ اس کا علم رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل، بعض مفسرین نے فرمایا کہ بغیر کسی واسطہ کے اپنی طرف سے ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں رکھتا، کہ اس طرح کا علم اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے بہر حال کسی واسطہ کے ذریعے ان چیزوں کا علم رکھنا تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ نہیں ہے۔ (سوانبیا و اولیا کے لئے ایسا علم ماننے میں کوئی حرج نہیں۔)

[2]... اشعة اللمعات، كتاب الايمان، الفصل الاول، تحت حديث ابى هريرة (وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ.... الخ)

[رقم 3]، الجزء 1، صفحة 44، كتب خزانة مجيديه، ملتان

[وفیہ جز خدا کسی۔۔۔ کسی را بداند بوحی والہام]

ترجمہ: اور نفی علم سے مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الہی محض عقل کے ذریعے ان مذکورہ چیزوں کو کوئی نہیں جان سکتا اور یہ ان امور غیبیہ میں سے ہیں جن کا صرف خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو وحی والہام کے ذریعے بتا دے تو یہ امر دیگر ہے۔

## شرح فقہ اکبر کی عمارت میں جانب مخالف اور صاحب کشف الغطاء

### وسم الغیب ورد السیف کی غلط فہمی اور اس کا جواب

قَوْلُهُ: اور اسی معنی کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے: "وَذَكَرَ الْحَنْفِيَّةُ تَصْرِيحًا بِالتَّكْفِيرِ بِاعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾" [1]  
 اَقُولُ: علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ جس پر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کیساتھ خاص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا۔

### ملا علی قاری کی شرح شفا سے فخر عالم کے لئے ماکان وما یکون کے علم کا اثبات

رہا وہ غیب جس پر دلیل ہے وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے۔ لطف تو جب ہے کہ میں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت پیش کروں جن سے جانب مخالف نے استدلال پیش کیا [2] ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح شفا جلد اول، ص ۷۷ میں فرماتے ہیں: (مَا أَطْلَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوبِ) أَيْ الْأُمُورِ الْمُغَيَّبَةِ فِي الْحَالِ (وَمَا يَكُونُ) أَيْ سَيَكُونُ فِي الْإِسْتِقْبَالِ [3] مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امور غیبیہ بہ حال و استقبال [2] پر

الکاهن بما يخبر به من الغيب، صفحہ 151، قدیمی کتب خانہ، کراچی

[1].... شرح فقہ اکبر لملا علی القاری، مسائل ملحقات لا بد من ذکرها فی بیان الاعتقادات، حکم تصدیق

ترجمہ: احناف نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب ماننے کے عقیدہ پر تکفیر کی صراحت کی ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کے معارض ہے۔

(م، ص 36، 37)

[2].... جانب مخالف نے استدلال کیا۔۔۔ امور غیبیہ بہ حال و استقبال

[2].... شرح الشفا لملا علی القاری، القسم الأول (فی تعظیم العلیٰ الاعلیٰ حل و علا)، الباب الرابع (فیما أظهره

اللہ تعالیٰ علی یدیه من المعجزات و شرفه به من الخصائص والکرامات)، فصل (و من ذلك ما اطلع علیه

من الغيوب)، الجزء 1، صفحہ 679، دار الکتب العلمیہ، بیروت الطبعۃ الأولى 1421ھ

مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ اے مخالف صاحب ذرا ہوش و خرد سے کام لیجئے آپ کا خیال کہاں ہے۔

## حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا

### ایک بڑا معجزہ ہے

اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم، ص ۳۲۷ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں ”دَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أُخْبِرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَبْسِيرِ إِبْرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ“<sup>[۱]</sup> یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مبداء اور معاش اور معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہیں کہا جاسکتا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم<sup>[۲]</sup> اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے کہ یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی عبارتیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اُس کی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی اس میں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جس پر دلیل نہیں یعنی علامہ قاری رحمہ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے

[1]....مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْحَنَّةِ وَالنَّارِ، بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، الفصل الاول، تحت رقم الحديث 5699، الجزء 9، صفحه 3634، دار الفکر.

بیروت، لبنان، الطبعة الأولى 1422ھ - 2002 م

(م، ص 37)

[2]....جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم



تعلیم الہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے، جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہیے یا جوش تعصب سمجھیے کہ انھوں نے مثبتین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ ہے ”ثُمَّ اَعْلَمُ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمِ الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَذَكَرَ الْحَنْفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالٰی ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾“<sup>۱۱</sup> اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الہی سے ہو۔ اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بخود یعنی بیواسطہ تعلیم الہی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے۔ کس قدر صاف بات تھی جس کو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے۔

قَوْلُهُ: پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلاق کو باطلاع تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الی ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اَقُولُ: اَوَّلًا حافظہ نباشد کا مضمون ہے۔ ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ ”غیب وہ ہے جو  
حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اُس پر اطلاع دی  
ہو خاص رب العزت کو معلوم ہونہ غیر کو [2]“ آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ ”خلاق  
کو باطلاعہ تعالیٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔“ جب غیب کا علم خاص رب  
العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ اُس پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو

國立臺灣大學圖書館

[1]....شرح فقہ اکبر لملا علی القاری، مسائل ملحقات لا بد من ذکرہا فی بیان الاعتقادات، حکم تصدیق

الکاهن بما یخبر به من الغیب، صفحہ 151، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: جان لو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی قدر غیب کی باتیں جانتے ہیں جس قدر اللہ تعالیٰ نے انھیں تعلیم فرمائیں اور احناف نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب ماننے کے عقیدہ پر تکفیر کی صراحت کی ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کے معارض ہے۔

(م، ص 38)

[2].... خاص رب العزت کو معلوم نہ ہونہ غیر کو

بعض مغیبات کا علم کس طرح عطا ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب اپنے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول کہ (غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اس درجہ صریح البطلان اور پادر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اُس پر قائم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کے لئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجیے۔  
الجبھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس آگیا  
اب فرمائیے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے۔

دیدى كه خون ناحق پروانه شمع را

چند آں امان نداد كه شب را سحر كند<sup>[1]</sup>

حاصل اگر در حقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الہی جملہ اشیاء کا علم حاصل ہے اور اُس کو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں<sup>[2]</sup> اور علم الہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سموات و ارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ کا گروہ علم الہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کر دیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسی قدر سمجھتے ہیں۔

## کل اشیاء علم الہی کے حضور قلیل ہے۔

اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو

ترجمہ: تو دیکھ کہ شمع کے پروانہ کا خون ناحق ہوا، کہ اس نے اسے کچھ بھی نہ دیا یہاں تک شب کو سحر کر دیا۔ (محمد رضا الدینی)

[1].... ترجمہ: تو دیکھ کہ شمع کے پروانہ کا خون ناحق ہوا، کہ اس نے اسے کچھ بھی نہ دیا یہاں تک شب کو سحر کر دیا۔ (محمد رضا الدینی)  
[2].... یعنی بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے قلیل اور بعض سے تعبیر کرتے ہیں اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کے علم میں

(مطبع شمس المطابع، مراد آباد، ص 39)

معدومات اور محالات تک داخل ہیں۔ منہ غفرلہ۔ ۱۲

حضور کے لئے اُن کے ثابت ہونے سے ایسا تحیر اور وحشت نہ ہوتی اور آپ اس کو علم الہی کے مساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنی بے علمی سے مبتلا ہیں۔ تفسیر خازن جلد ۳، ص ۴۴۲:

”قَالَ الْمُفَسِّرُونَ لَمَّا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ الْآيَةِ وَهَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ أَتَاهُ أَحْبَارُ الْيَهُودِ وَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ! بَلَّغْنَا أَنَّكَ تَقُولُ ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ أَتَعْنِينَا أَمْ قَوْمَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَلَّا قَدْ عَنَيْتُ قَالُوا أَلَسْتَ تَتْلُو فِيْمَا جَاءَكَ إِنَّا أُوتِينَا التَّوْرَةَ فِيهَا عِلْمٌ كُلُّ شَيْءٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي عِلْمِ اللَّهِ قَلِيلٌ الْخ<sup>[1]</sup> یعنی مفسرین نے فرمایا کہ جب آیہ کریمہ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ الْآیَةِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت میں علمائے یہود نے حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ یعنی تم نہیں دیے گئے علم سے مگر تھوڑا کیا آپ ہم کو مراد لیتے ہیں یا اپنی قوم کو؟ حضور نے فرمایا: میں سب کو مراد لیتا ہوں۔<sup>[2]</sup> انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام آیا ہے اس میں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اُس میں ہر چیز کا علم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ علم الہی کے حضور قلیل ہے۔

فرمائیے<sup>[2]</sup> کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم بے نہایت کو جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھ کر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنے والے کو یہ الزام دیں گے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الہی کی عظمت سے آنکھیں بند کر لیں گے علم الہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کس قدر نادانی ہے۔ اور مثبتین علم سرورِ عالم علیہ السلام کو تساوی اور خدا کے برابر کر دینے کا الزام دینا اُسی بناء فاسد پر مبنی۔ لہذا اہل سنت نے تو بحمد اللہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹھہرا دیا، بلکہ

[illegible]

[1].... لباب التأويل فى معانى التنزيل (تفسير الحازن)، باره 21، سورة لقمان (31)، تحت الآية ﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

[آيت 27]، الجزء 3، صفحہ 400، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1415ھ

[2].... فرمایا ہے میں سب کو مراد لیتا ہوں۔۔۔ فرمایا (مہس 39)



رسول سے بھی کم کر دیا۔ کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں عنایت الہی سے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہیں۔ اور حضور کا علم اُن سے بھی اکثر و افضل ہے۔ فـ تفسیر خازن جلد ثالث، ص ۱۴۵ میں ہے ”قُلْتُ: مَلَكُوتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ بَعْضِ آيَاتِ اللَّهِ أَيْضًا وَلَكَايَاتُ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ وَأَكْثَرُ الَّذِي أَرَاهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آيَاتِهِ وَعَجَائِبِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةُ كَانَ أَفْضَلُ مِنْ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“<sup>[۱]</sup> یعنی میں کہتا ہوں کہ ملکوت سموات و ارض بھی آیات الہیہ میں سے بعض ہیں اور بیشک آیات الہیہ اس سے افضل ہے و اکثر ہیں۔ اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالیٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ کرائے وہ ملکوت سموات و ارض سے افضل ہیں۔ اب انصاف کیجیے کہ ملکوت سموات و ارض جب حضور کے علم کا بعض ہوئے تو حضور کے لئے اُن کے ثابت کرنے کو یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ کے برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ بس اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے۔ مخالفین کس قدر غلطی میں مبتلا ہیں۔ سُنّیوں کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنے کے شوق میں علم الہی کی عظمت گھٹانے کے درپے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ایسی ضد اور ہٹ دھرمی سے پناہ میں رکھے، ملکوت سموات و ارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہے اُس میں علم الہی کو منحصر کر دینا کس قدر ظلم ہے۔

اب فرمائیے کہ حضور کے لئے ملکوت سموات و ارض کا علم ثابت کرنے سے خدا اور رسول کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہے؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کر سکیں۔ علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحیں فرمائیں خود اعلام الاذکیا کے صفحہ ۲۶ پر اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے اُس میں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجئے: ”بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں سوچتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نا مخلوق یہ

فـ حضور کا علم ملکوت سموات و ارض سے افضل ہے۔

[1].... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 15، سورة الاسراء (17)، فصل فی ذکر حدیث

المعراج وما يتعلق به من الأحكام، الجزء 3، صفحہ 110، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى 1415 هـ

مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا یہ جائز الفناء، وہ ممتنع التغير یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔“<sup>[۱۱]</sup> اب کہئے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الہی کے کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر بھلا کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھ دیا اور بہت سا خون جگر کھایا۔

## برائین قاطعہ کا اہتمام کہ

”حضرت کو دیوار کے پچھے کا بھی علم نہیں“ اور اس کا جواب

مگر درحقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہے جو آپ کی اور آپ کے فریق کی تقریروں سے ظاہر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزیں بتادی گئیں باقی انھیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔<sup>[2]</sup> باوجودیکہ حضرت شیخ مدارج شریف میں فرماتے ہیں: وایں سخن اصلے ندارد روایت بداد صحیح نہ شد<sup>[3]</sup> یعنی نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت اس کے ساتھ صحیح۔ مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام۔ یہ ہے آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل و بے اصل بتائیں آپ شیخ ہی کو اس کا مثبت بنائیں۔

حضرت کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔

اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل

[1].... اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لحاتم الانبیاء (1902ء)، صفحہ 29، مطبع احمدی، کوچہ لنگر خانہ ریاست  
 رامپور، ہند [شمار کے اعتبار سے یہ صفحہ ۲۹ بنتا ہے جبکہ کاتب کی غلطی سے ۲۶ چھپا ہے۔] ☆ صفحہ 153، ضیائی دارالاشاعت،  
 انجمن ضیائے طیبہ، بن اشاعت: فروری 2013ء، ☆ تقاریر امام احمد رضا، تقریر نمبر 7، صفحہ 94، اکبر پب سیکرز، لاہور

[2].... بر این قاعده، صفحه 51، مطبع بلالی ساذهوره/ صفحه 55، کتب خانه اد ادیه، دیوبند، یو پی انڈیا

[3]....مدارج النبوة، قسم اول: فضائل و کمالات، باب اول در بیان حسن خلقت و جمال، الجزء 1، صفحه 7،

مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ / 1977م [وفیہ: صحیح نہ است]

ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تعریف کا نمونہ ہے بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کردی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اس سے مراد غلط سمجھی شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر میں ہے ”وَكَذَا صَارَ عِلْمُهُ مُحِيطًا بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ الْغَيْبِيَّةِ الْمَلَكُوتِيَّةِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ اخْتِصَامِ الْمَلَائِكَةِ أَنَّهُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَقُلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَفِي رِوَايَةٍ عِلْمَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“<sup>۱۱۰</sup> حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط ہوا۔ چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ گزشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہو گیا۔

### حضور کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف، جلد پنجم، صفحہ ۱۲۳ پر تحت حدیث ((إِنِّي لَا أَعْرِفُ أَسْمَاءَ هُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَالْوَأَنَ خِيُولِهِمْ))<sup>[۲]</sup> مسطور ہے ”فِيهِ مَعَ كَوْنِهِ مِنَ الْمُعْجَزَاتِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ عِلْمَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِيطٌ لِلْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ مِنْ

\*\*\*\*\*

[1].... روح البیان، پارہ 29، سورۃ النجم (53)، تحت الآیۃ (لقد رأى من آیات ربہ الکبریٰ) [آیت 18]،

الجزء 9، صفحہ 232، مدار الفکر - بیروت

[2].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب الملاحم، الفصل الاول، رقم الحدیث 5185، صفحہ 479، مسکبہ

رحماتیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

ترجمہ: میں ان لوگوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کی بھی معرفت رکھتا ہوں۔



الْكَائِنَاتِ وَغَيْرَهَا“ [۱] یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے میں باوجود معجزہ

.....

[1].... مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب المَلَا حِم، الفصل الاول، تحت رقم الحديث

5422، الجزء 8، صفحہ 3416، دار الفكر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مرقاة المفاتیح کے مطبوعہ نسخوں میں مذکورہ عبارت کے لفظ ”علمہ“ کے بعد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کی بجائے لفظ ”تعالیٰ“ درج ہے لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ حدیث پاک میں جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و معرفت کا ذکر ہے تو شارح بھی اس کی وضاحت میں حضور کے علم شریف ہی کو بیان کریں گے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم کو، پس سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ یہاں درست عبارت ”علمہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ہی ہے اور مطبوعہ نسخوں میں ”علمہ“ کے بعد لفظ ”تعالیٰ“ کا اندراج ہو کاتب کا نتیجہ ہے۔ پھر کاتب سے ایسی غلطی کا صدور کچھ بعید بھی نہیں مکتبہ مصطفیٰ البابی حلبی مصر کی مطبوعہ اسی کتاب، اسی جلد، اسی صفحہ، اسی حدیث کی شرح میں مذکور ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے ”قال الطیسی رحمہ اللہ: هو جزاء شرط محذوف أبهم أولا في قوله تعالى إن الساعة لا تقوم حتى لا يقسم میراث ولا يفرح بغنیمة“ اب جیسے کاتب کی غلطی سے اس عبارت میں حدیث شریف سے قبل ”قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ کی بجائے ”قوله تعالیٰ“ لکھا گیا ہے یونہی چند سطر بعد کی مذکورہ بالا عبارت میں ”علمہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کی بجائے ”علمہ تعالیٰ“ کا اندراج بھی کاتب ہی کی غلطی ہے۔ [مصطفیٰ البابی حلبی مصر کا طبع کردہ مرقاة المفاتیح کا یہ قدیم نسخہ دار السلفیہ، لاہور کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔]

(مذکورہ تقریر مولانا ابوالاسد قادری بریلوی علیہ الرحمۃ کی تحریر سے ماخوذ ہے جو امرت سر سے آپ کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہوار رسالہ ”مظہر حق“ شمارہ بابت جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ کے صفحہ ۲ پر مرقوم ہے۔)

پھر برسمیل تنزل اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ”علمہ“ کی ضمیر غائب سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مراد ہے اور مرقاة کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ”مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات وغیرہ کے جزئیات و کلیات سب کو محیط ہے۔“ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں علوم الہیہ کے احاطہ مذکور پر دلالت کس طرح سے ہے؟ مشکاة شریف کی یہ حدیث اول تا آخر مکمل پڑھ لیجئے بظاہر اس حدیث میں علوم الہیہ کا بیان مذکور ہی نہیں تو پھر جزئیات و کلیات کو محیط ہونے پر دلالت کا کیا معنی؟ ہاں اگر یوں تقریر کی جائے کہ ”مذکورہ حدیث پاک میں اس بات پر دلالت ہے کہ علوم نبویہ کائنات وغیرہ کے جزئیات و کلیات سب کو محیط ہیں اور حضور کو جس قدر علم ہے سب اللہ تعالیٰ کے بتائے سے ہے لہذا اللہ تعالیٰ کا علم بدرجہ اولیٰ کائنات وغیرہ کے جزئیات و کلیات سب کو محیط ہے۔“ تو یوں اگرچہ اس حدیث کو علوم الہیہ پر دلیل قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس تقریر سے مخالفین کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ جزئیات و کلیات کو محیط علم فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نفی کی جائے جبکہ مذکورہ تقریر میں علوم الہیہ کی وسعت پر وسعت علوم نبویہ کو دلیل قرار دیا گیا ہے یعنی اولاً یہ حدیث علم نبوی کے جزئیات و کلیات کو محیط ہونے پر دلالت کرتی ہے اور پھر دلالت التزامی کے طریقے پر علم الہی کے جزئیات و کلیات کو محیط ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اگر علوم الہیہ پر علوم نبویہ سے استدلال نہ کیا جائے تو اس حدیث میں علوم الہیہ پر۔۔۔

ہونے کے اس پر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ ((فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ))<sup>[1]</sup> کی شرح میں فرماتے ہیں ”پس دانستہ ہر چہ در آسمانها و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں“<sup>[2]</sup> اور مدارج شریف کے خطبہ میں فرماتے ہیں: ”وَرَبِّ صَلَی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیوہات ذات و صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اوّل و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق ﴿فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ شدہ۔“<sup>[3]</sup> منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہیں۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق تعالیٰ نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول و آخر جزوی و کلی پر محیط کر دیا ہے<sup>[4]</sup> مگر جس کے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہوا سکے لئے ہزار بھی کم ہیں۔



۔۔۔ دلالت کی کوئی توجیہ نہیں، لہذا ”علمہ تعالیٰ“ کو درست ماننے کی صورت میں بھی مراقبہ کی اس عبارت

سے علوم نبویہ کی وسعت مذکورہ پر استشہاد بالکل درست رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ، الفصل الثانی، رقم الحدیث 670، صفحہ 71، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

[2].... اشعة اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ، الفصل الثانی، تحت حدیث عبد الرحمن بن عائش (فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ...)، الجزء 1، صفحہ 333، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

ترجمہ: ”پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے“ یہ تمام کلی و جزوی علوم اور ان کے احاطہ سے عبارت ہے۔ (شرح مشکوٰۃ ترجمہ اشعة اللمعات، جلد 2، صفحہ 122، فرید بک ٹال، لاہور، الطبع الثانی، مفر 1424ھ/ اپریل 2003ء)

[3].... مدارج النبوة، خطبہ الكتاب، الجزء 1، صفحہ 2، 3، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ/ 1977م۔ ترجمہ: اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذات الہی کے شانوں اور صفات حق کے احکام اور اسماء و افعال اور آثار غرض جمیع اشیاء کا علم ہے اور حضور نے جمیع علوم اول و آخر و ظاہر و باطن کو احاطہ فرمایا اور اس آیت کے مصداق ہوئے ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ کہ ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

(منقول از الدولة المکیة بالمادة الفیسیة مترجم از شهزادة اعلیٰ حضوت حضور سجدۃ الاسلام علیہ الرحمة)، صفحہ 211، مکتبہ رضویہ، کراچی، بار پنجم، تاریخ اشاعت: رجب المرجب 1421ھ/ اکتوبر 2000م، 147 تا 150، نذیر سنز پبلشرز، لاہور) نوٹ: مدارج النبوة مترجم از مفتی غلام معین الدین عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نسخوں میں مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ درج نہیں ہے۔

## آیت ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ﴾ سے جانب مخالف کی غلط فہمی

### اور اس کا جواب

آپ نے جو آیت شریفہ ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾<sup>[1]</sup> نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداء آپ نے اُس کا ترجمہ تک غور سے نہیں دیکھا۔ آیت بصراحت فرما رہی ہے کہ وہ علم الہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اس میں بھی ”هُوَ أَنْ يَعْلَمَهُمْ“ سے ظاہر ہے کہ نفی احاطہ علم باری سبحانہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الہی محیط ہے محاط نہیں۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے۔ یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری عز اسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیت شریفہ ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾<sup>[2]</sup> نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتیں نقل کی ہیں اور بخاری شریف میں ہے ((وَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَعَمَسَ مِنْقَارُهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى<sup>[3]</sup> مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا مِقْدَارٌ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارُهُ))<sup>[4]</sup> الحدیث۔ حاصل یہ کہ کشتی کے کنارے پر ایک چڑیا نے بیٹھ کر اپنی چونچ دریا میں ترکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا۔

~~~~~

[1].... القرآن الکریم، پارہ 3، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 255

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

[2].... القرآن الکریم، پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل (17)، آیت 85

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

[3].... فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى (م، ص 42)

[4].... الصحيح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب (فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ: آتَيْنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا

نَصَبًا، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ) (الکھف 63) برقم الحدیث 4727،

صفحہ 1180، دار الفکر للنشر والتوزیع - بیروت، الطبعة: 1425، 1426ھ/2005م

دونوں نسخوں میں ”هَذَا الْعُصْفُورُ وَمِنْقَارُهُ“ درج تھا، ہم نے اصل کے مطابق صحیح کر دی ہے۔



امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیاۓ سعادت میں لکھتے ہیں۔ ”وہیج سلیم دل نہ بود کہ این قدر نداند کہ علم فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق ناچیز است در ہمہ را گفته کہ ﴿مَا أُوْتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾“<sup>[1]</sup> اور تمام غیوب آسمانوں اور زمین کے اللہ جل شانہ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہیں ”أَنَّ مَعْلُومَاتِ اللَّهِ تَعَالَى لَا نِهَآيَةَ لَهَا وَغَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا يَبْدُوْنَهُ وَمَا يَكْتُمُوْنَهُ قَطْرَةٌ مِنْهَا“<sup>[2]</sup> بمقابلہ علم الہی تمام غیوب سموات وارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجائے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیر نہ ماننا جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الہی سے ایک قطرہ عطا ہوا۔ اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموات وارض علم الہی کا ایک قطرہ ہیں پھر اُس جاہل پر افسوس ہے جواب بھی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سموات وارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالیٰ جل شانہ کے علم کے برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے ”وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ قُطِرَتْ فِي حَلْقِي قَطْرَةٌ فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“<sup>[3]</sup>

[1]....کیمیائے سعادت، اصل نهم در محبت شوق و رضا، پیدا کردن آنکه مستحق دوستی خدا است  
وبس، صفحہ 400، النوریه الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، 1430ھ/2009م

[لفظہ: وہیچ سلیم دل نہ بود کہ این مقدار نداند کہ علم اولین و آخرین فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق تعالی ناچیز است در ہمہ را گفته است ﴿وَمَا أُوتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیلًا﴾]

ترجمہ: کوئی قلب سلیم ایسا نہیں جو اتنی بات سے بھی واقف نہ ہو کہ سب اولین و آخرین فرشتوں اور انسانوں کا علم بھی علم الہی کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا، اور اللہ نے ان سب سے فرمایا ہے کہ ﴿وَمَا أُوتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیلًا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

[2]....عِنَايَةُ الْقَاضِي وَكِفَايَةُ الرَّاضِي (حَاشِيَةُ الشَّهَابِ عَلَى تَفْسِيرِ الْبَيْضَاوِيِّ)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیۃ ﴿إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْمُمُونَ﴾، [آیت 33]، الجزء 2، صفحہ 128، دار النشر: دار صادر، بیروت

ترجمہ: معلومات الہیہ غیر متناہی ہے، زمین و آسمان کے غیوب اور جو کچھ لوگ ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں سب علم الہی کا ایک قطرہ ہے۔  
 ف— آسمان اور زمینوں کے تمام غیوب دریائے علم الہی کا قطرہ ہیں۔

[3]....روح البيان، باره 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية ﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ما عليك من حسابهم من شيء وما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظالمين﴾ [آيت 52]، الجزء 3، صفحہ 35، دار الفكر - بيروت

”در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطره در حلق من ریختند فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“<sup>[۱]</sup> ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا، اُس کے فیضان سے مجھے ماکان و سیکون کا علم حاصل ہو گیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ماکان اور ماسیکون کا علم بھی علم الہی کا ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُس کو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہیں۔ پس جہاں کہیں تفاسیر وغیرہا میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے۔

### مخالفین نے علم باری تعالیٰ کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے

افسوس ہمارے ابنائے نوع جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کے اعتقاد پر کفر و شرک کا فتویٰ دے دیا اور یہ خیال کر لیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے انہوں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم میں نقصان نہیں ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ تصور عائد کر دیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اُس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ علوم ماکان و ماسیکون اور غیوب سموات و ارض سب کے سب اُس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دے کر مشرک نہ بتائیں۔ خدایا ہم کو اور ہمارے جہنمی نوع کو اپنے سیدھے راستہ پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔“

### علم شعر کی نفیس بحث

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہیں اور علوم شرعی و

[1].... (قرآن مجید مترجم (فارسی) مع تفسیر حسینی، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، تحت الآیۃ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [آیت 113]، صفحہ 157، مطبع محمدی، بدین، ہند، طبع 1312ھ)۔  
ف۔ علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم قلیل ہیں حتیٰ کہ جمیع اشیاء کا علم بھی قلیل ہے۔

غیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف ”اعلام الاذکیاء“ کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہیں ہم کو اُن سے بحث نہیں البتہ اُنھوں نے صفحہ ۱۸ پر یہ بحث کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے علم شعر عطا نہیں کیا۔ اس مدعا پر آیہ کریمہ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾<sup>[۱]</sup> سے استدلال کیا ہے اور مثلاً کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی۔ اسی صفحہ کے آخر میں اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے۔

**قَوْلُهُ:** بھلا جو علم کے سراسر بُرے ہیں اُن کی قباحت اور برائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ۔ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدس صفات کیونکر متصف ہو سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع اشیاء اور غیوب کے عالم ہیں۔ کیا ناعاقبت اندیشی سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہیں۔

**أَقُولُ:** جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں خود فرما چکے ہیں کہ ہر کس ونا کس ناحق شناس کا قیاس اصول دین میں سے نہیں ہو سکتا۔ پھر کس طرح اُن کا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہیں۔ لہذا ہم اُنہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اُن کا یہ قیاس قابل قبول ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ کیا مجتہد ہونے کا یہ دعویٰ ہے۔ علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا اُنھوں نے کس طمع میں نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہے تو خیال باطل ہے۔ کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہیں کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر

﴿۱﴾... القرآن الکریم، پارہ ۲۳، سورۃ یس (۳۶)، آیت ۶۹

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔



قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انھیں شعر کے ردی وجید میں تمیز نہ ہونے کے قواعد و مصطلحات سے بے خبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں کہ فلاں عالم لکھنا نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہیں سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہیں۔ آپ روٹی پکانا نہیں جانتے اس کے یہی معنی ہیں کہ پکانے کا ملکہ نہیں۔ ورنہ جانتے خوب ہیں کہ کس طرح پکتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں تیر اندازی جانتا ہوں۔ آپ تیر کمان دے کر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہیں جانتا گو کہ وہ تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہاں مراد تو علم سے ملکہ ہے۔ کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہیں ہر ملک اور ہر زبان میں علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے۔

تکوٰۃ میں ہے ”وَلَا نُسَلِّمُ اَنْ لَا دَلَالَةٌ لِلْفِطْرِ الْعِلْمِ عَلَى التَّهْيُؤِ الْمَخْصُوصِ فَإِنَّ مَعْنَاهُ مَلَكَهُ يَقْتَدِرُ بِهَا عَلَى إِدْرَاكِ جُزْئِيَّاتِ الْأَحْكَامِ، وَإِطْلَاقِ الْعِلْمِ عَلَيْهَا شَائِعٌ فِي الْعُرْفِ كَقَوْلِهِمْ فِي تَعْرِيفِ الْعُلُومِ عِلْمٌ كَذَا فَإِنَّ الْمُحَقِّقِينَ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ هَذِهِ الْمَلَكََةُ وَيَقَالُ لَهَا الصَّنَاعَةُ أَيْضًا لَا نَفْسُ الْإِدْرَاكِ“ [1] مسلم الثبوت میں ہے ”وَأَجِيبَ بَأَنَّهُ لَا يَضُرُّ لَا أَدْرِي لِأَنَّ الْمُرَادَ الْمَلَكََةَ“ [2] مولانا عبدالحق خیر آبادی اور ملا محمد مبین رحمۃ اللہ علیہما اپنی اپنی شرحوں میں فرماتے ہیں ”لِأَنَّ الْمُرَادَ

شرح التلویح علی التوضیح، التعریف اما حقیقی و اما اسمی، تعریف اصول الفقہ باعتبار الاضافة، الجزء

[1]....[1] شرح التلویح علی التوضیح، التعریف اما حقیقی و اما اسمی، تعریف اصول الفقہ باعتبار الاضافة، الجزء

1، صفحہ 29، مکتبہ صبیح بمصر

ترجمہ: ”لفظ علم کا ”تہیؤ مخصوص“ پر دلالت نہ کرنا“ ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ ”تہیؤ مخصوص“ سے مراد ایسا ملکہ ہے کہ جس کے ذریعے انسان جزئیات احکام کے ادراک پر قدرت پاتا ہے اور عرفا اس معنی پر لفظ علم کا اطلاق شائع ہے جیسا کہ علما نے کرام علوم کی تعریف میں ”علم کذا و کذا“ کہتے ہیں تو محققین کی رائے یہ ہے کہ علم سے مراد نفس ادراک نہیں بلکہ یہی ملکہ ہے اور اسے صناعت بھی کہا جاتا ہے۔

[2]....[2] مسلم الثبوت، المقدمة، بیان الفرق فی وجوب العمل علی المسجئہ...، صفحہ 7، مکتبہ محمودیہ،

سرکی روڈ، کوئٹہ

ترجمہ: ائمہ فقہ سے ”لَا أَدْرِي“ کا ثبوت کچھ معزز نہیں کیونکہ علم سے مراد ملکہ ہے۔

بِالْعِلْمِ الْمَلَكَةُ<sup>۱۱۸</sup> عمدۃ الخائضین مولوی بشیر الدین اپنی شرح کشف المہم میں لکھتے ہیں ”لَاَنَّ الْمُرَادَ بِالْعِلْمِ فِي قَوْلِهِمُ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الْمَلَكَةُ“<sup>۱۱۹</sup> اب تو آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث میں بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہے۔ مسند الفردوس میں بکر بن عبد اللہ بن ربیع سے مروی ہے: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ السَّبَاحَةَ وَالرَّمَايَةَ))<sup>۱۲۰</sup> ذیلی نے جابر بن عبد اللہ سے بایں الفاظ روایت کی ((عَلِّمُوا بَنِيَكُمْ الرَّمْيَ فَإِنَّهُ نِكَايَةُ الْعُلُوِّ))<sup>۱۲۱</sup> حضور نے اولاد کو تیر اندازی اور شادری تعلیم کرنے کا حکم فرمایا تو کیا جانب مخالف محض شادری اور تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر اس کی پوری کیفیت سنا اور سمجھا دینا اور تیر نے اور تیر اندازی کرنے والوں کا دکھا دینا تعمیل ارشاد کے لیے کافی سمجھتے ہیں یا مشت و محنت کرا کے تیر اندازی اور شادری پر قادر کر دینا مراد لیتے ہیں۔

فرمائیے علم سے ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور؟ خود قرآن پاک میں وارد ہے ﴿وَوَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ﴾<sup>۱۲۲</sup> فرمائیے اس آیت میں ملکہ مراد ہے یا صرف ادراک؟ آیت ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾<sup>۱۲۳</sup> میں بھی علم سے ملکہ مراد ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے نہ یہ معنی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا۔ تفسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی

~~~~~

[1].... شرح مسلم الثبوت مع شرح حملة المنهايات صفحہ 13، المكتبة الفاروقية، خير مارکیت، کوئٹہ ترجمہ: علم سے ملکہ مراد ہے۔

[2].... کشف المہم شرح مسلم صفحہ 10، مكتبة عربية، کلتسی روڈ، کوئٹہ ترجمہ: علما کے قول ”العلم بالاحکام“ میں علم سے مراد ملکہ ہے۔

[3].... الجامع الصغير للسيوطي، باب العين، رقم الحديث 5478، الجزء 2، صفحہ 95، المكتبة الشاملة ﴿كَتَرِ الْعَمَالِ فِي سِنِّ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ حَرْفُ التَّوْنِ مِنْ قِسْمِ الْأَقْوَالِ﴾، الباب السابع في ير الأولاد و حقوقهم وفيه أربعة فصول، الفصل الرابع في حقوق و آداب متفرقة، القرع الثالث في الرمي والسياحة، رقم الحديث 45343، الجزء 16، صفحہ 443، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401 هـ، 1981 م (قالا بعد ذكره ”قر- عن بكر بن عبد الله بن الربيع الأنصاري“ لكن لم اجد في الفردوس)

[4].... مسند الفردوس باب العين برقم 4008، الجزء 3، صفحہ 11، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية 2020 م

[5].... القرآن الكريم، پارہ 17 سورة الانبياء (21) آیت 80

ترجمہ: کتر ایمان اور ہم نے اسے تمہارا ایک پیرا دیا تاکہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے۔

[6].... القرآن الكريم، پارہ 23 سورة يس (36) آیت 69

دلوں نسخوں میں ﴿وَوَعَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾ درج تھا، ہم نے صحیح کر دی ہے۔

کر رہی ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے ”أَيُّ مَا يَسْهَلُ لَهُ ذَلِكَ وَمَا يَصْلَحُ مِنْهُ بِحَيْثُ لَوْ أَرَادَ نَظْمَ شِعْرٍ لَمْ يَتَأَتَّ لَهُ ذَلِكَ“ [1] تفسیر مدارک میں ہے ”أَيُّ جَعَلْنَاهُ بِحَيْثُ لَوْ أَرَادَ قَرْضَ الشُّعْرِ لَمْ يَتَأَتَّ لَهُ وَلَمْ يَتَسَهَّلْ“ [2] تفسیر کبیر میں ہے ”قَالَ قَوْمٌ مَا كَانَ يَتَأَتَّى لَهُ، وَآخَرُونَ مَا يَتَسَهَّلُ لَهُ حَتَّى أَنَّهُ إِنْ تَمَثَّلَ بَيْتَ شِعْرٍ سَمِعَ مِنْهُ مُزَاحِفًا“ [3] علامہ ابوالسعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ”وَمَا يَصِحُّ لَهُ الشُّعْرُ وَلَا يَتَأَتَّى لَهُ لَوْ طَلَبَهُ أَيْ جَعَلْنَاهُ بِحَيْثُ لَوْ أَرَادَ قَرْضَ الشُّعْرِ لَمْ يَتَأَتَّ لَهُ“ [4] تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم واداد شوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم وادراک نہ تھا اس کے صحیح و سقیم ردی و جید کو نہ جانتے تھے بلکہ اس کے جاننے کی تصریح فرمائی۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۲ میں ہے ”وَفِي التَّهْذِيبِ لِلْبُغْوِيِّ مِنْ أَيْمَتِنَا قِيلَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحْسِنُ الشُّعْرَ وَلَا يَقُولُهُ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ كَانَ لَا يُحْسِنُهُ وَلَكِنْ كَانَ يُمِيزُ بَيْنَ جَيْدِ الشُّعْرِ وَرَدِيئِهِ وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بَيْنَ الْمُوزُونِ مِنْهُ وَغَيْرِ الْمُوزُونِ“ [5]

[1]... لباب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن)، باره 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آيت 69]، الجزء 4، صفحه 12، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1415 هـ  
ترجمہ: شعر کہنا نہ تو آپ کے لئے آسان تھا اور نہ آپ درست طرح شعر نظم کر سکتے تھے پس اگر آپ شعر نظم کرنے کا قصد فرماتے تو نظم نہ کر پاتے۔

[2]... مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)، باره 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آيت 69]، الجزء 3، صفحه 111، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة الأولى: 1419 هـ 1998 م

ترجمہ: یعنی ہم نے اپنے محبوب کو ایسا بنایا کہ اگر شعر کہنے کا قصد کرے تو نہ شعر کہہ پائے اور نہ یہ کام اس کے لئے سہل ہو۔  
[3]... مفاتيح الغيب (التفسير الكبي)، باره 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آيت 69]، الجزء 26، صفحه 305، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة 1420 هـ

ترجمہ: اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ آپ شعر نظم نہیں کر سکتے تھے اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ شعر نظم کرنا آپ کے لئے آسان نہیں تھا حتیٰ کہ اگر آپ کوئی شعر بطور مثال بیان کرتے تو خلاف عروض مسوع ہوتا ہے۔

[4]... إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم (تفسير أبي السعود)، باره 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آيت 69]، الجزء 7، صفحه 177، دار إحياء التراث العربي، بيروت  
ترجمہ: آپ ٹھیک سے شعر نہیں کہہ سکتے تھے اور اگر کوئی آپ سے شعر کہنے کا مطالبہ کرتا تو آپ شعر نہ کہہ پاتے یعنی ہم نے آپ کو ایسا بنایا کہ اگر شعر کہنے کا قصد کریں تو نہ کہہ پائیں۔



اس سے معلوم ہوا کہ حضور شعر جید و دردی اور موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرماتے تھے۔ فرمائیے آیت میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی؟ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، اس سے اور واضح تر ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۸۷۸ میں ہے ”ولما كان الشعر مما لا ينبغي للانبياء عليهم السلام لم يصدر من النبي عليه السلام بطريق الإنشاء دون الإنشاد الا ما كان بغير قصد منه وكان كل كمال بشري تحت علمه الجامع فكان يجيب كل فصيح وبلغ وشاعر وأشعر وكل قبيلة بلغاتهم وعباراتهم وكان يعلم الكتاب علم الخط واهل الحرف حرفتهم ولذا كان رحمة للعالمين“ [۱] یعنی چونکہ شعر انبیاء کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصد اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہر بشری کمال آپ کے علم جامع کے تحت میں ہے، اسی وجہ سے حضور ہر فصیح وبلغ اور شاعر و اشعر کو اور ہر قبیلہ کو ان کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو ان کی حرفت تعلیم فرماتے تھے اسی لئے تو رحمة العالمین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اب تو بحمد اللہ تعالیٰ کوئی پردہ و حجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح ہو گئی کہ آیت میں نفی ملکہ کی ہے علم کی نہیں۔

شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا تراشیدہ طبع اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ہر بشری کمال حضور کے تحت علم ہے، کچھ بھی ہو تو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا۔ لیکن اگر ابھی تک مخالف کے قلب میں کوئی وسوسہ باقی ہو تو اس کو رفع

﴿۱﴾ روح البیان، پارہ ۲۳، سورۃ یس (۳۶)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت ۶۹] الجزء ۷، صفحہ ۴۳۱، دار الفکر - بیروت

ترجمہ: امام بغوی کی تہذیب میں درج ہے کہ ”ہمارے ائمہ سے ایک قول یہ منقول ہے کہ نبی مختتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شعر کہنا تو خوب جانتے تھے پر شعر کہتے نہیں تھے اور اس میں یہ ہے کہ آپ ٹھیک سے شعر کہنا نہیں جانتے تھے، ہاں جید و دردی شعر میں امتیاز فرما لیتے تھے۔“ اور شاید مراد یہ ہے کہ آپ موزوں اور غیر موزوں میں امتیاز فرما لیتے تھے۔

[۱].... روح البیان، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء (۲۶)، تحت الآیۃ ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [آیت ۲۲۷]، الجزء ۶، صفحہ ۳۱۷، دار الفکر، بیروت

کیجئے۔ تفسیر روح البیان، جلد ثالث صفحہ ۲۸۲ میں ہے ”والظاهر ان المراد وما ينبغي له من حيث نبوته وصدق لهجته ان يقول الشعر لان المعلم من عند الله لا يقول الا حقا وهذا لا يتنافى كونه في نفسه قادرا على النظم والنثر ويدل عليه تميزه بين جيد الشعر ورديته اى موزونه وغير موزونه على ما سبق ومن كان مميزا كيف لا يكون قادرا على النظم في الالهیات والحکم لكن القدرة لا تستلزم الفعل في هذا الباب صونا عن اطلاق لفظ الشعر والشاعر الذي يوهم التخيل والكذب وقد كانت العرب يعرفون فصاحته وبلاغته وعلوبة لفظه وحلاوة منطقته وحسن سرده والحاصل ان كل كمال انما هو مأخوذ منه“<sup>[۱]</sup> یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لئے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر کوئی مناسب حال نہیں۔ کیونکہ اللہ کا سکھایا ہوا جوابات کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم و نثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں اور اس پر حضور کا شعر کے جيد وردی اور موزوں وغیر موزوں میں تمیز فرمانا دالالت کرتا ہے اور جو تمیز ہو کیونکر الہیات و حکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر کوئی کرنے کو سلز م نہیں تا کہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے اس ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخیل و کذب کا موہم ہے<sup>[۲]</sup> اور بے شک عرب آپ کی فصاحت و بلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ محافلین اب تو خاموش ہو گئے۔ تفسیر روح البیان نے شعر کا علم در کنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی۔ اگر محافلین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھ کر کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انھیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی جو کسی طرح ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی۔

اب دوسرے طریق پر کلام کروں وہ یہ کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزوں جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو۔ تفسیر کبیر میں ہے ”الشعر هو الكلام الموزون

[1] ... روح البیان جلد ۲۳ سورۃ ہن (۳۶) تحت الآیۃ ﴿وَمَا عَلَّمَهُ الشَّعْرُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت ۶۹]، الجزء ۷ صفحہ ۴۳۱ مدار الفکر بیروت

[2] ... دہوں نسخوں میں عبارت یوں تھی ”یہ لفظ تخیل و کذب کا موہم ہے“ ہم نے صحیح کر دی ہے۔

الَّذِي قُصِدَ إِلَى وَزْنِهِ“<sup>[1]</sup> یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے معنی منطقی قدماء حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات تخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمہ تخیلہ سے مرکب ہو اُس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء شعر منطقی اُس کو کہتے ہیں جو مقدمات کا ذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ میں ہے ”والشعر عند الحكماء القدماء ليس على وزن وقافية ولا الوزن والقافية ركن في الشعر عندهم بل الركن في الشعر إيراد المقدمات المخيلة فحسب“<sup>[2]</sup> وفيه ايضا ”قال بعضهم الشعر اما منطقي وهو المؤلف من المقدمات الكاذبة“<sup>[3]</sup>

اب سمجھنا چاہئے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بین و ظاہر ہے کہ اُس میں کسی بے زبان عجمی کو بھی تردید نہیں ہو سکتا۔<sup>[4]</sup> چہ جائے کہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اُس کو اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اُس کے معنی منطقی مراد ہوئے اور گفار عناد اشاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اُسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ اُن کی شان کے شایاں اور منصب کے لائق۔ اب تو مخالفین کو بہت حیرانی ہوگی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُن سے بہت دُور ہے۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھ کر جو معنی خیال میں آئے اُن سے استدلال کر لیا، تفاسیر پر نظر ڈالنے کی

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾

[1].... مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)، پارہ 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء 26، صفحہ 305، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة 1420ھ

ترجمہ: شعر اس کلام موزون کو کہتے ہیں جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو۔

[2].... روح البیان، پارہ 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء 7، صفحہ 429، دار الفكر، بیروت

ترجمہ: حکماء کے نزدیک شعر وزن و قافیہ پر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے ہاں وزن و قافیہ شعر کا رکن ہے بلکہ ان کے نزدیک شعر کا رکن ”مقدمات خیالیہ کا وارد کرنا ہے۔“ اور بس۔

[3].... روح البیان، پارہ 23، سورة يس (36)، تحت الآية ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء 7، صفحہ 429، دار الفكر، بیروت

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ شعر منطقی وہ شعر ہوتا ہے جو مقدمات کا ذبہ سے مؤلف ہو۔

[4].... کسی بے زبان عجمی کو بھی تردید نہیں ہو سکتا۔ (م، ص 48)



تکلیف کون برداشت کرتا؟ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان، جلد ۳، صفحہ ۲۸۱: ”والمراد بالشعر الواقع في القرآن الشعر المنطقي سواء كان مجردا عن الوزن أم لا والشعر المنطقي أكثر ما يروج بالاصطلاحی قال الراغب قال بعض الكفار للنبي عليه السلام انه شاعر فقيل لما وقع في القرآن من الكلمات الموزونة والقوافي وقال بعض المحصلين أرادوا به انه كاذب لان ظاهر القرآن ليس على أساليب الشعر ولا يخفى ذلك على الاغتم من العجم فضلا عن بلغاء العرب فانما رموه بالكذب لان اكثر ما يأتي به الشاعر كذب ومن ثم سمو الادلة الكاذبة شعرا“<sup>[1]</sup> علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جوہم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعلیم کئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام الہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے، یا یہ کہ ہم نے آں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل، صفحہ ۱۳۷ میں ہے ”﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾ ای وما علمنا النبی علیہ السلام قول الشعراء او وما علمناه بتعليم القرآن الشعر علی معنی أن القرآن ليس بشعر“<sup>[2]</sup> تفسیر

روح البیان، پارہ 23، سورۃ یس (36)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء

[1].... روح البیان، پارہ 23، سورۃ یس (36)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء 7، صفحہ 430، دار الفکر - بیروت

ترجمہ: قرآن کریم میں واقع لفظ ”شعر“ سے مراد منطقی شعر ہے عام ازیں کہ وزن سے خالی ہو یا بروزن ہو۔ اور شعر منطقی شعر اصطلاحی سے زیادہ رائج ہے امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ بعض کفار نے جو نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق کہا کہ ”یہ شاعر ہیں“ تو کہا گیا ہے کہ ان لوگوں نے یہ بات قرآن کریم میں واقع قوافی اور کلمات موزونہ کے باعث کہی ہے اور بعض محصلین نے فرمایا کہ اس سے ان کفار کی مراد یہ ہے کہ آپ جھوٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ من شر هذا القول) کیونکہ ظاہر قرآن اسلوب شعر پر نہیں اور یہ بات ایسی واضح ہے کہ کسی غیر فصیح عجمی پر بھی مخفی نہیں چھ جائے کہ بلغائے عرب سے مخفی رہے لہذا ان کفار نے شاعر کہہ کر جھوٹ ہی کی تہمت باندھی ہے (اور پھر اس جھوٹ کو شعر سے اس لئے تعبیر کیا) کہ شاعر کے وارد کردہ مضامین اکثر جھوٹے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے مناطقہ ادلہ کاذبہ کو شعر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

[2].... یا یہ کہ ہم نے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (م، ص 49)

[3].... مدارک التنزیل وحقائق التأویل (تفسیر النسفی)، پارہ 23، سورۃ یس (36)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء 3، صفحہ 110، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعة الأولى: 1419ھ - 1998م۔

(دونوں نسخوں میں ”وما علمناه النبی“ درج تھا، ہم نے تصحیح کر دی ہے۔)

روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ میں ہے ”والمعنی وما علمنا محمدا الشعر بتعليم القرآن علی معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع منسوج علی منوال الوزن والقافية مبنی علی خیالات وأوهام واهية فاين ذلك من التنزيل العظيم الخطر المنزه عن مماثلة کلام البشر الخ“<sup>[۱]</sup> ان عبارات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آیہ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ الایہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب ہے شاعروں کی من گھڑت اور آفریدہ وہم وخیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعراء علی الاغلب والا کثر لغو اور بے اصل باتیں جھوٹے قصے، فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور ان کا کلام وہمیات واکاذیب سے خالی نہیں ہوتا، چنانچہ عرب میں مشہور ہے احسن الشعر اکذبه<sup>[۲]</sup> اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعروں کی من گھڑت اور یا وہ گوئی نہیں، بلکہ یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے<sup>[۳]</sup> قواعد شعر سے ناواقف ہونے پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی و نادانی ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شعرا جمال اور معما اور پہلو دار بات اور رمز و اشارہ کا محل ہوتا ہے، احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اُس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے<sup>[۳]</sup> رمز و لغز نہ فرمایا جو فرمایا

ترجمہ: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾ کی تفسیر یہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شعراء کی سی باتیں نہیں سکھائیں یا اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے تعلیم قرآن کے ذریعے اپنے حبیب کو شعر نہیں سکھائے مطلب یہ کہ قرآن شعر نہیں ہے۔

[1].... روح البیان، پارہ 23، سورۃ یس (36)، تحت الایہ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ [آیت 69]، الجزء

7، صفحہ 430، دار الفکر، بیروت

ترجمہ: اور معنی یہ ہے کہ ہم نے تعلیم قرآن کے ذریعے اپنے حبیب کو شعر نہیں سکھائے یعنی قرآن شعر نہیں ہے کیونکہ شعر تو جکلف وضع کردہ ایسے کلام اور اس خوبصورت و مصنوعی بات کو کہتے ہیں جو وزن وقافیہ کے مطابق ہو اور خیالات و اوهام و اہیہ پڑتی ہو پس ایسا کلام، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اس کلام سے کس قدر دور ہے جو عظیم و جلیل اور کلام بشری کی مماثلت سے پاک و منزہ ہے۔

[2].... العمدۃ فی محاسن الشعر و آدابہ، باب الغلو، الجزء 2، صفحہ 61، دار الحیل، الطبعة الخامسة 1401ھ/1981م

ترجمہ: بہترین شعروہ ہے جو زیادہ جھوٹا ہو۔

[3].... حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے۔۔۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (م، ص 50)





حق ہے ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ [1]

## علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد

رہا جانب مخالف کا یہ وہم کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفسِ ایمان کی بھی ضد ہے  
 اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز اُس کے عالم نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس انکار کا  
 باعث یہ ہے کہ آپ کے نزدیک وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے  
 ذاتِ پاک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائق نہیں اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں  
 آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ علم سحر جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کے لائق نہیں تو  
 باوجود اس خباثت کے ذاتِ پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ  
 کہ وہ پاک ذات ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شانِ نبی کے بھی لائق نہ تھا،  
 بر تقدیر ثانی کیا علمِ الہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دنیا سے انصاف مٹ ہی گیا۔ رسولِ  
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جائے، اور خدائے  
 پاک کے لیے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ استغفر اللہ العلی العظیم۔

کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں ہوتا

دوم آپ کا یہ خیال کہ یہ علم فی نفسہ مذموم ہے <sup>[2]</sup> قطعاً غلط اس لیے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ <sup>[2]</sup> تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۸۰ میں فرماتے ہیں: ودرینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد۔ <sup>[2]</sup> البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور ناقابلیت ہے، یہی

民國四年四月四日

[1].... القرآن الكريم ، پارہ 1، سورة البقرة (2)، آیت 26

ترجمہ کنز الایمان: ے اللہ بہتہیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتہیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔

[2].... یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے۔۔۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ (م، ص 51)

[2].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ الم، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیۃ ﴿وَيَعْلَمُونَ مَا يُضَرُّهُمْ وَلَا يُنْفَعُ﴾

[آیت 102]، صفحہ 383، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ۔

ترجمہ: یہاں جاننا چاہئے کہ علم فی نفسہ برا نہیں ہے جیسا بھی ہو۔

(جواہر غازی، جلد دوم، صفحہ 159، نور پور رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)۔

شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں صفحہ ۴۸۱ پر فرماتے ہیں ”دومر آنکہ آں علم اگرچہ فی نفسہ ضررے ندارد لیکن ایں کس بسبب قصود استعداد خود دقائق آں علم را نمی تواند دریافت و چوں بدقائق آں نرسید درجہل مرکب گرفتار شد“<sup>[۱]</sup> یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور ناقابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کے لیے ناممکن تو حضرت کے لیے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت کے خلاف، نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزموم ہے۔ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۴۶ میں ہے ”(المسألة الخامسة) فی أنَّ العلم بالسحر غیر قبیح وَلَا مَحْظُورٌ اتَّفَقَ الْمُحَقِّقُونَ عَلَى ذَلِكَ لِأَنَّ الْعِلْمَ لِذَاتِهِ شَرِيفٌ وَأَيْضًا لِعُمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ وَلَا أَنَّ السَّحَرَ لَوْ لَمْ يَكُنْ يُعْلَمُ لَمَا أُمِكنَ الْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُعْجَزِ، وَالْعِلْمُ بِكُونِ الْمُعْجَزِ مُعْجَزًا وَاجِبٌ وَمَا يَتَوَقَّفُ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ فَهُوَ وَاجِبٌ فَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّ يَكُونَ تَحْصِيلُ الْعِلْمِ بِالسَّحْرِ وَاجِبًا وَمَا يَكُونُ وَاجِبًا كَيْفَ يَكُونُ حَرَامًا وَقَبِيحًا“<sup>[۲]</sup> حاصل یہ کہ علم سحر نہ قبیح ہے نہ ممنوع اس پر تمام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذاتہ شریف ہے نیز آیہ ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ﴾<sup>[۳]</sup> کا عموم بھی اس کی دلیل ہے نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ میں فرق کرنا بھی ممکن نہ ہو اور معجزہ کے معجزہ ہونے کا جاننا واجب ہے<sup>[۴]</sup> اور

﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُ﴾

[1].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ الم، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیہ ﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُ﴾

[آیت 102]، صفحہ 383، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ۔

ترجمہ: (کسی علم کے مذموم ہونے کی) دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ علم فی نفسہ کوئی نقصان نہیں رکھتا لیکن یہ شخص اپنی استعداد کی کوتاہی کی وجہ سے اس علم کی باریکیوں کو دریافت نہیں کر سکتا اور جب اس کی باریکیوں تک نہیں پہنچا تو جہل مرکب میں گرفتار ہوا۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ الم، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیہ ﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُ﴾)

[آیت 102]، جلد دوم، صفحہ 160، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء،

[2].... مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، پارہ 1، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیہ ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكٍ

سُلَيْمَنٍ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَنُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السَّحَرَ﴾ [آیت 102]، الجزء 3، صفحہ

626، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة 1420ھ۔

[3].... القرآن الکریم، پارہ 23، سورۃ الزمر (39)، آیت 9

[4].... اور معجزہ کے ہونے کا جاننا واجب ہے (م، ص 52)

واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو، اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و فحیح کس طرح ہو سکتی ہے۔ جانب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے فحیح اور اس کا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے اُن کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز فحیح و ممنوع نہیں ہے، انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں کہ علم تو نہ ہو مگر اُس پر تبرا بھیجتے اور بُرا کہتے پھریں، بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچیں اس لیے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہیں اُس کو اُس پر عمل کرنے کی قدرت بھی نہیں پھر اُس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونے کے اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہیں کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہیں، البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر<sup>[1]</sup> کے صفحہ ۴۷۴ میں فرماتے ہیں و نیز چود شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت گناہ از گناہ باز ماند<sup>[2]</sup> اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہیں مگر احکام شرعی کی طرح اس کی تعلیم نہیں فرماتے پھر یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر<sup>[1]</sup> کے صفحہ ۴۷۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ علم سحر نیز از علوم الہیہ است بقائے آن علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیاء نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جاگیرد تبلیغ نمایند مانند علوم

.....

[1].... شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر۔۔۔ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اسی تفسیر (م، ص 52)

[2].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

هَرُوتَ وَمَرُوتَ﴾ [آیت 102]، صفحہ 377، مطبع مہتابانی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

[3].... ترجمہ: جو شخص قواعد سحر جانتے ہوئے اس کے استعمال کو برا سمجھ کر بچے، ثواب کا مستحق ہوگا کیونکہ وہ قدرت

ہوتے ہوئے اس گناہ سے باز رہا۔ (الکلمۃ العلیا مطبوعہ مکتبہ مشرق، بریلی)

نوٹ: یہ ترجمہ مکتبہ مشرق، بریلی کے علاوہ کسی نسخہ میں مذکور نہیں۔



فلسفہ از ریاضیات و طبیعیات کہ ضرر آنها بیشتر از نفع آنهاست نیز انبیاء علیہم السلام بیان نمی کنند و ازان دیدہ و دانستہ سکوت می فرمایند“<sup>[۱]</sup> خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الہیہ میں سے ہے اور نوع انسان میں اس کا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور۔ انبیاء کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں، اس لیے کہ کم ظرف اور کم استعداد والوں کے لئے یہ علوم ضارہ ہیں کہ اُن کو ان کی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب و غیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی، اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبیعیات کے اُن علوم کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہو گا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے ہیں۔ ف۔

قَوْلُهُ: زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استغراقِ علم کا دعویٰ کیا جو صفتِ خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہے۔

اَقُولُ: زید کے جو الفاظ آنحضرت سرِ اِپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں اور جانبِ مخالف نے خود بھی نقل کیے ہیں اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغِ الہی بدء الخلق یعنی ابتداء آفرینش سے لے کر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے والوں کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں، اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جن کے جواب سے عاجز ہو کر جانبِ مخالف نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۱ میں اس پر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لیے جائز نہیں، اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو

日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞日我同胞

[1]....تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیز)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیۃ ﴿ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ﴾

هَرُوتٌ وَمَرُوتٌ ﴿١٠٢﴾، صفحہ 378، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

ف۔ شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کے بھی عالم ہوتے ہیں۔



آیت ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ سے مخالفین کے اعتراض کا جواب

قَوْلُهُ: ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾<sup>[۱]</sup> کے معنی اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لیے جاویں تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت ﴿وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ﴾<sup>[۲]</sup> سے تمام مردوزن، صغیر و کبیر، برنا [جوان] و پیر، عالم ہو یا جاہل، شہرستانی ہو یا دیہاتی ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

آیت ﴿وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ میں انسان سے حضرت مراد ہیں

اَقُولُ: افسوس کہ آپنے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ﴾ [2] میں معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے۔ پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں آیہ ﴿وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ [2] کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے ”وَقِيلَ: الْإِنْسَانُ هَاهُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَانُهُ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾“ [3] یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور اس کا بیان آیہ شریفہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [1] ہے اور ایسے ہی آیہ شریفہ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ [4]

[illegible]

[1].... القرآن الكريم، پارہ 5، سورة النساء (4)، آیت 110

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

[2]... القرآن الكريم، پارہ 30، سورة العلق (96)، آیت 5

ترجمہ کنز الایمان: آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

[3]....معالم التنزيل (تفسير بغوی)، پارہ 30، سورة العلق (96)، تحت الآية ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾

[آيت 5]، الجزء 5، صفحہ 281، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى: 1420ھ

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور اس کا بیان آیۃ کریمہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ ہے۔

[4].... القرآن الكريم، پارہ 27، سورۃ الرحمن (55)، آیت 3.4

ترجمہ: انسان کو پیدا کیا، اسے بیان سکھایا۔



میں بھی انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں، چنانچہ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے ”قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ“ [1] تفسیر حسینی میں ہے ”یا بوجود آورد محمد را و بیا موزایند و برا بیان آنچه بود و هست و باشد“ [2] اب ثابت ہو گیا کہ آیہ کریمہ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ [3] میں انسان سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہو سکتا اور نہ آیہ شریفہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [4] سے معارضہ ہوتا ہے، بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون کی ہیں جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

### ایک نئے مہربان کا نیا شبہ

آیت ﴿وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

شبہ:

قرآن شریف میں سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے ﴿وَيُعَلِّمُكُم

﴿وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

[1].... معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[آیت 3، 4]، الجزء 4، صفحہ 331، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى، 1420ھ

ترجمہ: ابن کیسان نے فرمایا ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق فرمایا اور ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کا معنی یہ ہے کہ آپ کو ماکان وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) کا بیان تعلیم فرمایا۔

[2].... قرآن مجید مترجم (فارسی) مع تفسیر حسینی، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

[آیت 4]، صفحہ 852، مطبع محمدی، بسینی، ہند، طبع 1312ھ

ترجمہ: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر دیا۔

(تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی، پارہ 27، سورة الرحمن (55)، تحت الآية ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ [آیت 4]، الجزء

2، صفحہ 490، مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ، ہند، بار دہم 1347ھ/1928م)

[3].... القرآن الکریم، پارہ 30، سورة العلق (96)، آیت 5 (دونوں نسخوں میں ”وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ“ تھا، ہم نے تصحیح کر دی ہے)

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۱﴾ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ ﴿۱۲﴾ کی طرح کلمہ ماعام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں۔

### جواب:

قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخمل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں، البتہ اگر یہ منظور کر لیں کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جو کچھ قیامت تک ہونی والا تھا سب بتایا مگر جس کو یاد رہا یا درہا، جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہیں جس کو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے، جو بھول گیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن کی فصل اول صفحہ ۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا مَا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حِفْظُهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ. ﴿۳﴾ انتہی بقدر الحاجة



[4].... القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، آیت 110

[1].... القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 151

[2].... القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، آیت 110

[3].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، الفصل الاول، رقم الحدیث 5143، صفحہ 473، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

الصحيح البخاری، کتاب القدر، باب (وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدْرًا مَقْدُورًا)، رقم الحدیث 6604، صفحہ 1660، دار الفكر للنشر والتوزيع، بیروت، الطبعة: 1425، 1426ھ / 2005م [بلفظ: عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً، مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ]

الصحيح المسلم، کتاب الفتن واثراط الساعة، باب إخبار النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما يكون إلى قيام الساعة، الرقم المسلسل 7157، صفحہ 1415، دار الفكر للنشر والتوزيع، بیروت، الطبعة: 1424ھ / 2004م

قَوْلُهُ: "وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِی الْقُرْآنَ وَالْحِكْمَةَ إِی مَا فِی الْقُرْآنِ مِنْ الْأَحْكَامِ وَعَرَفَكَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ وَعَلَّمَكَ بِالْوَحْيِ مِنْ الْغَيْبِ وَخَفِيَّاتِ الْأُمُورِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ذَلِكَ إِی وَقْتُ التَّعْلِيمِ" [1] اس تفسیر میں دو جگہ من ہے پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپ کو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

أَقُولُ وَبِاللَّهِ التَّوْفِیْقِ۔ روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جس کا زید دعویٰ کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہیں بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہے۔ جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انھوں نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا، اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے "من" کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قائم تھا جو یہاں نہیں پھر وہاں بیانیہ مان کر تبعیضیہ کہہ دینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بنا کر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون ان کے قلم اور زبان کو پکڑے گا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں ملاحظہ ہو روح البیان، جلد ۶ صفحہ ۲۴: "وَكَذَآ صَارَ عِلْمُهُ مُحِیْطًا بِجَمِیْعِ الْمَعْلُومَاتِ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان

کھڑے ہوئے اور اس وقت سے قیامت تک کی ہر ہر بات کو بیان فرما دیا پس جس نے وہ باتیں یاد رکھیں، یاد رکھیں اور جو بھول گیا، بھول گیا۔

[1].... روح البیان، پارہ 5، سورة النساء (4)، تحت الآية ﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [آیت 113]، الجزء 2، صفحہ 282، دار الفکر، بیروت



الْغُیْبِیَّةِ الْمَلَكُوتِیَّةِ کَمَا جَاءَ فِی حَدِیْثِ اخْتِصَامِ الْمَلَائِکَةِ اَنَّهُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّهُ بَیْنَ کَتِفَیْ فَوَجَدَتْ بُرْدَهُ بَیْنَ ثَدَیْیَیْ فَقَلِمَتْ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی رِوَاٰیةٍ عِلْمَ مَا کَانَ وَمَا سَیْکُونُ<sup>۱۱</sup> یعنی جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزۃ نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس فیض کی سردی اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی، پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ علم ماکان اور ماسیکون روشن اور ہویدا ہو گیا۔ ف۔

اب خوب ظاہر ہو گیا کہ صاحب روح البیان، سید انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم تبعلیم الہی جانتے ہیں لہذا ان کی عبارت میں ہرگز ”من“ تبعضیہ نہیں جو کوتاہی علم عالم ماکان و ماسیکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کرے<sup>۱۲</sup> یہ آپ کا فہم و اجتہاد نہیں بلکہ وہم ہے جو آپ نے ایسا سمجھ لیا۔ آیہ شریفہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف میں ہیں نازل فرمائے اور حلال و حرام کی معرفت کرا دی اور ”مَایُوحٰی“ کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہیں جن کو آپ اب تک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا مناسبت ہے اور اُس کے منشاء کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مؤید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی، جس کو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہیں۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کر کے ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ

روح البیان، پارہ 29، سورۃ النجم (53)، تحت الآیۃ (لقد رأى من آیات ربہ الکبریٰ) [آیت 18]،

الجزء 9، صفحہ 232، دار الفکر، بیروت [وفیہ: فَوَجَدَتْ بُرْدَهَا]

ف۔ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔

[2]... کوتاہی علم عالم ماکان و ماسیکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کرے گا (م، ص 56)







آیا میں نے اس کو چھوڑ دیا حضور سرایا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرما دیا ہے۔<sup>[1]</sup> قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاة میں تحریر فرماتے ہیں: ”فِيهِ إِخْبَارُ النَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - بِالْغَيْبِ مُعْجَزَةً لَهُ“<sup>[2]</sup> اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے۔ ف۔

اب جانب مخالف اپنے دل میں انصاف کریں کہ معجزہ امور دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ ”یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق“ اس میں بھی تمام علوم آگئے۔ اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کلام اللہ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيِينًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾<sup>[3]</sup> یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جب کہ آپ کے نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و



[1]....مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الاول، رقم الحديث 2018، صفحة 187، مكتبة رحمانية، لاهور، الطبعة: 2005م

(الصحيح البخاري، كتاب الوكالة، باب اذا وكل رجلا فترك الوكيل شيئا... الخ، رقم الحديث 2311، صفحة 549، 550، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1426، 1425هـ/2005م [ولفظه: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمْضَانَ، فَأَتَانِي أَبُو فَعَجَلٍ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَى عِيَالٍ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَمَّا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُودُ]

[2]....مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الاول، تحت رقم الحديث 2123، الجزء 4، صفحة 1462، دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى: 1422هـ/2002م [ولفظه: فِيهِ:

إِخْبَارُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالْغَيْبِ...]

ترجمہ: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بطور معجزہ غیب کی خبر دینے کا بیان ہے۔

ف۔ علم بالغیب حضرت کا معجزہ ہے۔

[3]....القرآن الکریم، پارہ 14، سورۃ النحل (16)، آیت 89

اور حیلوں پر اطلاع۔

اَقُولُ: آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کبیر اور اس کے سوا اور کتب کثیرہ میں عملاً اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریحاً بتایا ہے کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہے اور ہر وجہ پر محج بہ ہے یہ دو وجہیں کہ فقال نے اپنے دل سے نکالیں<sup>[1]</sup> یہ بھی محتمل ہیں اور اسی محال اطلاق میں داخل ہیں جیسے ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾<sup>[2]</sup> کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہیں نہ ایک دوسرے کی منافی نہ اس قدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہے کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا۔ تعجب تو کیجئے گا کہ یہ کیونکر۔ ہاں ہم سے سنئے یہ اس لئے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جب ہی صحیح ہوگی کہ ماکان و مایکون کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہیں اور ان کا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے ہاں اگر یہ ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور دینیہ سے نہ ہوتا کہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہوگی۔ اور یہی مصادرہ علی المطلوب ہے اور فضول و لغو کہ دعویٰ اگر خارج سے ثابت ہے تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو عبارت بھی محض بیکار و اجنبی تعجب خیز امر تو یہ

﴿1﴾... فقال نے اپنے دل سے نکالیں (م، ص 58)

﴿2﴾... القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 200

ترجمہ کنز الایمان: اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔





سامنے تو کچھ نہیں یہ سب گاؤں نہایت ہی قلیل ہیں مگر مفلس تھی دست سے پوچھیے جس نے پیسوں کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہیں وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہے گا کہ بادشاہ نے ہر گز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا۔ اب اُسے ہر چند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤں کیا چیز ہیں، اور وزیر کو ہزار گاؤں ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہیں، آخر اسی نے تو دیئے ہیں، وہ ہی تو معطی ہے نہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہو گئے۔ معاذ اللہ۔

جملہ اشیا کے علوم آسمانوں، زمینوں کے غیوب بحور علم الہی کا ایک قطرہ ہیں

جملہ اشیاء کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طبری سے ناقل ہیں ”أَنَّ مَعْلُومَاتِ اللَّهِ تَعَالَى لَا نِهَآيَةَ لَهَا وَغَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا يَدُونَهُ وَمَا يَكْتُمُونَهُ قَطْرَةٌ مِنْهَا“<sup>۱۱۱</sup> یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں یہ سب تو علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اتنا اللہ تعالیٰ نے کسی کو تعلیم فرمادیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی برابر ہو گیا۔ برابر کیا معنی یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر ان عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرمادے تو یہ اُس کے علم کا ایک قطرہ ہے اس کے علم کے سامنے قلیل ہے یا نہیں۔ لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہیں تفسیر مدارک التنزیل میں ہے ”أَنَّ حَيَّ بْنَ أخطَبَ قَالَ: فِي كِتَابِكُمْ ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا

國家圖書館藏  
 中華民國三十八年四月  
 國立中央圖書館  
 南京

[1]...عِنَايَةُ الْقَاضِي وَكِفَايَةُ الرَّاضِي (حَاشِيَةُ الشَّهَابِ عَلَى تَفْسِيرِ الْبَيْضَاوِيِّ)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت

الآية ﴿إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ [آيت 33]، الجزء 2،

الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے مدعائے باطل کا خون کرنے میں دریغ نہیں

[2].... روح البیان، پارہ 3، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیۃ ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ [آیت 18]، الجزء 1، صفحہ 403، دار الفکر، بیروت

ف۔ تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ انبیاء اور جملہ انبیاء کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سب کے علم بمقابلہ علم باری تعالیٰ کے قلیل ہونا۔





خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جن کو اب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اس کا فضل ہے اور تم پر اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

## تفسیر آیت ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ سے

### آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم ما کان وما یکون کا ثبوت

تفسیر حسینی میں ہے: ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ انچہ نبودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر و جمہور گفته اند کہ آن علم است بر بوبیت حق سبحانہ و جلال او و شناختن عبودیت نفس و قدر حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آن علم ما کان وما سیکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب اسری بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در خلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون پس دانستہ انچہ بود و انچہ خواہد بود۔<sup>[1]</sup> حاصل یہ کہ خفیات امور اور مکنونات ضمائر<sup>[2]</sup> جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ وہ

\*\*\*

۔۔۔ منافقوں کے احوال و مکر و فریب جو کچھ تم نہ جانتے تھے سب سکھا دیا (اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے) یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کا فضل عظیم تم پر ہمیشہ رہے گا۔

[1]....قرآن مجید مترجم (فارسی) مع تفسیر حسینی، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، تحت الآية ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ

تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ [آیت 113]، صفحہ 157، مطبع محمدی، بمبئی، ہند، طبع 1312ھ۔

ترجمہ: ﴿وَعَلَّمَكَ﴾ اور تعلیم کر دیا ﴿مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علمائے نے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا اور پہچاننا عبودیت نفس اور اس کے حال کا اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا یہ اس کا علم ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔

تفسیر قادری ترجمہ اردو تفسیر حسینی، پارہ 27، سورۃ الرحمن (55)، تحت الآية ﴿عَلَّمَكَ الْيَاقُ﴾ [آیت 4]، الجزء 1،

صفحہ 192 مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ، ہند، بار دوم 1347ھ/1928م

[2]....حاصل یہ کہ خفیات اور اور مکنونات ضمائر (م، ص 62)

ربوبیت و جلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان و ماسیکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے ماکان اور ماسیکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔

## آیت ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

### جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب

اس کے بعد جانب مخالف نے آیہ کریمہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾<sup>(۱)</sup> کہ جس سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری امتوں پر گواہ ہونا ثابت ہے اور مفسرین نے وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اس کی نسبت یہ لکھا ہے۔

قَوْلُهُ: اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہے جو زید کا اجتہاد ہے تو لازم آتا ہے کہ زید جس نے آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے۔

أَقُولُ: جانب مخالف کا یہ منشاء ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی پر دال ہو تو یہی لفظ ﴿لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ﴾ میں تمام امتیان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہاں بھی اگر تمام امتیوں کے وسعت علم پر دال ہو تو لازم آئے گا کہ سب عالم ماکان و ماسیکون ہوں۔

.....

[1].... القرآن الكريم، پارہ 2، سورة البقرة (2)، آیت 143

ترجمہ کنز الایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

جانب مخالف کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس زمانے والوں کا خود جانب مخالف کے نزدیک ناقابل اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجئے اور اس سے دریافت کر لیجئے کہ اس آیت میں وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دلالت ہے یا نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ اس میں محی السنہ امام بغوی رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ "قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ، فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ وَأَطْرَافِ الْحِطَّانِ، قَالَ: أَمَّا أَنَا لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا" [1] الحدیث خلاصہ یہ ہے کہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہونیوالی چیزیں سب ہی بیان کر دیں اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی یہاں تک کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیت شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیت شریفہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کی جائے جو آج تک آیت کی تفسیر سے غافل ہے۔ [2]

غرض کہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر و حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں جاننا چاہئے کہ صحت شہادت کے

[1].... معالم التنزیل (تفسیر بغوی) بارہ 2، سورة البقرة (2)، تحت الآية ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ [آیت 143]، الجزء 1، صفحہ 175، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى: 1420ھ

[2].... جو آیت کی تفسیر سے غافل ہے۔ (م، ص 64)



لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت انکا یقین کامل یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا ان شاء اللہ العزیز روز شہادت اُن اُمتوں پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گی چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے۔ ”ولہذا جوں امر دیگر در مقام رد شہادت ایشان خواهند گفت کہ شما از چہ دو شہادت مید مید حال آنکہ در وقت مابینودید و حاضر واقعہ نشدید ایشان جواب خواهند گفت کہ ما را خبر خدا بواسطت پیغمبر خود رسید و نزد ما در افادہ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بہ مشہود علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود“ [1] تعجب ہے کہ جانب مخالف نے آنحضرت سر ایا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت کا لفظ جب اُمت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب اُمت کی صفت پایا فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تعلیم الہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ [2] یہ شہادت خود ہی

﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

[1].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 2، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیۃ ﴿لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

[آیت 142]، صفحہ 517، مطبع محتبائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

(دونوں نسخوں میں ”و حاضر واقعہ نشدید ایشان“ تھا، ہم نے تصحیح کر دی ہے۔)

ترجمہ: اسی لئے جب ان کی گواہی کے رد میں امتیں کہیں گی کہ تم کس طرح گواہی دیتے ہو حالانکہ تم ہمارے وقت میں نہیں تھے اور واقعہ کے وقت تم حاضر نہ تھے۔ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی خبر پہنچی اور ہمارے نزدیک یقین کا فائدہ دینے کے لئے یہ خبر دیکھنے اور حاضر ہونے سے کہیں بہتر ہے اور گواہی میں مشہود علیہ کے متعلق یقینی علم چاہیے جس طرح بھی حاصل ہو جائے۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ 2، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیۃ ﴿لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

[آیت 142]، جلد دوم، صفحہ 403، نورہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)

[2]... القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ الانبیاء (2)، آیت 143

کافی جو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہیں ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمائیے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضروری نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت وغیرہ الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں اور ان کی بھی کوئی تخصیص نہیں بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ کریمہ ﴿وَمَكْرُوًا مَّكَرَ اللَّهِ﴾<sup>[1]</sup> میں ایک ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ میں لفظ ظلم وارد ہے فرمایا ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾<sup>[2]</sup> و قوله تعالى ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا﴾<sup>[3]</sup> ان دونوں مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اولیٰ ہے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں ”مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ این ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولیٰ“<sup>[4]</sup>

دوسری آیت: ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾<sup>[5]</sup> میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہیں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر میں آیہ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ کی نسبت فرماتے ہیں ”در آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است“<sup>[6]</sup>

﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾

[1].... القرآن الکریم، پارہ 3، سورۃ آل عمران (3)، آیت 54 (دونوں نسخوں میں فقط کریمہ ”مَکَرُ اللَّهُ“ درج تھا)

[2].... القرآن الکریم، پارہ 17، سورۃ الانبیاء (21)، آیت 87

[3].... القرآن الکریم، پارہ 8، سورۃ الاعراف (7)، آیت 23

[4].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیۃ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾

[آیت 124]، صفحہ 447، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

ترجمہ: جمہور اہل تفسیر کے ذوق کے مطابق جس ظلم کو ان دونوں بزرگوں نے اپنی طرف منسوب کیا ہے حقیقی ظلم نہ تھا بلکہ ترک اولیٰ ہے۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ 1، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیۃ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ [آیت 124]،

جلد دوم، صفحہ 281، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)

[5].... القرآن الکریم، پارہ 1، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 124

[6].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرۃ (2)، تحت الآیۃ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ ---

غرض کہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہاں امت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾<sup>[1]</sup> میں بمعنی علیم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے گا (معاذ اللہ العلیم) پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ امت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ اور معنی میں ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہوا جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جن کو جانب مخالف معتبر اور بزرگ سمجھتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”بلکہ میتواں گفت کہ شہادت درینجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگهبانی است تا از جادہ حق بیرون نہ رود چنانچہ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ و چون این نگهبانی و اطلاع طریق تحمل شہادت است و تحمل شہادت برائے ادائے شہادت میباشد و در احادیث این شہادت را بگواہی روز قیامت تفسیر فرمودہ اند بَيَانًا لِخَاصِلِ الْمَعْنٰی لَا تَفْسِيْرَ اللَّفْظِ“<sup>[2]</sup>

\*\*\*

--- [آیت 124]، صفحہ 447، مطبع محتبائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

ترجمہ: اور آیت ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ﴾ میں حقیقی ظلم مراد ہے۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ﴾ [آیت 124]،

جلد دوم، صفحہ 281، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)

[1]... القرآن الکریم، پارہ 28، سورۃ المجادلہ (58)، آیت 6

[2]... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

[آیت 143]، صفحہ 522، مطبع محتبائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ

ترجمہ: بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں شہادت گواہی کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ اطلاع اور نگہبانی کے معنوں میں

ہے۔ تاکہ راہ حق سے باہر نہ نکلیں جیسا کہ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [المجادلہ، آیت 6] میں اور

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقولہ ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ

كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [المائدہ، آیت 117] میں ہے۔ اور۔۔۔



پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ شہادت جو امت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اوپر تفسیر سے نقل کیا گیا ہے اور اس موقع پر کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ ﴿وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ اور ﴿كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ میں کلام اللہ میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہے نہ الفاظ کی تفسیر بس زید کا مدعا بخوبی ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفسرین نے آیہ شریفہ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾<sup>[1]</sup> سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کے لئے ارشاد ہوا ہے اس سے تمام امت مراد ہے پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کر لیں کہ لفظ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت نہ ہو سکے گا اس لئے کہ تمام امت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کر سکے کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہاں امت سے مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہیں وہ حضور رب العالمین میں شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُمْ<sup>[2]</sup> وَاَحْشُرْنَا مَعَهُمْ۔ چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں ”وَرَدَّ اَيْنِجَا تَفْسِيْرَ اِسْتِ بَغَايْتِ دِلْجَسَبِ كِهْ اَزْ بَعْضِ قَدَمَائِ مَفْسِرِيْنِ

\*\*\*

--- جب یہ نگہبانی اور اطلاع تحمل شہادت کا راستہ ہے اور تحمل شہادت ادائے شہادت کے لئے ہوتی ہے۔ تو احادیث میں اس شہادت کی جو قیامت کے دن گواہی کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے حاصل معنی کو بیان کرنے کے لئے ہے نہ کہ لفظ کی تفسیر کے لئے۔

(جواہر عزیزی، جلد دوم، صفحہ 412، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)

[1]... القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 143

[2]... اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُمْ (م، ص 66)

منقول شدہ واز اکثر اشکالات مذکورہ نجات میدہد حاصلش آنکہ در ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا﴾ مخاطب کسانی اند کہ نماز بسوئے قبلتین<sup>[1]</sup> گذارده اند یعنی مهاجرین اولین وانصار سا بقین کہ علودرجه آنها در ایمان معروف و مشہور است۔<sup>[2]</sup> اور اس سے کچھ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں ”لیکن اگر در اینجا تمام امت را از اول تا آخر اعتبار کنیم قائدہ تکلیف برہم میگرد و زیر ا کہ بعد انقضائے<sup>[1]</sup> تمام امت هیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بروی حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد اہل ہر زمانہ اند و چون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشند عالم و جاہل و صالح و فاسق ہمہ در آنها موجود می شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشان بہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت خیار و عدول نبا شد و در میان ایشان وامر دیگر فرقہ نماند و این شرفی است عظیم کہ این امت را بہ ہیئت اجتماعیہ حکم پیغمبر داده اند چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است همچنان حکم این امت با اجتماع معصوم از خطا واجب القبول۔<sup>[3]</sup> اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہو

بعد از الفضائے (م، ص 66، 67)

[1].... قبلتین۔۔۔ بعد از الفضائے (م، ص 66، 67)

[2].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿وَوَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾

[آیت 143]،، صفحہ 522، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ۔

ترجمہ: اور یہاں ایک نہایت ہی دلچسپ تفسیر ہے جو کہ بعض قدیم مفسرین سے منقول ہے اور یہاں مذکور اکثر اعتراضات سے نجات دیتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا﴾ میں خاص مخاطب وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز گزاری ہے یعنی پہلے مهاجرین اور پہلے انصاری جن کا ایمان میں مرتبہ بلند معروف و مشہور ہے۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿وَوَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾

[آیت 143]، جلد دوم، صفحہ 410، نوربہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول 1429ھ، جون 2008ء)

[3].... تفسیر فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پارہ 1، سورۃ البقرہ (2)، تحت الآیہ ﴿وَوَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾

[آیت 143]،، صفحہ 522، 523، مطبع مجتہائی، دہلی، طبع جمادی الثانی 1311ھ۔

ترجمہ: لیکن اگر یہاں ہم تمام امت سے مراد اول سے آخر تک لیں تو تکلیف کا قاعدہ دگرگوں ہو جاتا ہے۔۔۔

گیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امت مراد ہیں پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ، جلد ۷، ص ۲۲۸ میں ہے "قال فی لطائف المنن: اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ، بدلیل خبر "اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله" لا يستغرب، وهو معنی "كُنْتُ بَصْرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ"، فمن كان الحق بصره أطلعه علی غیب اللہ، فلا يستغرب" [۱] واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جس کی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے۔

## غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے

### اور میں علم الہی کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر

\*\*\*

۔۔۔ اس لئے کہ تمام امت کے گزر جانے کے بعد کوئی شخص باقی نہ رہے گا جس پر ان کا قول حجت ہو سکے تو معلوم ہوا کہ مراد ہر زمانہ کے لوگ ہیں اور چونکہ ہر زمانہ کے لوگ مخلوط ہوتے ہیں ان میں عالم و جاہل، صالح و فاسق سب موجود ہوتے ہیں اس لئے عقلی قرائن سے معلوم ہوا کہ اعتبار علماء مجتہدین دینداروں کے کہے ہوئے کا ہے نہ کہ ان کے غیر کا بہر حال ان کا غلطی پر اجماع ممکن نہیں ہے ورنہ یہ امت بہترین اور عاقل نہ ہوگی اور ان میں اور دوسری امتوں میں کوئی فرق نہ رہے گا اور یہ ایک بہت بڑا شرف ہے کہ اس امت کو اجماعی صورتوں میں رسول علیہ السلام کے حکم کی طرح قرار دیا گیا ہے جس طرح رسول علیہ السلام کا حکم غلطی سے معصوم واجب القبول ہے اسی طرح اس امت کا اجماع غلطی سے معصوم اور واجب القبول ہے۔

(جواہر عزیزی اردو ترجمہ تفسیر عزیزی، پارہ ۱، سورۃ البقرہ (۲)، تحت الآیہ ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ [آیت ۱۴۳]، جلد دوم، صفحہ ۴۱۳، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت: جمادی الاول ۱۴۲۹ھ، جون ۲۰۰۸ء)

— جیسا کہ پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسے ہی امت کے اجماع کا حکم واجب القبول ہے۔

[۱].... شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن فی طہ صلی اللہ علیہ وسلم لذوی الأمراض والعاهات وتعبیرہ الرؤیا وإنبائه بالأنباء المغیبات، الفصل الثالث فی إنبائه صلی اللہ علیہ وسلم بالأنباء المغیبات، الجزء ۱۰، صفحہ ۱۱۲، دار الکتب العلمیہ، الطبعة: الأولى ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶م

ترجمہ: لطائف المنن میں فرمایا کہ "اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله" (مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔) کی دلیل کے پیش نظر بندے کا اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور کے۔۔۔



جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں ”قال رضى الله عنه يا ابطال يا اطفال هلموا وخذوا عن البحر الذى لا ساحل له وعزة ربي ان السعداء والاشقياء ليعرضون على وان بوبوءة عيني فى اللوح المحفوظ انا الغائص فى بحار علم الله“<sup>[1]</sup> اب بمنہ تعالیٰ وکرمہ اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ سعداء اور اشیاء اولیا پر پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں۔

### اولیاء کے سامنے زمین الے ہے جسے ناخن

مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں ”حضرت عزیزان۔ علیہ الرحمة والرضوان۔ می گفته اند کہ: زمین در نظرایں طایفہ چوں سفرہ ای ست و مامی گویم چوں روئے ناخن است هیچ چیز از نظر ایشان غایب نیست“<sup>[2]</sup> یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ امام انام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ اکبر میں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں حارث بن مالک اور حارث بن نعمان

--- ذریعہ غیوب خداوندی میں سے کسی غیب پر مطلع ہو جانا کچھ عجب نہیں، اور حدیث قدسی ”کُنْتُ بَصْرَةَ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ“ (میں اپنے بندے کی بینائی ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔) کا بھی یہی معنی ہے پس حق تعالیٰ خود جس کی بینائی ہو اسے اپنے غیب پر مطلع فرمادے تو کچھ بعید نہیں۔

[1].... زبدة الاسرار، صفحہ 66، مطبع بکسلنگ کمپنی

ترجمہ: حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: اے جوانو! اے نونہالو! آؤ اور اس سمندر سے اکتساب فیض کرو جس کا کوئی ساحل نہیں، میرے رب کی عزت کی قسم سعداء و اشیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے اور میں علم خداوندی کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں۔

[2].... نفحات الانس فی حضرات القدس، 446 خواجہ بہاؤ الدین نقشبند۔ قدس اللہ روحہ، صفحہ 392، 393، مؤسسہ اطلاعات، تہران، چاپ سوم 1375ھ

انصاری سے اور طبرانی<sup>[1]</sup> اور ابو نعیم نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے "قال مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: کیف أصبحت یا حارث؟ قال أصبحت مؤمنا حقا، فقال انظر ما تقول! فإن لكل شیء حقيقة فما حقيقة إيمانك؟ قلت قد عزفت نفسي عن الدنيا و أسهرت لذلك لیلی وأظمأت نهاری و كأنی أنظر إلى عرش ربی بارزا و كأنی أنظر إلى أهل الجنة يتزاورون فیها و كأنی أنظر إلى أهل النار يتضاغون و فی رواية يتعاودون فیها فقال یا حارث عرفت فالزم قالها ثلاثا و فی رواية ابن عساکر قال علیہ السلام و أنت امرء نور الله قلبه عرفت فالزم"<sup>[2]</sup>

[1].... مطبوعہ نسخوں میں "طبری" تھا جو غالباً کاتب کی غلطی ہے کیونکہ یہ حدیث ابن جریر طبری کی کسی کتاب کی بجائے امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں مذکور ہے۔

[2].... الفقه الاکبر (امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ اکبر کے دستیاب نسخوں میں یہ روایت مذکور نہیں۔)

جامع الکبیر فی ضمن جامع الاحادیث (وهو يشتمل على جمع الجوامع للسيوطی والجامع الأزهر و كنوز الحقائق للمناوی، والفتح الکبیر للنبهانی)، قسم الافعال، حرف الفاء، مسند الحارث بن مالک الأنصاری، رقم الحديث 37212، الجزء 34، صفحه 222، المكتبة الشاملة

☆ المرجع السابق، حرف الهمزة، مسند، أنس بن مالك خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث 35695، الجزء 32، صفحه 492، المكتبة الشاملة [وفيه: "قال لحارثة بن النعمان: كيف أصبحت"]

☆ معرفة الصحابة لأبي نعیم، باب الحاء، من اسمه الحارث، الحارث بن مالك الانصاری وقيل حارثة، روى عنه زيد بن اسلم وجماعة، رقم الحديث 2069، الجزء 2، صفحه 777، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة الأولى: 1419 هـ / 1998 م

☆ المعجم الکبیر للطبرانی، کتاب، باب الحاء، الحارث بن مالك الانصاری، رقم الحديث 3367، الجزء 3، صفحه 266، مكتبة ابن تيمية - القاهرة الطبعة: الثانية

☆ تاريخ مدينة دمشق لابن عساکر، حرف العين، عتبة بن العباس بن الوليد بن عتبة أبو الوليد، رقم الحديث 7654، الجزء 38، صفحه 274، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر 1415 هـ 1995 م [وفيه: "وإلى

أهل النار يتعاودون قال فقال له النبي (صلى الله عليه وسلم) أنت امرء نور الله قلبه عرفت فالزم"]

ترجمہ: حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا: اے حارث! تو نے کس حال میں صبح کی؟ عرض کی: اس حال میں صبح کی کہ مومن برحق ہوں، فرمایا: ذرا اپنی بات پہ غور کر لو، ہر شے کی کوئی حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا، دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور جنتیوں کو جنت میں۔۔۔

اسی قصہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے مثنوی معنوی میں نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر میں نقل کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا

گفت پیغمبر صبا ح زید را  
کیف اصبحت اے رفیق باصفا  
گفت عبدامونا بازو ش گفت  
گو نشان از باغ ایمان گر ش گفت  
گفت تشنه بودہ ام من روزها  
شب نخفتم من ز عشق و سوزها  
تا دروز و شب جدا گشتم چنان  
کہ زا سپر بگذرد نوک سنان  
کہ ازاں سو جملہ ملت یکبست  
صد ہزاراں سال و یکساعت یکبست  
ہست ازل را وابد را اتحاد  
عقل را نیست الا افتقاد  
ہست جنت ہفت دوزخ پیش من  
ہست پیدا ہمچوبت پیش شمن  
یک بیک وامی شناسم خلق را  
ہمچو گندم من ز جو در آسیا  
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست  
پیش من پیدا چو مور و ماہی است

۔۔ ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور اہل دوزخ کو دوزخ میں بللاتے دیکھتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخیوں کا دوزخ میں ایک دوسرے کے پاس جانا دیکھتا ہوں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: اے حارث! تو نے معرفت پالی اب اسے لازم کر لے۔ اور ابن عسا کر کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو وہ شخص ہے کہ جس کا دل اللہ نے روشن و منور فرما دیا ہے، تو نے معرفت پالی ہے اب اسے لازم کر لے۔



من بگویم یا فرو بندم نفس

لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس<sup>[1]</sup>

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی عنایت الہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تم نے کس حال میں صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال میں کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقتہ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا۔ دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں۔

### اولیاء کا علم

اور یہی مولانا نے روم رحمۃ اللہ علیہ اسی مثنوی میں فرماتے ہیں ۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

ازجہ محفوظ است محفوظ از خطا<sup>[1]</sup>

.....

[1].... مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول، پرسیدن پیغمبر علیہ السلام مرزیدا کہ امروز چونی وچوں برخاستی....، صفحہ 89، النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی۔ لاہور، ملقطاً [2500 تا 2527]

ترجمہ: ایک صبح پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے مخلص رفیق! تم نے صبح کس حالت میں کی؟ انہوں نے عرض کی: اس حال میں کہ میں بندہ مومن ہوں، تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر باغ ایمان کھلا ہوا تو اس کی کوئی نشانی بیان کرو، انہوں نے عرض کی: میں دنوں میں پیاسا رہا ہوں اور عشق و سوز کی وجہ سے راتوں کو نہیں سویا، یہاں تک کہ میں روز و شب سے اس طرح سے گذر گیا کہ جس طرح نیزہ کی نوک ڈھال سے گذر جاتی ہے، کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہی ہیں، لاکھوں سال اور ایک ساعت یکساں ہے، وہاں ازل اور ابد میں اتحاد ہے، اور وہاں عقل کے لئے کم ہونے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، جس طرح بت پرست کے سامنے صنم ہوتا ہے یونہی آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے پیش ہیں، میں مخلوق کو یک بیک اور جدا جدا یوں پہچانتا ہوں جس طرح چکی میں جو اور گندم کی شناخت کرتا ہوں، کہ ان میں سے کون بہشتی ہے اور کون جنت سے بیگانہ ہے؟ مرے سامنے وہ یوں پیش ہیں جس طرح مور اور مچھلی ہوتے ہیں، (یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم) میں ان کے بارے میں عرض کروں یا سانس روک لوں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے لئے اپنے لب مبارک کو دبایا کہ بس (اتنا ہی کافی ہے)

[2].... مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، زادن ابوالحسن خرقانی بعد از وفات....، صفحہ 46، النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور ترجمہ: لوح محفوظ اولیاء کے سامنے ہے اور وہ کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے۔

اور امام شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں ”وَأَمَّا شَيْخُنَا أَلْسِيدُ عَلَى الْخَوَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَسَمِعْتَهُ يَقُولُ لَا يَكْمُلُ الرَّجُلُ عِنْدَنَا حَتَّى يَعْلَمَ حَرَكَاتَ مَرِيدَةٍ فِي انْتِقَالِهِ فِي الْأَصْلَابِ وَهُوَ نَظْفَةٌ مِنْ يَوْمِ السَّبْتِ بِرَبِّكُمْ إِلَى اسْتِقْرَارِهِ فِي الْجَنَّةِ أَوْ فِي النَّارِ“<sup>[1]</sup> یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں یعنی جب تک یہ نہ معلوم کر لے کہ یوم السبت سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہاں تک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كَخَزْذَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ<sup>[2]</sup>

جب اللہ کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر جانب مخالف کا قول<sup>[3]</sup> تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونوں جگہ ایک ہی معنی لئے جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ جب کبرائے امت گواہ ٹھہرے اور ان کو یہ اطلاع غیب بے طائے عالم حقیقی میسر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کے لئے بھی مثبت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہے اب جانب مخالف کو ذرا چون و چرا کا موقع نہیں تسلیم کریں یا خاموش رہیں۔

### آیت ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ﴾ کی بحث

اس کے بعد جانب مخالف نے آیت کریمہ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ﴾<sup>[4]</sup> کی

﴿﴾

[1].... الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الاولى:

1431ھ/2010م

[2].... قصیدہ غوثیہ (قصیدہ حمیریہ)، بیت 25

ترجمہ: میں تمام بلاد اللہ کو برابر رائی کے دانے کی طرح دیکھتا ہوں۔

[3]... یعنی یہ قول کہ ”اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہے تو امت کے علم کو بھی ثابت

کرتا ہے۔ ۱۲

إليه ويخبره ببعض المغيبات“ ۱۱ نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ ﴿تَبَيَّنَّا لَكُلِّ شَيْءٍ﴾ تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی۔ پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا، ایک۔

دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ ہے یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی ماعد ا جانتے ہیں اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو بحکم ”الْغَرِيقُ يَتَشَبَّهُ بِالْحَشِيشِ“ تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہیں ۔

کچھ ایسی سمائی ہے آنکھوں میں ان کی جدھر دیکھتے ہیں نفی ہی نفی ہے

ع آنچه پیدامی شود از دور پندار و تقي است<sup>[2]</sup>

علاوہ بریں جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہیں تو جس کو حق تعالیٰ جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ میں آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہیں ۔

## هنوز طفلی واز نوش و نیش بیخبری

ز علم غیر چه از جهل خویش بیخبری [3]

[1].... أنوار التنزيل وأسرار التأويل (تفسير البضاوى)، باره 4، سورة آل عمران (3)، تحت الآية ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مِنْ رُسُلِهِ﴾ [آيت 179]، الجزء 2، صفحہ 51، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى 1418ھ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی فرمائی اور بعض مغیبات کی خبر دی۔

[2].... ترجمہ: جو وجود میں آچکا ہے اسے دور خیال کرتے ہیں اور اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہے ہی نہیں۔ (محمد ثر رضا الدینی)

[3].... ترجمہ: بچے کو تو ابھی شہد اور ڈنگ کی خبر ہی نہیں اس سے کسی کے بارے میں کیا پوچھنا جو خود سے بے خبر ہو۔ (محمد



طرف توجہ فرمائی ہے اور اس میں اختلاف قراء اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہے یہ ہم کو قطعاً مضر نہیں نہ اس سے ان کا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہے اس لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لیں تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھ کو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی ان پر نہیں لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہہ دینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہے اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾<sup>[1]</sup> یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اس کے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیت کے متعلق جانب مخالف نے کیوں بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف ثابت نہ کر سکے البتہ اپنے خلاف مدعا کی تائید کی ہم ان کی اس عنایت کے ممنون ہیں۔

## آیت ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ﴾ الْآیَةِ کی بحث

ایسے ہی جانب مخالف نے آیہ شریفہ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾<sup>[2]</sup> کے متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے ان کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہہ دینا کہ ”فیو حی

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ﴾ الْآیَةِ کی بحث

[4].... القرآن الکریم، پارہ 30، سورة التکویر (81)، آیت 24

[1].... القرآن الکریم، پارہ 14، سورة النحل (16)، آیت 89

[2].... القرآن الکریم، پارہ 4، سورة آل عمران (3)، آیت 179

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

ہنوز جناب کو یہ خبر نہیں کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہیں کیوں کہ جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہیں کہ مفسرین کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ بہ نسبت علم الہی کے لکھتے ہیں اور بے شک تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب جناب باری عز اسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابلہ میں قلیل، چنانچہ ارشاد ہوا۔ ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾<sup>[1]</sup> چونکہ ابتداء رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں اسلئے یہاں چھوڑتا ہوں۔

یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسوں دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں ”وَكَذَا صَارَ عِلْمُهُ مَحِيطًا بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ الْغَيْبِيَةِ الْمَلَكُوتِيَّةِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ اخْتِصَامِ الْمَلَائِكَةِ“<sup>[2]</sup> اس عبارت سے مصرح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔ پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ آپ سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیت ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ الایہ کے شان نزول میں محی السنہ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کی صوتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے

﴿...﴾

[1].... القرآن الکریم، پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل (17)، آیت 85

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

[2].... روح البیان، پارہ 27، سورۃ النجم (53)، تحت الایہ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ [آیت 18]، الجزء

9، صفحہ 232، دار الفکر - بیروت

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث اختصام ملائکہ

میں وارد ہوا ہے۔

ف۔ صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔

ف۔ حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کا فر کی اطلاع ہے۔

لگے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا کئے جائیں گے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے فرمانے لگے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کی کوئی شے ایسی نہیں جس کو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں اب سے قیامت تک کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ پس عبد اللہ بن خدا فہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا خدا فہ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے۔ آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تفسیر معاف فرمائیے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے <sup>[1]</sup> وَقَالَ السُّدِّيُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي فِي صُورِهَا فِي الطِّينِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ، وَأُعِلِّمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ وَمَنْ يَكْفُرُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُنَافِقِينَ، فَقَالُوا اسْتِهْزَاءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ مِمَّنْ يُخْلَقُ بَعْدُ، وَنَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: حُذَافَةُ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا فَأَعْفُ عَنَّا عَفَا اللَّهُ عَنْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهَوْنَ؟ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ <sup>[2]</sup> ف

فَ— حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ سے فرمانا کہ اب سے قیامت تک کا ہم سے سوال کرلو۔

[1].... یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۳۳۶ میں بھی موجود ہے۔ ۱۲۔

[2].... معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى...﴾



## آیت ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ﴾ پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیت شریفہ ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ﴾<sup>[۱]</sup> نقل کر کے آنحضرت سرایا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے<sup>[۲]</sup> اور یہ محض ان کا خیال ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے یہاں جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی تفسیر خازن میں ہے ”إِنَّمَا نَفَى عَنْ نَفْسِهِ الشَّرِيفَةَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَوَاضَعًا لِلَّهِ تَعَالَى وَإِعْتِرَافًا لَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ“<sup>[۳]</sup> تفسیر

العربی - بیروت - الطبعة: الأولى، 1420ھ

--- الغیب وَلَکِنَّ اللَّهَ یَحْتَبِی مِنْ رُسُلِهِ مَنْ یَشَاءُ ﴿[آیت 179]، الجزء 1، صفحہ 545، دار احیاء التراث العربی - بیروت - الطبعة: الأولى، 1420ھ

لیاب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، تحت الآیۃ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لَیُطْلِعَکُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلَکِنَّ اللَّهَ یَحْتَبِی مِنْ رُسُلِهِ مَنْ یَشَاءُ﴾ [آیت 179]، الجزء 1، صفحہ 324، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، الطبعة: الأولى 1415ھ [وفیہما: مِمَّنْ لَّمْ یُخْلَقْ بَعْدَ]

ترجمہ: اور سدی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ پر مٹی میں میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور مجھے معلوم ہو گیا کہ کون ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔“ یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ گمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے وہ ان کے بارے میں بھی جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے، تمہارے اور قیامت کے درمیان کوئی ایسی شے نہیں جو تم مجھ سے پوچھو اور میں تمہیں بتا نہ سکوں۔ اس پر عبد اللہ بن خدافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: خدافہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین، قرآن کے امام، اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے ہماری تقصیر سے درگزر کیجئے۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم لوگ باز آئے؟ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

ف۔ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قیامت تک کے علوم کا دعویٰ، اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا۔

[1].... القرآن الکریم، پارہ 7، سورۃ الانعام (6)، آیت 50

[2].... مجموعۃ الفتاویٰ مطبوعہ لاہور اور رسالہ غیبیہ اور تقویہ اور دیگر رسائل مخالفین میں بھی یہی شبہ پیش کیا گیا ہے، یہاں

اس کا جواب کافی دیا گیا سب حضرات بغور ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔

[3].... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 7، سورۃ الانعام (6)، تحت الآیۃ ﴿قُلْ لَا أَقُولُ...﴾

عراس البیان میں ہے ﴿وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ وَتَوَاضَعَ حِينَ أَقَامَ نَفْسَهُ مَقَامَ الْإِنْسَانِيَّةِ بَعْدَ أَنْ كَانَ أَشْرَفَ عَنْ خَلْقِ اللَّهِ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرَى وَأَظْهَرَ مِنَ الْكَرُوبَيْنِ وَالرُّوحَانِيَيْنِ خُضُوعًا لِجَبَرُوتِهِ وَخُشُوعًا فِي أَبْوَابِ مَلَكُوتِهِ<sup>[1]</sup> ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع کے ہے۔ اس سے استدلال کرنا اور اس کو حجت و سند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب و غریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے پیچ میرزا اور پیچ مداں اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے لا یعقل [بے عقل] نہیں تو کون ہے؟ تفاسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعاً نفی فرمائی اس کو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومانگی ہے۔ علاوہ بریں آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول و دعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے ”وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ عَطْفٌ عَلَى مَحَلِّ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ أَيْ وَلَا أَدْعِي أَيْضاً أَنِّي أَعْلَمُ الْغَيْبَ الْخ (کذا فی روح البیان)“<sup>[2]</sup>

\*\*\*

--- لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ ﴿آیت 50﴾، الجزء 2، صفحہ 114، دار الکتب العلمیہ - بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتے اور اپنی بندگی کا اعتراف کرتے ہوئے خود سے ان چیزوں کے علم کی نفی فرمائی ہے۔

[1].... تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، بارہ 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ [آیت 50]، الجزء 1، صفحہ 359، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى: 1429ھ/2008م

ترجمہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”میں غیب کا علم نہیں رکھتا“ عاجزی و انکساری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش اعظم سے ثری تک سب خلق خدا سے بڑھ کر شرف والے اور سب کروہین و روحانیین (فرشتوں) سے زیادہ غلبہ والے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت و سلطنت اور وسیع مملکت کے سامنے تواضعاً خود کو (صرف) انسانیت کے مقام پہ قائم فرما رہے ہیں۔

[2].... إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم (تفسير أبي السعود)، بارہ 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ﴾ [آیت 50]، الجزء 3، صفحہ 136، دار إحياء التراث العربی، بیروت

ان تفاسیر سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور نے دعوے کی نفی فرمائی ہے دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے میں دعوے نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں۔ اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں بلکہ مطلقاً دعوے کی بھی نفی نہیں ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے، خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن میں ہے ”یعنی قل یا محمد لهؤلاء المشركين لا أقول لكم“<sup>[1]</sup> ”تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کفار و مشرکین سے کہ میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع [یہ کفار و مشرکین] نا اہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نا اہلوں میں سے سمجھتے ہیں؟) علامہ نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر غائب القرآن میں فرماتے ہیں ”﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ﴾ لم يقل ليس عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ لِيَعْلَمَ أَنَّ خَزَائِنَ اللَّهِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ وَمَاهِيَاتِهَا عِنْدَهُ وَلَكِنَّهُ يَكَلِّمُ النَّاسَ عَلَى قَدَرِ عَقُولِهِمْ ﴿وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ أَي لَا أَقُولُ لَكُمْ هَذَا مَعَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“<sup>[2]</sup> یعنی اللہ تعالیٰ

☆ روح البیان، پارہ 7، سورۃ الانعام (6)، تحت الآیۃ ﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ﴾ [آیت 50]،

الجزء 3، صفحہ 33، دار الفکر، بیروت [ولا أعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ولا مزیدہ مذکرۃ للنفی ای ولا ادعی ایضاً انی اعلم الغیب]

ترجمہ: ﴿لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ کا عطف ﴿عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ﴾ کے محل پر ہے یعنی (معنی یہ ہوگا کہ) میں اس بات کا بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔

[1]... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 7، سورۃ الانعام (6)، تحت الآیۃ ﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ﴾ [آیت 50]، الجزء 2، صفحہ 113، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ۔

ترجمہ: یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان مشرکین سے فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں۔

[2].... غرائب القرآن و رغائب الفرقان (تفسیر نيسابوری)، پارہ 7، سورۃ الانعام (6)، تحت الآیۃ ﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ﴾ [آیت 50]، الجزء 3، صفحہ 83، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1416ھ [والعبارة فيه: ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ﴾ لم يقل ليس عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ لِيَعْلَمَ أَنَّ خَزَائِنَ اللَّهِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ وَمَاهِيَاتِهَا عِنْدَهُ بِإِرَاءَةِ سُرِّيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ وَبِاسْتِحَابَةِ دَعَائِهِ فِي قَوْلِهِ أَرْنَا الْأَشْيَاءَ كَمَا هِيَ وَلَكِنَّهُ يَكَلِّمُ النَّاسَ عَلَى قَدَرِ عَقُولِهِمْ. وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ أَي لَا أَقُولُ لَكُمْ هَذَا مَعَ أَنَّهُ كَانَ يَخْبِرُهُمْ عَمَّا مَضَى وَعَمَّا سَيَكُونُ بِإِعْلَامِ الْحَقِّ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ نَظَرْتُ خَلْفِي نَظْرَةً عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ۔]





### لطیفہ: ماکان اور ماسیکون کی بحث

رہا اس موقع پر جناب کا ”کان“ کے معنی میں جدت طبع کو صرف فرمانا اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگزر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب تسلیم کر لیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾<sup>[1]</sup> میں کیونکر لفظ کان زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے اور آیہ کریمہ ﴿كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾<sup>[2]</sup> میں اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب ”کان“ سے زمانہ گذشتہ مراد لیا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ ثابت ہو سکے۔<sup>[3]</sup> اس لئے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کر لو تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے شخص سے دریافت کریں جو اپنے ہنڈولے میں بچہ ہے یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں اور آیہ شریفہ ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾<sup>[4]</sup> میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے ”کان“ زمانہ ماضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہو جائیں گے بلکہ بعض مواضع میں ”کان“ کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے ((كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ))<sup>[5]</sup>

﴿1﴾... القرآن الکریم، پارہ 29، سورۃ الدھر (76)، آیت 7

ترجمہ کنز الایمان: اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

﴿2﴾... القرآن الکریم، پارہ 16، سورۃ مریم (19)، آیت 29

ترجمہ کنز الایمان: اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

﴿3﴾... تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت ہو سکے۔ (م ص 75)

﴿4﴾... القرآن الکریم، پارہ 22، سورۃ الاحزاب (33)، آیت 40

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

﴿5﴾... کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، حرف العین، کتاب العظمت من قسم الاقوال، رقم الحدیث۔۔۔۔

اب اس فقیر کا التماس ہے کہ مؤلف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق توبہ کریں کہ انہوں نے اعتراض کرنے کے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الہی کا انکار لازم آتا ہے۔ — ایسی دقتیں جب ہی پیش آتی ہیں جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طبائی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ((اَفْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا))<sup>[1]</sup>

ثانیاً یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام واستمرار کے معنی میں آتا ہے چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۷ میں فرماتے ہیں ”در لفظ کان محدثان را سخن است مقرر و مشہور در میان جمہور آنست کہ افادۂ دوام واستمرار میکند“<sup>[2]</sup> — پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر ”کان“ کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ حضرت محض ایجاد سے کام نہ

-----

---29850، الجزء 10، صفحہ 370، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1401ھ/1981م  
الصحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى (وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) برقم الحديث 3191، صفحہ 783، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1425، 1426ھ/2005م [بلفظ: كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ]  
ترجمہ: بس ایک خدا کی ذات تھی اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا۔

ف۔ لفظ کان کو زمانی کہنے سے جانب مخالف کو کیا کیا دقتیں پیش آئیں گی۔

[1].... الصحيح البخاري، كتاب العلم، باب كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ برقم الحديث 100، صفحہ 46، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1425، 1426ھ/2005م

الصحيح المسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم و قبضه و ظهور الحهل والفتن في آخر الزمان، الرقم المسلسل 6691، صفحہ 1314، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424ھ/2004م  
ترجمہ: بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

[2].... اشعة اللمعات، كتاب العلم، الفصل الاول، تحت حديث انس ((كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثاً))، الجزء 1، صفحہ 155، كتب خانہ مجیدیہ، ملتان

ترجمہ: اور کان کے لفظ میں محدثین نے گفتگو کی ہے جمہور کے نزدیک مقرر و مشہور یہ ہے کہ یہ لفظ دوام واستمرار کا

فائدہ دیتا ہے۔

(شرح مشکوٰۃ ترجمہ اشعۃ اللمعات، جلد 1، صفحہ 490، فرید بک سنال، لاہور، الطبع الثانی: صفر 1424ھ/اپریل 2003ء)

ف۔ محدثین کے نزدیک کان مفید دوام واستمرار ہے۔



لیجئے کہ دین کے مسائل میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے مصرح ہے۔

## ”سیکون“ کے قرب بردالت کرنے کی بحث

رہا جانب مخالف کا ”سیکون“ کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یوں کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اس پر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کس طرح اپنے معنی بتاتا ہے بر تقدیر استقبال قریب<sup>[1]</sup> مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب۔ اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے۔ یا کیا؟ پہلے قرب اور بعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تا کہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپ نے کبھی سنا ہو کہ رب العزۃ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ اَنْشَقَّ الْقَمَرُ﴾<sup>[1]</sup> قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند، اور فرمایا ﴿يُرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّ نَرِيْهِ قَرِيْبًا﴾<sup>[2]</sup> کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾<sup>[3]</sup> قریب آیا ان کے لئے ان کا حساب اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں دیکھئے رب العزت ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہے اور زید کا دعویٰ اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا تمام ماکان و مایکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب سے اس کے دعوے میں کیا بعد پیدا کیا۔

## صیغہ مضارع برسین کیا معنی دیتا ہے؟

شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہیں اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراش لیں کہ لفظ

國家國家國家國家國家

[1].... بہ نقد پر استقبال قریب (م، ص 76)

[2].... القرآن الكريم ، پارہ 27، سورة القمر (54)، آیت 1

[3]....القرآن الكريم ، پارہ 29، سورة المعارج (70)، آیت 6، 7

[4].... القرآن الكريم، پارہ 17، سورة الانبياء (21)، آیت 1

قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت و حساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جس پر فعل مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دور روز سے زیادہ نہیں، اس لئے میں دو ایک مثالیں اس کی بھی پیش کروں کہ جس فعل پر سین داخل ہوا اس میں بھی قیامت تک تو داخل ہے بلکہ اس سے زیادہ بھی۔ چنانچہ پروردگار عالم نے ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں ارشاد فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾<sup>[1]</sup> یعنی بے شبہ جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں، جزیں نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ وہ داخل ہوں گے آگ میں۔

دوسری آیت ﴿سَارُّهُ قَهْ صَعُودًا﴾<sup>[2]</sup> یعنی اب چڑھاؤں گا اُسے بری چڑھائی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے اس پر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے۔

تیسری آیت ﴿سَاْصِلِيْهِ سَقَرًا﴾<sup>[3]</sup> یعنی قریب ہے کہ داخل کروں گا میں اس کو سقر میں اور سقر جہنم کا نام ہے ان تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہے ان میں مضارع کے صیغہ پر سین داخل ہے جو جانب مخالف کے نزدیک قرب کے معنی کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرب میں بھی اتنا بعد ہے کہ اس کا تحقق بعد قیامت کے ہوگا غرض کہ جب سین کے داخل ہونے کے بعد بھی اس میں اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمہ کی نفی ہو سکتی تو زید کے قول کا کیا رد ہوا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھیں جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئیں۔

قَوْلُهُ: ”عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُونُ“<sup>[4]</sup> کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

﴿﴾

[1].... القرآن الکریم ، پارہ 4، سورة النساء (4)، آیت 10

[2].... القرآن الکریم ، پارہ 29، سورة المدثر (74)، آیت 17

[3].... القرآن الکریم ، پارہ 29، سورة المدثر (74)، آیت 26

والسلام نے فرمایا جان لیا میں نے جو کچھ زمانہ گذشتہ میں ہو گیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ میں ہوگا۔ وہ حدیث ہے اور یہ معنی ہیں۔

أَقُولُ: ذرنا تو انصاف فرمائیے جب زید کا بھی یہی مدعا ہے کہ آنحضرت سرِ اُپا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دنیا میں جو کچھ ہوا اس کا یا جو کچھ آئندہ ہوگا حتیٰ کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونے کے وقت سے لے کر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کا تمام احوال اور امت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس وقت یہی تسلیم فرما رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوئی کہ بے فائدہ کاغذ سیاہ کئے چند مسئلے غلط لکھ کر ان کا بار گردن پر لیا۔ علماء کی جناب میں گستاخیاں کیں خیر اب تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔

### کریمہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ پر مخالفین کا اعتراض اور اُس کا جواب

وہم جانب مخالف<sup>[1]</sup>: جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾<sup>[2]</sup> کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آنحضرت سرِ اُپا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا۔ اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں آیتیں مکرر آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہے۔ پھر کیا شبہ اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام

[4]... روح البیان، پارہ 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ...﴾، [آیت 52]، الجزء 3، صفحہ 35، دار الفکر - بیروت

[1].... سہم الغیب وازالۃ الخفا رسائل جو مخالفین کے ہیں ان میں یہ شبہ لکھا ہے یہاں سب کا جواب دیا گیا ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔

[2].... القرآن الکریم، پارہ 5، سورة النساء (4)، آیت 110

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔



國家圖書館藏

مكتبه رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م [بلفظ: فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ]

[2]....مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل، باب فی المعراج، الفصل الاول، تحت رقم 5865

الحديث 5865، الجزء 9، صفحہ 3773، دار الفكر، بیروت، لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ 2002م  
(دونوں نسخوں کے الفاظ مختلف تھے ہم نے مرقاة کے مطابق درج کر دیئے ہیں۔)

[3]....مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الفضائل، باب فی المعراج، الفصل الاول، تحت رقم 5865، الجزء 9، رقم 2373.

الحديث 5865، الجزء 9، صفحہ 3773، دار الفكر، بیروت، لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ 2002م  
(یہ عبارت دونوں نسخوں میں چند الفاظ کی کمی کے ساتھ درج تھی ہم نے مکمل کر دی ہے)

ترجمہ: حاصل یہ کہ سورۃ فاتحہ کے وحی فرمانے میں جو تکرار واقع ہوئی وہ اس کی عظمت شان اور اہتمام کے باعث تھی پس شب معراج اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ حضور پر سورۃ فاتحہ وحی فرمائی اور پھر مدینہ طیبہ میں بواسطہ جبریل امین وحی فرمائی اور یوں جمیع قرآن کریم کا بواسطہ جبریل امین نازل ہونا پورا ہوا۔

شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل دریافت کر سکتا ہے کہ ایسے اعتراض بر بنائے تعصب و عناد ہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے ص ۱۰۱ میں ہے ”(فاتحہ الكتاب) مکية وقيل مدنية والأصح أنها مكية ومدنية نزلت بمكة حين فرضت الصلاة<sup>[۱]</sup> ثم نزلت بالمدينة حين حولت القبلة إلى الكعبة“<sup>[۲]</sup> اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں، فما هو جوابکم فہو جوابنا<sup>[۳]</sup>

معہذا قرآن عظیم وحی دائم مستمر اور الی یوم القیامۃ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے لئے قراءۃ وسماعۃ وکتابۃ وحفظاً ونظراً و فکر ابیشمار برکات کا مشمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام میں پہلا مرجع و مفزع اور جس قدر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین و اولیاء و علماء کو بھی اسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل و ممنوع علاوہ بریں یہ اس تقدیر پر ہے ”عَلَّمَ“ تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضى ہو جانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيِينًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [4] کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت یہ آیت اتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اترّا ”ولکن النجدیۃ قوم یجھلون“ [5]

[illegible]

[1]....نزلت بمكة خبر فرضت الصلاة (م، ص 79)

[2]....مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)، فاتحة الكتاب، مقدمة، الجزء 1، صفحہ 25، دار الكلم

الطبيب، بيروت، الطبعة الأولى 1419هـ/1998م

ترجمہ: سورۃ فاتحہ کی ہے جبکہ ایک قول یہ ہے کہ مدنی ہے اور اصح یہ ہے کہ مکی بھی ہے اور مدنی بھی، جب نماز فرض ہوئی تو یہ سورت مکہ المکرمہ میں نازل ہوئی اور جب قبلہ کعبۃ المشرقہ کی طرف منتقل ہوا تو پھر دوسری بار مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

[3].... ترجمہ: پس جو تمہارا جواب ہو گا وہی ہمارا جواب ہے۔ [5].... ترجمہ: لیکن نجدی جاہل قوم ہے۔

[4].... القرآن الكريم ، پارہ 14، سورة النحل (16)، آیت 89

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

## مسئلہ ظہار سے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اسی کے قول سے اس کا جواب

جانب مخالف نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ یعنی من احکام الشرع و امور الدین“<sup>[1]</sup> تو ”ما“ سے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے۔ انتہی بلفظہ

اب فرمائیے کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیہ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا جو ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“<sup>[2]</sup> میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایاں اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آیہ شریفہ ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“<sup>[2]</sup> سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کہ کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہے جو شان مصطفوی کے شایاں نہ ہو۔<sup>[3]</sup> پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور ان کے نزدیک اس آیہ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر یہ کہہ دیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ ایک جگہ اُس آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تسلیم کر لینا اور پھر اسی کا انکار کر جانا کسی ذی ہوش کا کام ہے۔

[2]... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) پارہ 5، سورۃ النساء (4)، تحت الآیۃ ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ [آیت 113]، الجزء 1، صفحہ 426، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ

[1]... القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، آیت 110  
[2]... مگر معترض کی فہم سے کچھ بعید نہیں جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شایاں نہیں۔ ۱۲۔ شفقت حسین تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ۔ ۱۲





ہے” (قوله هذا احتمال الخ) توضیحه ان دلالة صیغ العموم علی العموم بحسب الوضع فانه قد تواتران الصحابة رضوان الله علیهم يستدلون بالعمومات ولا يحتاجون الى القرائن فلولم يكن تلك الالفاظ موضوعة للعموم لاحتیج فی فهم العموم الى القرائن ودلالة اللفظ علی المعنی بدون ظهور القرينة الصارفة قطعی واما هذا ای احتمال الانصراف عن المعنی الموضوع له فهو ناش بلا دلیل فلا يعتبر ولا يلزم ان لا يقطع بمطلوب فی جميع العقود والفسوخ وان يرتفع الامان عن اللغة والحس فيقال لا يجوز اكل ما فی بیتك لا حتمال ان يكون غير ملكك ولا يحكم علی شیئی لشیئی لا حتمال ان يكون هو غيره وما ابصرناه يحتمل ان يكون غير مبصرنا وهذا كله سفه فاحتمال التخصیص فی العام كاحتمال المجاز فی كل خاص<sup>[1]</sup> ثم اذالم يضر هذا فی قطعية الخاص كما مر لم يضر ذالك فی قطعية العام ایضا“<sup>[2]</sup> اور توضیح مطبوعہ مطبع نو لكشور کے صفحہ ۱ میں مسطور ہے۔ ”وَعِنْدَنَا هُوَ قَطْعِيٌّ مُسَاوٍ

۔۔۔ تو واجب ہوگا لیکن اس کے ذریعے علم یقینی حاصل نہیں ہوگا (یعنی عام قطعی نہیں، بلکہ ظنی ہوگا۔) جبکہ ہم (احناف) یہ کہتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا بیان کردہ احتمال، احتمال بلا دلیل ہے اور ایسا احتمال معتبر نہیں ہوتا، سو ہمارے نزدیک عام قطعی ہے لہذا یہ خاص کے مساوی ہوگا۔ البتہ جب عام کے بعض افراد کو (کسی دلیل قطعی کے ذریعے) خاص کر دیا جائے تو اب اس کے دیگر افراد کے مخصوص ہونے کا احتمال دلیل سے پیدا ہوگا اور یہ معتبر ہے۔

[1].... فاحتمال التخصیص فی كل خاص (م، ص 81)

[2].... قمر الاقمار علی هامش نور الانوار، بحث حکم العام فیما یتناوله قطعاً، حاشیہ نمبر 25، صفحہ 76، مکتبۂ رحمانیہ، لاہور

ترجمہ: ماتن کے قول (هذا احتمال ناش بلا دلیل الخ) کی وضاحت یہ ہے کہ عموم کے صیغوں کی معنی عموم پر دلالت باعتبار وضع ہے کیونکہ یہ بات متواتر ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان عمومات سے استدلال کیا کرتے تھے اور انھیں قرائن کی بھی حاجت نہیں ہوتی تھی، پس اگر یہ الفاظ معنی عموم کے لئے موضوع نہ ہوتے تو پھر صحابہ کرام کو ان الفاظ سے معنی عموم سمجھنے کے لئے قرائن کی حاجت ضرور ہوتی۔ اور کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو تو لفظ کی دلالت اس کے معنی موضوع لہ پر قطعی ہوتی ہے (لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ ”قرینہ صارفہ کی عدم موجودگی میں صیغہ عموم کی دلالت معنی عموم پر قطعی ہوگی۔“) بہر حال معنی موضوع لہ سے انصراف کا احتمال (بلفظ دیگر عام میں تخصیص کا احتمال) تو یہ ایک ایسا احتمال ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور ایسا احتمال معتبر نہیں ہوتا کیونکہ اگر۔۔۔

لِلْخَاصِّ وَسَيَجِيءُ مُعْنَى الْقَطْعِيِّ فَلَا يَجُوزُ تَخْصِيصُهُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا لَمْ يُخَصَّ  
بِقَطْعِيٍّ؛ لِأَنَّ اللَّفْظَ مَتْبَى وَضِعَ لِمَعْنَى كَانَ ذَلِكَ الْمَعْنَى لَازِمًا لَهُ إِلَّا أَنْ تَدُلَّ  
الْقَرِينَةُ عَلَى خِلَافِهِ، وَلَوْ جَازَ إِرَادَةُ الْبَعْضِ بِلَا قَرِينَةٍ يَرْتَفِعُ الْأَمَانُ عَنِ اللَّغَةِ  
وَالشَّرْعِ بِالْكَلِمَةِ؛ لِأَنَّ خِطَابَاتِ الشَّرْعِ عَامَّةٌ وَالْإِحْتِمَالُ الْغَيْرُ النَّاشِ عَنْ دَلِيلٍ  
لَا يُعْتَبَرُ، فَاحْتِمَالُ الْخُصُوصِ هُنَا كَاحْتِمَالِ الْمَجَازِ فِي الْخَاصِّ فَالتَّكِيدُ يَجْعَلُهُ  
مُحْكَمًا،<sup>١١</sup> اور اس کے تحت تلوح میں مسطور ہے ”هَذَا جَوَابٌ عَمَّا قَالَهُ الْوَاقِفِيُّ أَنَّهُ  
يُؤَكَّدُ بِكُلِّ أَوْ أَجْمَعَ وَأَيْضًا جَوَابٌ عَمَّا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - أَنَّهُ يَحْتَمِلُ  
التَّخْصِصَ، فنقول نحن لا ندعى أَنَّ الْعَامَّ لَا احْتِمَالَ فِيهِ أَصْلًا، فَاحْتِمَالُ  
التَّخْصِصِ فِيهِ كَاحْتِمَالِ الْمَجَازِ فِي الْخَاصِّ، فَإِذَا أُكِّدَ يَصِيرُ مُحْكَمًا أَيْ لَا  
يَبْقَى فِيهِ احْتِمَالٌ أَصْلًا لَا نَاشِءٌ عَنْ دَلِيلٍ وَلَا غَيْرُ نَاشِءٌ عَنْ دَلِيلٍ، فَإِنْ قِيلَ

同業同業同業同業同業同業同業同業同業同業

۔۔۔ ایسے احتمالات بھی معتبر ہوں تو سب عقود و فسوخ کے مقصود کا غیر قطعی ہونا لازم آئے گا اور لغت و حس دونوں سے امان اٹھ جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ جو چیز تیرے گھر میں ہے تجھے اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تیری ملک نہ ہو اور کسی شے پر اس شے کے ہونے کا حکم بھی نہ لگایا جاسکے گا کیونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اور چیز ہو اور جسے ہم دیکھ رہے ہیں محتمل ہے کہ وہ چیز ہمیں نظر آنے والی چیز کا غیر ہو اور یہ سب حماقت ہے پس عام میں تخصیص کا احتمال ایسے ہی ہے جیسے ہر خاص میں مجاز کا احتمال پھر جب یہ احتمال مجاز خاص کی قطعیت میں مضر نہیں جیسا کہ ماقبل میں گزرا تو یہ احتمال تخصیص بھی عام کی قطعیت میں مضر نہیں ہوگا۔

[1]....التوضيح (فى متن "شرح التلويح على التوضيح")، القسم الاول من الكتب فى الادلة الشرعية وهى على

اربعہ ارکان، ارکان الاول فی الكتاب ای القرآن، الباب الاول فی افادته المعنی بقسم اللفظ بالنسبة الی المعنی  
اربع تقسیمات، التقسیم الاول باعتبار وضع اللفظ، فصل الحکم العام، الجزء 1، صفحہ 73، مکتبہ صبیح بمصر  
ترجمہ: عام ہمارے نزدیک قطعی اور خاص کے مساوی ہے۔ اور قطعی کا معنی آگے آئے گا۔ لہذا جب تک کسی  
دلیل قطعی کے ذریعے اس کی تخصیص نہ کی گئی ہو خبر واحد یا قیاس کسی کے ذریعے بھی اس کی تخصیص کرنا جائز نہیں،  
کیونکہ جب لفظ ایک معنی کے لئے موضوع ہے تو جب تک کوئی قرینہ اس معنی کے خلاف پر دلالت نہ کرے وہ  
معنی اس لفظ کو لازم ہے۔ اور اگر بغیر کسی قرینہ کے لفظ عام سے بعض مسمیات مراد لینا جائز ہو جائے تو لغت اور  
شرع سے امان بالکل اٹھ جائے گی کیونکہ (اکثر) خطابات شرع عام ہیں۔ پس بغیر دلیل کے پیدا ہونے والا  
احتمال معتبر نہیں لہذا لفظ عام میں خصوص کا احتمال ایسا ہی ہے جیسے لفظ خاص میں مجاز کا احتمال ہے (کہ دونوں نا  
معتبر ہیں) اور (لفظ کل وغیرہ کے ساتھ لگائی جانے والی تاکید کا مقصد عام کو ظنی سے قطعی بنانا نہیں ہوتا بلکہ یہ)  
تاکید عام کو محکم کر دیتی ہے۔



احْتِمَالُ الْمَجَازِ الَّذِي فِي الْخَاصِّ ثَابِتٌ فِي الْعَامِّ مَعَ احْتِمَالِ آخَرَ، وَهُوَ احْتِمَالُ التَّخْصِصِ فَيَكُونُ الْخَاصُّ كَالنَّصِّ وَالْعَامُّ كَالظَّاهِرِ، قُلْنَا لَمَّا كَانَ الْعَامُّ مَوْضُوعًا لِلْكُلِّ كَانَ إِرَادَةُ الْبَعْضِ دُونَ الْبَعْضِ بِطَرِيقِ الْمَجَازِ، وَكَثْرَةُ احْتِمَالَاتِ الْمَجَازِ لَا اِعْتِبَارُ بِهَا الْخ<sup>١١</sup> اور تلوح کے صفحہ ۷۲ میں موجود ہے۔ قَوْلُهُ (لَكِنْ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ -) قَدْ سَبَقَ أَنَّ الْقَائِلِينَ بِأَنَّ الْعَامَّ يُوجِبُ الْحُكْمَ فِيمَا يَتَنَوَّلُهُ مِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ مُوجِبَهُ ظَنِّيٌّ، وَمِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهُ قَطْعِيٌّ بِمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَحْتَمِلُ الْخُصُوصَ احْتِمَالًا نَاشِئًا عَنِ الدَّلِيلِ تَمَسُّكَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلُ بِأَنَّ كُلَّ عَامٍّ يَحْتَمِلُ التَّخْصِصَ، وَالتَّخْصِصُ شَائِعٌ فِيهِ كَثِيرٌ بِمَعْنَى أَنَّ الْعَامَّ لَا يَخْلُو عَنْهُ إِلَّا قَلِيلًا بِمَعْنَوَةِ الْقَرَائِنِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ وَ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ حَتَّى صَارَ بِمَنْزِلَةِ الْمَثَلِ أَنَّهُ مَا مِنْ عَامٍّ إِلَّا وَقَدْ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ، وَكَفَى بِهَذَا دَلِيلًا عَلَى الْإِحْتِمَالِ، وَهَذَا بِخِلَافِ احْتِمَالِ الْخَاصِّ الْمَجَازِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِشَائِعٍ فِي الْخَاصِّ شُيُوعِ

\*\*\*

[1].... شرح التلويح على التوضيح، القسم الاول من الكتب فى الادلة الشرعية و هى على اربعة اركان، اركان الاول فى الكتاب اى القرآن، الباب الاول فى افادته المعنى، قسم اللفظ بالنسبة الى المعنى اربع تقسيمات، التقسيم الاول باعتبار وضع اللفظ، فصل الحكم العام، الجزء 1، صفحہ 73، مكتبة صبيح بمصر

ترجمہ: یہ واقعہ کی اس دلیل کا جواب ہے کہ عام کو کل اور اجمع کے ساتھ مؤکد کیا جاتا ہے (لہذا یہ قطعی نہیں) اور یونہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل کا بھی جواب ہے کہ عام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے (لہذا یہ قطعی نہیں) تو ہم کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے دعویدار نہیں کہ عام میں اصلاً کوئی احتمال نہیں پایا جاتا (احتمال تو ہے مگر) عام میں تخصیص کا احتمال ایسا ہی ہے جیسے خاص میں مجاز کا احتمال (کہ قطعیت کے منافی نہیں) پس جب اس کے ساتھ تاکید لگائی جاتی ہے تو یہ محکم ہو جاتا ہے یعنی اب اس میں کسی طرح کا کوئی احتمال باقی نہیں رہتا نہ ناشی عن الدلیل نہ غیر ناشی عن الدلیل۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ خاص میں جو مجاز کا احتمال پایا جاتا ہے عام میں اس کے ساتھ ایک اور احتمال یعنی احتمال تخصیص بھی پایا جاتا ہے لہذا خاص (کو عام پر ترجیح ہوگی کیونکہ اس میں ایک احتمال ہے اور عام میں دو پس خاص) نص کے مشابہ ہوا اور عام ظاہر کے (اور نص کو ظاہر پر ترجیح ہے) تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ جب عام اپنے تمام مسمیات کے لئے وضع کیا گیا ہے تو بعض کو چھوڑ کر عام سے دیگر بعض مسمیات مراد لینا بھی مجاز ہی ہے (لہذا عام میں بھی دو طرح کے احتمالات نہیں بلکہ مجاز ہی کے متعدد احتمال ہیں) اور مجاز کے کثیر احتمالات ہونے کا کوئی لحاظ نہیں۔

التَّخْصِصِ<sup>[1]</sup> فِي الْعَامِّ حَتَّى يَنْشَأَ عَنْهُ احْتِمَالُ الْمَجَازِ فِي كُلِّ خَاصٍّ، فَإِنْ قِيلَ، بَلْ لَا مَعْنَى لِاحْتِمَالِ الْمَجَازِ عِنْدَ عَدَمِ الْقَرِينَةِ؛ لِأَنَّ وُجُودَ الْقَرِينَةِ الْمَانِعَةِ<sup>[2]</sup> عَنْ إِرَادَةِ الْمُوضُوعِ لَهُ مَا خُوذُ فِي تَعْرِيفِ الْمَجَازِ. قُلْنَا احْتِمَالُ الْقَرِينَةِ كَافٍ فِي احْتِمَالِ الْمَجَازِ<sup>[2]</sup> وَهُوَ قَائِمٌ، إِذْ لَا سَبِيلَ لِلْقَطْعِ بِعَدَمِ الْقَرِينَةِ إِلَّا نَادِرًا، وَلَمَّا كَانَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ أَنَّ مُوجِبَ الْعَامِّ قَطْعِيٌّ اسْتَدَلَّ عَلَى إِثْبَاتِهِ أَوَّلًا وَعَلَى بُطْلَانِ مَذْهَبِ الْمُخَالَفِ ثَانِيًا وَأَجَابَ عَنْ تَمَسُّكِهِ ثَالِثًا. أَمَّا الْأَوَّلُ فَتَقْرِيرُهُ أَنَّ اللَّفْظَ إِذَا وَضِعَ لِمَعْنَى كَانَ ذَلِكَ الْمَعْنَى لَازِمًا ثَابِتًا بِذَلِكَ اللَّفْظِ عِنْدَ إِطْلَاقِهِ حَتَّى يَقُومَ الدَّلِيلُ عَلَى خِلَافِهِ وَالْعُمُومُ مِمَّا وَضِعَ لَهُ اللَّفْظُ فَكَانَ لَازِمًا قِطْعًا حَتَّى يَقُومَ دَلِيلُ الْخُصُوصِ كَالْخَاصِّ يَثْبُتُ مُسَمَّاهُ قِطْعًا حَتَّى يَقُومَ دَلِيلُ الْمَجَازِ. وَأَمَّا الثَّانِي فَتَقْرِيرُهُ أَنَّهُ لَوْ جَازَ إِرَادَةُ بَعْضِ مُسَمِّيَاتِ الْعَامِّ مِنْ غَيْرِ قَرِينَةٍ لَارْتَفَعَ الْأَمَانُ عَنِ اللَّغَةِ؛ لِأَنَّ كُلَّ مَا وَقَعَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْعَامَّةِ يَحْتَمِلُ الْخُصُوصَ فَلَا يَسْتَقِيمُ مَا يَفْهَمُ السَّامِعُونَ مِنَ الْعُمُومِ وَعَنِ الشَّارِعِ؛ لِأَنَّ عَامَّةَ خِطَابَاتِ الشَّرْعِ عَامَّةٌ فَلَوْ جَوَّزْنَا إِرَادَةَ الْبَعْضِ مِنْ غَيْرِ قَرِينَةٍ لَمَا صَحَّ فَهْمُ الْأَحْكَامِ بِصِغَةِ الْعُمُومِ الْخ<sup>[3]</sup> اور تلوح کے حاشیہ صفحہ ۷۲ میں مسطور ہے ”(۴) قوله ما من

.....

[1] .... مکتبہ مشرق، بریلی کے نسخہ میں اس سے قبل کی تین سطریں مکرر ہیں۔

[2] .... لَا وُجُودَ الْقَرِينَةِ الْمَانِعَةِ --- احْتِمَالُ الْقَرِينَةِ كَانَ فِي احْتِمَالِ الْمَجَازِ (م، ص 82)

[3] .... شرح التلویح علی التوضیح، القسم الاول من الكتب فی الادلة الشرعية و هی علی اربعة اركان، اركان

الاول فی الكتاب ای القرآن، الباب الاول فی افادته المعنی، قسم اللفظ بالنسبة الی المعنی اربع تقسیمات،

التقسیم الاول باعتبار وضع اللفظ، فصل الحکم العام، الجزء 1، صفحہ 72، مکتبہ صبیح بمصر

ترجمہ: جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ ”عام جن افراد کو شامل ہوتا ہے ان میں حکم کو ثابت کرتا ہے۔“ ان

میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ عام کا موجب ظنی ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عام کا موجب ان معنوں میں

قطعی ہوتا ہے کہ تخصیص کا کوئی ایسا احتمال نہیں رکھتا جو دلیل سے پیدا ہو۔ فریق اول کا تمسک اس دلیل سے ہے

کہ ہر عام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے اور اس میں تخصیص بہت شائع ہے مطلب یہ کہ عام تخصیص سے خالی نہیں

ہوتا سوائے ان چند ایک صورتوں کے جن میں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے فرمان باری تعالیٰ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ﴾ اور ﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ یہاں تک کہ جملہ ”ما من عام الا وقد خص

منه البعض“ (ہر عام میں سے کچھ نہ کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔) ضرب المثل بن چکا ہے، اور عام ---

عام الا وقد خص منه البعض قيل هذا المثال لا يخ اما ان يكون مخصصا اولا فعلى الاول لا يكون حجة وعلى الثانى يكون مناقضا واجيب عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصيص مع انه مخصص من بين العموم بانه لا تخصيص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان هذا المثال ايضا مخصص بالمعنى المتعارف لخروج مثل قوله تعالى ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ وقوله تعالى ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ﴾ عن عمومہ والحق في الجواب ان يقال انه محمول على المبالغة والحق القليل بعدم فيصح مؤند الدليل وان لم يصلح للاستدلال بالاستقلال، [1] اور مسلم الثبوت میں ہے ”قد اشتهر ما من عام إلا وقد خص منه

-----

--- میں تخصیص کا احتمال موجود ہونے پر یہی دلیل کافی ہے نیز یہ احتمال، خاص میں پائے جانے والے مجاز کے احتمال سے مختلف ہے کیونکہ خاص میں پایا جانے والا مجاز کا احتمال، عام میں موجود احتمال تخصیص کی طرح شائع ذائع نہیں کہ ہر خاص میں در آئے، پھر اگر یہ کہا جائے کہ ”لفظ سے معنی موضوع لہ مراد لینے سے مانع قرینہ کی عدم موجودگی کے وقت احتمال مجاز کے پائے جانے کا کوئی معنی نہیں، کیونکہ ”معنی موضوع لہ مراد لینے سے مانع قرینہ کا موجود ہونا“ مجاز کی تعریف کا حصہ ہے۔“ تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ احتمال مجاز کے لئے قرینہ کا احتمال بھی کافی ہے، اور وہ قائم ہے کیونکہ قرینہ کی غیر موجودگی کا یقین شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اور مصنف کا مذہب مختار جب عام کے موجب کا قطعی ہونا ہے تو اولاً انہوں نے اس کے اثبات پر اور پھر مخالف کے مذہب کے بطلان پر استدلال کیا اور تیسرے نمبر پر مخالف کے تمسک کا جواب دیا۔ اول (اپنے مذہب کے اثبات) کی تقریر یہ ہے کہ ”لفظ جب کسی معنی کے لئے وضع کیا جائے تو جب تک اس لفظ سے وہ معنی مراد لینے کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو اس لفظ کے اطلاق کے وقت اس کے لئے وہی معنی ثابت و لازم ہوتا ہے اور عموم بھی انہی معانی میں سے ہے کہ جن کے لئے لفظ کو وضع کیا جاتا ہے پس جب تک تخصیص پر کوئی دلیل قائم نہ ہو تو لفظ عام کو معنی عموم قطعی طور پر لازم ہوگا جیسا کہ لفظ خاص کا معاملہ ہے کہ جب تک مجاز پر دلیل قائم نہ ہو لفظ خاص اپنے معنی کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔“ اور ثانی (مخالف کے مذہب کے بطلان) کی تقریر یہ ہے کہ ”اگر بغیر کسی قرینے کے عام کے بعض مسمیات مراد لینا جائز ہو جائے تو لغت سے امان اٹھ جائے گی کہ کلام عرب میں واقع تمام الفاظ عامہ تخصیص کا احتمال رکھتے ہیں پس سامعین نے ان الفاظ سے جو عموم سمجھا وہ غلط قرار پائے گا یونہی شرع سے بھی امان اٹھ جائے گی کہ اکثر خطابات شرع عام ہیں پس اگر ہم بغیر کسی قرینے کے بعض مسمیات مراد لینے کو جائز قرار دیں تو ہمارا عموم کے صیغوں سے انکام کا سمجھنا صحیح نہ رہے گا۔

[1]....مجموعة الحواشی النادرة علی ”التوضیح و التلویح“، حاشیة الفنری، القسم الاول من الكتب فی الادلة الشرعية و هی علی اربعة ارکان، ارکان الاول فی الكتاب ای القرآن، الباب الاول فی افادته۔۔۔۔



البعض وقد خص بنحو ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾<sup>[1]</sup> اور اسی مسلم الثبوت میں قطیعت عام کی بحث میں مسطور ہے ”لنا انه موضوع للعموم قطعاً فهو مدلول له وثابت به قطعاً كالخاص إلا بدليل واستدل لو جاز ارادة البعض بلا دليل لارتفع الامان عن اللغة والشرع الخ“<sup>[2]</sup> اور شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں ”قد اشتهر (ما من عام إلا وقد خص منه) البعض (وقد خص) هذا العام (بنحو) قوله تعالى ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ حتى صار مثلاً



--- المعنى، قسم اللفظ بالنسبة الى المعنى اربع تقسيمات، التقسيم الاول باعتبار وضع اللفظ، فصل الحكم العام، تحت قوله ”ما من عام الا وقد خص منه البعض“، جلد 1، صفحہ 202، 201، دارالکتب الشرعية والادبية، کانسى روڈ، کوئٹہ (دونوں نسخوں میں چند الفاظ کم اور مختلف تھے ہم نے عبارت درست و مکمل کر دی ہے۔) ترجمہ: ”ما من عام الا وقد خص منه البعض“ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ مثال دو حال سے خالی نہیں، یا تو خود مخصوص البعض ہے یا نہیں، بصورت اول (عام کے موجب کی قطیعت کے خلاف) حجت نہیں اور بصورت ثانی خود اپنے مفاد کے مخالف ہے اور ثقیق اول کو اختیار کرتے ہوئے اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ ”یہ مثال مخصوص ہونے کے باوجود دیگر الفاظ عموم کے برخلاف عموم سے بایں طور مخصوص ہے کہ اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں۔“ لیکن یہ جواب مردود ہے کیونکہ یہ مثال تو معنی متعارف کے لحاظ سے بھی مخصوص ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ اور ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ جیسے فرامین باری تعالیٰ اس کے عموم سے خارج ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ اس کے جواب میں یوں کہا جائے کہ یہ مثال مبالغہ آرائی اور قلیل کو معدوم سے ملحق کرنے پر محمول ہے پس یہ مثال اگرچہ مستقل دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی پر اسے کسی دلیل کی تائید کے لئے وارد کرنا صحیح ہے۔

[1].... مسلم الثبوت، المقالة الثالثة، الفصل الخامس فى الخاص والعام، مسئلة للعموم صبیغ، صفحہ 73، مطبع انصارى، دہلی [”قد اشتهر“ کے لفظ مسلم الثبوت میں درج نہیں ہیں البتہ فوائح الرحمت میں موجود ہیں۔] ترجمہ: مشہور ہے کہ ”ہر عام میں سے کچھ نہ کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔“ اور یہ جملہ خود ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ جیسی مثالوں کے سبب مخصوص ہے۔

[2].... مسلم الثبوت، المقالة الثالثة، الفصل الخامس فى الخاص والعام، مسئلة موجب العام قطعى، صفحہ 74، مطبع انصارى، دہلی۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک لفظ عام معنی عموم کے لئے وضع کیا گیا ہے پس معنی عموم اس کا مدلول اور اس سے قطعی طور پر ثابت ہے جیسے خاص کا مدلول اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے ہاں اگر لفظ عام سے معنی عموم مراد لینے کے خلاف کوئی دلیل قائم ہو تو معاملہ جدا ہے اور ہمارے موقف پر دلیل یہ ہے کہ اگر لفظ عام سے بلا دلیل بعض مسامات مراد لینا جائز ہو تو لغت و شرع دونوں سے امان اٹھ جائے گی۔

國立臺灣大學圖書館藏

صبیغ، الجزء 1، صفحہ 251، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: مشہور ہے کہ ”ہر عام میں سے بعض افراد مخصوص ہوتے ہیں۔“ اور یہ جملہ عام خود فرمان باری تعالیٰ (ﷻ) اللہ بَکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ کی جیسی مثالوں کے سبب مخصوص ہے۔ (اور عام میں تخصیص بہت شائع ہے) حتیٰ کہ جملہ ”ما من عام الا وقد خص منه البعض“ ضرب المثل بن گیا ہے پس عموم مغلوب ہے اور خصوص غالب ہے اور مغلوب ہی مجاز ہوتا ہے لہذا عموم مجاز ہے۔ اور ماتن کے قول ”وقد خص“ میں ایک وہم کا دفعیہ ہے، وہم یہ کہ ”ما من عام الا وقد خص منه البعض“ سے شک ہوتا ہے کہ یہ جملہ خود اپنے مفاد کو باطل کر رہا ہے کیونکہ یہ جملہ بھی تو عموم پر مشتمل ہے اور اس کا دفعیہ یوں کہ یہ عام بھی مخصوص البعض ہے لہذا اپنے مفہوم کو باطل نہیں کرتا۔ (اس کے بعد علامہ بحر العلوم نے مغلوب (عموم) کو مجاز قرار دینے کی بھی تردید فرمائی ہے، لکھتے ہیں: مغلوب کو مطلقاً مجاز قرار دینا ممنوع ہے کیونکہ اقل یعنی مغلوب کبھی دلیل سے لازم ہوتا ہے اور یہاں عموم یہ دلالت کرنے کو دلیل (وضع) موجود ہے۔)

بالأنواع المختلفة حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا يورث الاحتمال في العام  
المجرد أصلا والكلام ههنا في العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال  
كالخاص فإن قلت كثرة وقوع التخصيص قرينة على احتمالنا قلنا إنما تصح  
الكثرة قرينة لو كانت <sup>[1]</sup> بحيث يكون كثير الاستعمال في بعض معين بحيث  
يفهم مع عدم الصارف كما إذا صارت الحقيقة مهجورة أو المجاز متعارفا  
وليس الأمر ههنا كذلك فإن كثرة التخصيص في العام ليست إلا بأن يراد في  
استعمال بعض بقرينة وفي بعض آخر بقرينة أخرى فلا تكون هذه الغلبة قرينة  
وهل هذا إلا كما يكون للفظ خاص <sup>[2]</sup> معان مجازية يستعمل في كل منها مع  
قرينة ولا تصلح هذه الكثرة قرينة وأيضا نقول لو كان الكثرة قرينة للتخصيص  
لما صح إرادة العموم أصلا في عام ما وهذا خلاف رأيكم أيضا فاحفظ هذا فإنه  
بالحفظ حقيق <sup>[3]</sup> اور بعد ایک تقریر طویل کے لکھتے ہیں ”وثالثا أن غاية ما لزم منه أن

.....

[1]....إنما تصح الكثرة لو كانت (م، ص 84)

[2]....دونوں نسخوں میں ”وہل هذا إلا ما يكون للفظ خاص“ تھا ہم نے تصحیح کر دی ہے۔

[3]....فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، المقالة الثالثة، الفصل الخامس في الخاص والعام، مسئلة موجب

العام قطعي، الجزء 1، صفحہ 252، 253، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: ہمارے نزدیک ماسبق میں مذکور دلائل قطعیہ کے باعث لفظ عام معنی عموم کے لئے وضع کیا گیا ہے پس  
معنی عموم اس کا مدلول ہے اور جس طرح خاص کا مدلول اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے اسی طرح عام کا  
مدلول (معنی عموم) بھی اس سے قطعی طور پر ثابت ہوگا کیونکہ کوئی لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے علاوہ کا احتمال نہیں  
رکھتا۔ ہاں اگر لفظ عام سے معنی عموم مراد لینے کے خلاف کوئی دلیل قائم ہو تو یہ ایک جدا امر ہے اور اندریں  
صورت تخصیص کے معاملہ میں کوئی نزاع نہیں۔

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ لفظ کے لئے اس کے مدلول کا ثبوت مطلقاً قطعی ہونا ممنوع ہے بلکہ لفظ  
کے لئے اس کا مدلول اسی صورت قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے جب وہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ (مدلول) سے  
انصراف کا کوئی پُر دلیل احتمال نہ رکھے اور یہاں اس کی دلیل تخصیص کی کثرت ہے حتیٰ کہ جملہ ”ما من عام الا وقد  
خص منه البعض“ ضرب الثل بن گیا ہے مزید یہ کہ تخصیص کا احتمال ہر عام میں قائم ہے پس اگر یہ مراد ہے کہ  
لفظ عام کی عموم پر دلالت لازمی اور قطعی ہے تو اس میں تو کلام ہی نہیں کلام تو عموم مراد لینے میں ہو رہا ہے اور  
کثرت مذکورہ کی وجہ سے عموم مراد لینا لازم قطعی نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عربی کے قواعد ضرور یہ ہیں سے ایک یہ ہے کہ لفظ جب قرینہ۔۔۔



بقاء العموم مغلوب من المخصص و (المغلوب إنما يحمل على الأغلب إذا كان مشكوكا) وليس العام الواقع في الاستعمال المجرد عن القرينة الصارفة مشكوكا في عمومہ كيف وقد دلت الأدلة القاطعة على أنه موضوع للعموم والضرورة العربية شهدت بأن اللفظ المجرد عن القرينة يتبادر منه الموضوع له ولا يخطر بالبال معناه المجازي البتة (فتأمل) فإنه دقيق لا يتجاوز الحق عنه“<sup>[1]</sup> اور غایۃ التحقیق شرح حسامی کے صفحہ ۱۱ میں مسطور ہے ”ثم صيغة العموم موضوعه له وحقيقة فيه فكان معنى العموم ثابتا بها قطعاً حتى يقوم الدليل على خلافه“<sup>[2]</sup>

-----

۔۔۔ صارفہ ظاہرہ سے خالی ہو تو اس سے معنی موضوع لہ ہی متبادر ہوتا ہے اور عرف و محاورہ کے اعتبار سے وہ لفظ کسی اور معنی کا محتمل نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص ایسے لفظ سے معنی موضوع لہ کے سوا کوئی اور معنی مراد لے تو اسے ایک مکروہ و ناروا امر کے ارتکاب سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور قرآن صارفہ کے تقاضوں کے مطابق عام کی مختلف انواع میں تخصیص کا بکثرت واقع ہوتا، قرآن سے خالی الفاظ عام میں ہرگز کوئی احتمال پیدا نہیں کرتا اور یہاں کلام اسی عام میں ہے جو قرآن سے خالی ہو پس خاص کی طرح ایسے عام میں بھی احتمال کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر اگر تم کہو کہ عام میں بکثرت تخصیص کا واقع ہوتا، تخصیص کے احتمال کا قرینہ ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کثرت اگر اس طور پر ہو کہ ایک لفظ معین میں کوئی معنی اس قدر کثیر الاستعمال ہو کہ قرینہ صارفہ کی غیر موجودگی میں بھی یہی مفہوم ہوتا ہو جیسا کہ حقیقت کے مجبور یا مجاز کے متعارف ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو اس صورت میں کثرت کا قرینہ ہونا بالکل صحیح ہے لیکن یہاں معاملہ ایسا نہیں کیونکہ عام میں تخصیص کی کثرت فقط اس طرح سے ہے کہ بعض الفاظ کے استعمال میں ایک قرینہ کے باعث تخصیص مراد ہوتی ہے تو دیگر بعض میں کسی دوسرے قرینہ کے باعث، پس ایسا غالبہ قرینہ نہیں اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایک لفظ خاص کے متعدد مجازی معانی ہوں اور وہ ان میں سے ہر معنی میں کسی قرینہ کے ساتھ مستعمل ہو، تو یہ کثرت قرینہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ مزید ہم کہتے ہیں کہ اگر کثرت تخصیص کا قرینہ ہو تو کسی بھی عام سے عموم مراد لینا صحیح نہ ہوگا حالانکہ یہ بات تمہاری رائے کے بھی خلاف ہے پس اس بحث کو حفظ کر لو کیونکہ یہ حفظ ہی کے لائق ہے۔

[1].... فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، المقالة الثالثة، الفصل الخامس في العاص والعام، مسألة موجب

العام قطعي، الجزء 1، صفحة 254، قديمي كتب خانہ، کراچی

ترجمہ: سوم یہ کہ اس تقریر سے غایت درجہ یہی لازم آتا ہے کہ ”عموم کا باقی رہنا تخصیص کی نسبت مغلوب ہے اور مغلوب جب مشکوک ہو تو اسے اغلب پر محمول کیا جاتا ہے۔“ لیکن قرینہ صارفہ کے بغیر استعمال ہونے والا عام اپنے عموم میں مشکوک نہیں، اور مشکوک ہو بھی کیسے؟ کہ اس کا معنی عموم کے لئے وضع کیا جانا ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے اور ضرورت عربیہ شاہد ہے کہ قرینہ سے خالی لفظ کے اطلاق سے اس کا معنی موضوع لہ ہی متبادر ہے بلکہ معنی مجازی کا تو خیال ہی نہیں گزرتا پس اس میں غور و فکر کرو کہ یہ بحث دقیق ہے پر حق اس سے متجاوز نہیں۔

## قاعدہ ”ما من عام الخ“ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح

یہ تو حنفیوں کی تقریریں تھیں جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قائم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنئے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے۔ بلکہ انھوں نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارے میں ہے اور احکام فرعیہ کے سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان کے صفحہ ۲۴۴ میں فرمایا ”الْعَامُّ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: الْأَوَّلُ الْبَاقِي عَلَى عُمُومِهِ قَالَ: الْقَاضِي جَلَالُ الدِّينِ الْبُلْقِينِيُّ وَمِثَالُهُ عَزِيزٌ إِذَا مَنَّ عَامًّا إِلَّا وَيَتَخَيَّلُ فِيهِ التَّخْصِصُ فَقَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ قَدْ يَخُصُّ مِنْهُ غَيْرُ الْمُكَلَّفِ وَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ﴾ خُصَّ مِنْهَا حَالَةُ الْإِضْطِرَارِ وَمَيْتَةُ السَّمَكِ وَالْجَرَادِ وَ ﴿حَرَّمَ الرِّبَا﴾ خُصَّ مِنْهُ الْعُرَايَا وَذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ فِي الْبُرْهَانِ أَنَّهُ كَثِيرٌ فِي الْقُرْآنِ وَأُورِدَ مِنْهُ ﴿وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا وَ ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ﴾ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ﴾ ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا﴾ قُلْتُ: هَذِهِ الْآيَاتُ كُلُّهَا فِي غَيْرِ الْأَحْكَامِ الْفُرْعِيَّةِ فَالظَّاهِرُ أَنَّ مُرَادَ الْبُلْقِينِيِّ أَنَّهُ عَزِيزٌ فِي الْأَحْكَامِ الْفُرْعِيَّةِ وَقَدْ اسْتَخْرَجْتُ مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّفَكُّرِ آيَةً فِيهَا وَهِيَ قَوْلُهُ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَمْهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةُ فَإِنَّهُ لَا خُصُوصَ فِيهَا“ [۱] اب روشن ہو گیا کہ قاعدہ ”وما من عام

﴿۱﴾

[2].... کتاب التحقیق شرح الحسامی المعروف بغایۃ التحقیق، بحث العام، تحت قوله ”و حکمہ انہ یوجب

الحکم“، صفحہ 13، جان محمد بستی کتب خانہ، آرک بازار گندھار، افغانستان

ترجمہ: عموم کا صیغہ معنی عموم کے لئے موضوع ہے اور اس معنی میں اس کا استعمال حقیقت ہے لہذا جب لفظ عام سے معنی عموم مراد لینے کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو تو اس کے لئے معنی عموم کا ثبوت قطعی ہوگا۔

[1].... الإِتْقَانُ فِي عُلُومِ الْقُرْآنِ، النُّبُوعُ الْخَامِسُ وَ الْارْبَعُونَ فِي عَامَةِ وَ خَاصَّةِ الْجُزْءِ 3، صفحہ 48، الهيئة

المصرية العامة للكتاب، الطبعة 1394: هـ/ 1974 م

ترجمہ: عام کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم وہ عام ہے جو اپنے عموم پر باقی رہے، اور قاضی جلال۔۔۔

الا وقد خص منه البعض "جس سے جانب مخالف نے آیت کریمہ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾<sup>[1]</sup> کے "ما" کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک — حتیٰ کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر یہ آیت شریفہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثبت ہے اور اس آیت سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیت شریفہ سے آنحضرت سر ایا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا نسخ لائے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ "وما من عام الخ" پر کہاں تک جمتا ہے جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہاں ذرا کوئی بنے تو مرد میدان۔ قرآن شریف میں ہے۔ ﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾<sup>[2]</sup> یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت

--- الدین بلقینی نے فرمایا ہے کہ اس کی مثالیں بہت نادر ہیں کیونکہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے پس فرمان باری تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ﴾ سے غیر مکلف خاص ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ سے اضطرار کی کیفیت خاص ہے اور ﴿حَرَّمَ الرِّبَا﴾ سے عرایا خاص ہے۔ لیکن علامہ زرکشی نے "البرہان" میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں اس عام کی مثالیں بکثرت ہیں اور پھر درج ذیل آیات ذکر کی ہیں ﴿وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ﴾ ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ﴾ ﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا﴾ میں (عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی) کہتا ہوں کہ یہ سب کی سب آیات احکام فرعیہ کے علاوہ سے متعلق ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ بلقینی کی مراد احکام فرعیہ میں اس کی مثالوں کا نادر ہونا ہے اور میں نے غور و فکر کے بعد احکام فرعیہ سے متعلق ایک ایسی آیت کا استخراج کیا ہے، اور وہ آیت یہ ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ پس اس آیت میں کسی فرد کی تخصیص نہیں۔

[1]... القرآن الکریم، پارہ 5، سورۃ النساء (4)، آیت 110

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

[2]... القرآن الکریم، پارہ 3، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 284



ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ مامن الخ سے خاص کر کے کہہ دے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذالك) — کیا ہمت ہے کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾<sup>[1]</sup> کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف میں وہی ”ما“ کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاسکتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہے کہ ان کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ ما اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود باطل ہے جس کو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا رہا آیہ ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ﴾<sup>[2]</sup> کو قرینہ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہو سکتے ہیں اس کا جواب بھی گزر چکا۔

### حدیث تلخیص پر جانب مخالف کا شبہ اور اس کا جواب

اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے۔  
قَوْلُهُ: آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔  
أَقُولُ: یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے، ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلخیص کے ترجمہ میں تصرف بے جا کیا۔ اب میں وضاحت کے لئے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ شرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲۰ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے

ف — جانب مخالف کے قاعدے ”مامن عام الخ“ سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہوں اور بعض غیر کی اور اللہ تعالیٰ کو بعض اشیاء کا علم ہو اور بعض کا نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

[1].... القرآن الکریم، پارہ 10، سورة الانفال (8)، آیت 75

[2].... القرآن الکریم، پارہ 23، سورة یس (36)، آیت 69

معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دے کر خاص کیا اس پر یہ اشکال<sup>[1]</sup> وارد ہو سکتا ہے ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار<sup>تلقیح</sup> نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا۔ لوگوں نے چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمالیا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر برا بیچتے کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ ”تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔“ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور<sup>تلقیح</sup> نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امثال کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔ ”(ومن معجزاته الباهرة) أى آیاته الظاهرة (ما جمعه الله له من المعارف) أى الجزئية (والعلوم) أى الكلية والمدرکات الظنية والیقينية أو الاسرار الباطنية والأنوار الظاهرية (وخصه من الإطلاع على جميع مصالح الدُّنيا والدين) أى ما يتم به إصلاح الأمور الدنیویة والأخروية واستشکل بأنه صلى الله تعالى عليه وسلم وجد الأنصار يلحقون<sup>[2]</sup> النخل فقال لو تركتموه فتركوه فلم يخرج شيئا أو أخرج شيئا فقال أنتم اعلم بامر دنیا کم وأجيب بأنه كان ظنا منه لا وحيا

..... [1] یہ شبہ کشف الغطا اور سہم الغیب وغیرہا رسائل مخالفین میں کیا ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں تھا۔

[2].... وجد الأنصار يلحقون (م، ص 87)

وقال الشيخ سيدى محمد السنوسى أراد أنه يحملهم على خرق العوائد فى ذلك إلى باب التوكل وأما هنالك فلم يمتثلوا فقال أنتم أعرف بدنياكم ولو امتثلوا وتحملوا فى سنة أو سنتين لكفوا أمر هذه المحنة“ [1]

اب علامہ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور بجا تھا اگر اس کے موافق عمل کیا جاتا تو بے شک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں جو تلخیص میں اٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں ”وعندى أنه عليه الصلاة والسلام أصاب في ذلك الظن ولو ثبتوا على كلامه لفاقوا في الفن ولا رتفع عنهم كلفة المعالجة فإنما وقع التغير بحسب جريان العادة ألا ترى أن من تعود بأكل شيء أو شربه يتفقده في

شرح الشفا لملا على القارى، القسم الأول (فى تعظيم العلى الأعلى جل وعلا)، الباب الرابع فيما اظهره

[1].... شرح الشفا لملا على القارى، القسم الأول (فى تعظيم العلى الأعلى جل وعلا)، الباب الرابع فيما اظهره الله تعالى على يديه من المعجزات --- الخ، فصل (ومن معجزاته الباهرة ما جمعه الله تعالى له من المعارف والعلوم)، الجزء 1، صفحہ 721، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1421ھ۔ ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن معجزات میں سے وہ معارف وعلوم یعنی جزئیات و کلیات اور مذکورہ ظنیہ و یقینیہ نیز وہ اسرار باطنیہ اور انوار ظاہریہ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں جمع فرمائے ہیں مزید آپ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی تمام تر مصلحتوں پر اطلاع سے خاص فرمایا ہے یعنی ان سب امور کا علم دیا ہے کہ جن کے ذریعے دینی و اخروی معاملات اصلاح پاتے ہیں۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو تلخیص نخل (درختوں میں پیوند کاری) کرتے پایا تو فرمایا: کاش! تم اسے ترک کر دو۔ انہوں نے یہ عمل ترک کر دیا تو درختوں پر پھل نہ آیا یا بہت کم آیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے امور دنیا کو خوب جانتے ہو۔ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انصار کو یوں فرمانا آپ کا اپنا گمان تھا، وحی نہیں تھی اور سیدی شیخ محمد سنوسی نے فرمایا کہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر ابھارنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا، لیکن جب انصار اس حکم کی پیروی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی دنیا کو خوب جانتے ہو۔ ہاں اگر وہ آپ کی پیروی کرتے اور ایک دو سال صبر کرتے تو (آئندہ) انھیں یہ مشقت نہ اٹھانی پڑتی۔

فـ حضور کو دنیا و دین کا علم مرحمت ہوا۔



وقتہ وإذا لم یجدہ یتغیر عن حالہ فلو صبروا علی نقصان سنۃ أو سنتین لرجع النخیل إلی حالہ الأول وربما أنه کان یزید علی قدرہ المعول  
وفی القضية إشارة إلی التوکل وعدم المبالغة فی الأسباب وغفل عنها  
أرباب المعالجة من الأصحاب واللہ تعالی اعلم بالصواب“ [1]  
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم دانا ترست از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت“ [2]  
فصل الخطاب میں علامہ قیسری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ  
فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبارت فصل الخطاب کی یہ ہے ”ولا  
یغرب عن علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا  
فی السماء من حیث مرتبۃ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم“ [3]

[illegible]

[1].... شرح الشفا لملا علی القاری، القسم الثالث فيما يجب للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وما يستحيل في حقه وما يمتنع، الباب الثاني فيما يخصهم في الامور الدنيوية، فصل (هذا خاله عليه الصلاة والسلام في جسمه)، الجزء 2، صفحہ 338، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى، 1421ھ۔

ترجمہ: میرا موقف یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ گمان درست تھا اور اگر وہ لوگ اس پر ثابت قدم رہتے تو اس فن میں ترقی پاتے اور معالجت کی مشقت ان سے اٹھ جاتی، کیونکہ ایک نئی عادت (تلیق نخل) جاری ہو جانے کی وجہ سے ان درختوں کی حالت متغیر ہو چکی تھی، کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایک شخص کسی چیز کے کھانے پینے کا عادی ہو جائے اور پھر کسی وقت اسے وہ چیز نہ ملے تو اس کی حالت متغیر ہو جاتی ہے۔ پس اگر وہ لوگ ایک دو سال کا نقصان برداشت کرتے تو درخت اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتے اور مقدار معول سے بھی زیادہ پھل لاتے اور اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور اختیار اسباب میں مبالغہ نہ کرنے کی جانب اشارہ ہے کہ درختوں کی معالجت کرنے والے اصحاب اس سے غافل تھے۔

[2]... اشعة اللمعات، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، تحت حديث رافع بن خديج قال ((قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّحْلَ..... الخ))، الجزء 1، صفحہ 129، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی و اخروی ہر کام کا علم تمام انسانوں سے زیادہ رکھتے تھے۔

(شرح مشکوٰۃ ترجمہ اشعۃ اللمعات، جلد 1، صفحہ 432، فرید بک سنال، لاہور، الطبع الثانی: صفر 1424ھ / اپریل 2003ء)

پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو“ بالکل نا انصافی ہے۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ جانب مخالف نے اس کو قرینہ تخصیص بنایا ہے۔ کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جس کے لئے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

ایں گل دیگر شگفت: جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ  
 آيَةُ كَرِيْمٍ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءُ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ  
 وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾<sup>[۱]</sup> میں بھی ”ما“ کو خاص کر ڈالا اور کہہ دیا:

قَوْلُهُ: اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا۔ سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہو جائے۔ انتہی ملخصاً

اَقُولُ: کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کر چکا ہو سنتے ہی کہہ دے گا کہ اس آئیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی لچربات لکھی سنو صاحب سارق کے معنی شاید آپ کو معلوم نہیں ہیں وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کے لئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطاقی ”من قام بہ السرقة“ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اس کے ساتھ قائم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں پس ”سارق من حیث ہو

[illegible]

### [3]...فصل الخطاب

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ ”انتم اعلم بامور دنیاکم“ (تم اپنے دنیاوی امور خوب جانتے ہو۔) فرمائیں لیکن زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی آپ کے علم سے خارج نہیں۔

[1].... القرآن الكريم ، پارہ 6، سورۃ النساء (5)، آیت 38

ترجمہ کنز الایمان: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

سارق“ [چور بحیثیت چور] کا کسب بجز سرقہ یا اس کے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ ”سارق من حیث ہو سارق“ کا وعلیٰ هذا القیاس، پس ”سارق من حیث ہو سارق“ کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اس پر بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالیٰ نے ”الرجل والمرأة فاقطعوا ایدیہما بعد سرقتهما جزاء بما کسبا“ نہ فرمایا کہ ”ما“ کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ”ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبه السارق“<sup>[1]</sup> اس سے بھی ظاہر کہ ”سارق میں حیث ہو سارق“ کا کسب بجز سرقہ اور اس کے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اس کا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کر لو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہہ دے گا کہ چوری۔ اب تو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہو گئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں ﴿لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾<sup>[2]</sup> کے ”ما“ کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں۔ اللہ ہدایت نصیب کرے۔

اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بے فائدہ سیاہ کر کے یہ لکھا ہے:

قَوْلُهُ: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ  
 أَيَّانَ يَبْعَثُونَ﴾ [3] یعنی کہو اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ  
 آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے  
 کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ [4][5]



- [1].... اصول الشناشی، البحث الاول فی کتاب اللہ تعالیٰ، فصل فی الخاص والعام، بحث عموم کلمۃ ”ما“، صفحہ 9، مکتبۃ المدینۃ، کراچی، الطبعة الاولى: 1429ھ/2008م)  
ترجمہ: چور نے جو کچھ (عمل سرقہ) کیا اس سب کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔
- [2].... القرآن الکریم، پارہ 3، سورة البقرة (2)، آیت 284
- [3].... القرآن الکریم، پارہ 20، سورة النمل (27)، آیت 65
- [4].... یہ شبہ مجموعہ فتاویٰ مطبوعہ مطبع صدیقی ص ۵۲ اور مسئلہ علم غیب از مولوی یحییٰ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۲، اور غیبی رسالہ ص ۲، اور کشف الغطا ص ۸۵ وغیرہا رسالوں میں کیا ہے۔ سب حضرات جواب یہاں ملاحظہ فرمائیں (۱۲)
- نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازھر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔
- [5].... مسئلہ در علم غیب مطبوعہ مع علم غیب از قاری محمد طیب، ص 154، ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور، بار دوم، مارچ 1981



اَقُولُ: اس آئے شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے چنانچہ روض النضر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”وَأَمَّا قَوْلُهُ ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ فَمَفْسُورٌ بِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ بِذَاتِهِ وَمِنْ ذَاتِهِ إِلَّا هُوَ“<sup>[1]</sup> امام نووی کے فتاویٰ میں ہے ”مَسْئَلَةٌ مَا مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ وَاشْبَاهَ ذَلِكَ مَعَ أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَا فِي غَدٍّ مِنْ مَعْجَزَاتِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَفِي كَرَامَاتِ أَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ الْجَوَابُ بِمَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ اسْتِقْلَالًا وَآمَّا الْمَعْجَزَاتُ وَالْكَرَامَاتُ فَحَصَلَتْ بِأَعْلَامِ اللَّهِ لَا اسْتِقْلَالًا“<sup>[2]</sup>

اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے ”مَعْنَاهَا لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ

[1]....فيض القدير شرح الجامع الصغير، حرف الميم، تحت رقم الحديث 10824، الجزء 5، صفحہ 525،

المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، 1356

ترجمہ: ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ کے سوا ذاتی طور پر کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

[2]...فتاوى الامام النووي المسمى المسائل المنثورة، باب فى التفسير، آيات علم الغيب المعجزات و

الكرامات، صفحہ 173، انصار السنۃ المحمدیۃ، المركز الرئیسی: 11 کلیا روڈ رستم پارک نواں کوٹ  
لاہور [ولفظہ: (مسألة) ما معنی قوله تعالى قل لا يعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله وقول  
النبي صلى الله عليه وسلم ((لا يعلم ما فی غد الا الله)) و اشباه هذا من القرآن والحديث مع انه قد وقع  
علم ما فی غد من معجزات الانبياء صلوات الله عليه وسلامه وفي كرامات الاولياء رضي الله عنهم  
(الجواب) معناه لا يعلم ذلك استقلالاً واما المعجزات والكرامات فحصلت باعلام الله للانبياء  
والاولياء لا استقلالاً]

ترجمہ: مسئلہ: فرمان باری ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (ترجمہ: کنز الایمان: تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ) اور اس جیسی دیگر آیات کا کیا معنی ہے؟ کیونکہ انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء عظام کی کرامات سے آئندہ کی باتوں کا علم ہو جانا ایک امر واقعی ہے۔ جواب: اس کا معنی یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے سوا) کوئی بھی مستقل اور ذاتی طور پر غیب کا علم نہیں رکھتا، رہی بات معجزات و کرامات کی تو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہونے والا علم مستقل نہیں بلکہ اللہ کے بتائے سے ہے۔

[illegible]

[2].... نسیم الرياض فی شرح الشفا للقاضی عیاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلی لقدر النبی المصطفیٰ۔۔۔ الخ، الباب الرابع فیما اظهره الله علی یدیه۔۔۔ الخ، الفصل الرابع والعشرون ما اطلع علیه من الغیوب وما یکون، الجزء 3، صفحہ 151، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان [هذا لا ینافی الآیات الدالة علی انه لا یرفع الغیب الا الله وقوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطۃ واما اطلاعه علیه باعلام الله له فامر متحقق بقوله تعالی ﴿فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَن ارْتَضٰی مِنْ رَّسُولٍ﴾ (دونوں نسخوں میں آیت طیبہ ”فلا یرفع علی غیبہ احد“ تک مذکور تھی، ہم نے اگلے کلمات بھی شامل کر دیئے ہیں۔) ترجمہ: انبیاء و اولیاء کے لئے علم غیب کا اثبات ان آیات طیبہ کے منافی نہیں جو اس بات پہ دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کیونکہ (ان آیات میں) جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم غیب بے واسطہ ہے جبکہ رسل کرام کا اللہ تعالیٰ کے بتائے سے غیب پر اطلاع پانا ایک ایسا امر ہے جو ارشاد باری تعالیٰ ﴿فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَن ارْتَضٰی مِنْ رَّسُولٍ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔) سے ثابت ہے۔

[3].... القرآن الكريم ، پارہ 29، سورة الجن (72)، آیت 26,27

ترجمہ کنز الایمان: تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔







فقال كيف يخفى امر الخمس عليه صلى الله عليه وسلم والواحد من اهل  
التصرف من امته الشريفة لا يمكنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس<sup>[۱]</sup> یعنی  
میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس  
مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں  
آیہ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں  
کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف  
ممکن نہیں۔

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا اثبات کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر اک کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان، جلد ۲ کے ص ۳۸۹ پر آیہ ﴿يَسْأَلُونَكَ

عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾<sup>[۲]</sup> کے تحت میں ہے ”قد ذهب بعض المشايخ الى ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم کان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافي الحصر في الآية كما لا يخفى“<sup>[۳]</sup> فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۶۴ میں ہے ”فان قيل قوله صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعة كهاتين يدل على ان























[1]....الابريز من كلام سيدي عبد العزيز الدباغ، الباب الثاني في بعض آيات القرآنية، صفحة 247، 248، دار

صادر بيروت، الطبعة الاولى: 1424هـ/2004م

[2]....القرآن الكريم ، پارہ 9، سورة الاعراف (7)، آیت 187

[3]....روح البیان، پارہ 9، سورۃ الاعراف (7)، تحت الآیۃ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ (آیت 187)،

الجزء 3، صفحة 293، دار الفكر - بيروت

ترجمہ: بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بتائے سے وقت قیامت کا علم بھی رکھتے ہیں اور یہ بات آیت قرآنی میں وارد حصر کے منافی نہیں جیسا کہ مخفی نہیں۔

اور مینہ کے بارے میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں کہ بتعلیم الہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۳ میں ایک طویل حدیث ترمذی کی نو اس بن سمعان کی روایت سے، باب العلامات بین یدی الساعۃ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں۔ ((ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ))<sup>[2]</sup> جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یا جوج و ماجوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہیں رہے گا اور اسی مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۴۸۱، باب لا تقوم الساعة الا علی شرار

[1].... الفتوحات الوهية بشرح الاربعين حديثا النووية، رقم 2، تحت قوله صلى الله عليه وسلم "ماالمسؤول عنها باعلم من السائل"، صفحہ 176، دارالصميمی للنشر والتوزيع، الطبعة الاولى: 1428ھ/ 2007م ترجمہ: اگر یہ اعتراض ہو کہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی انکشت شہادت اور درمیانی انگلی کو باہم ملا کر) ارشاد فرمایا تھا کہ "میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔" یہ حدیث اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم حاصل تھا جبکہ آیات قرآنیہ کا تقاضا یہ ہے کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ تو علامہ حلیمی کے بقول اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ "مذکورہ حدیث پاک کا یہ معنی ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اب میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔" لیکن اس اعتراض کے جواب میں حق بات وہ ہے جو جمہور علماء نے ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھایا جب تک کہ آپ کو (قیامت سمیت) ہر مبہم و پوشیدہ بات پر مطلع نہ فرما دیا، ہاں بعض باتیں مخفی رکھنے اور بعض باتیں لوگوں کو بتانے کا حکم فرمایا تھا۔

[2]...مشكوة المصابيح، كتاب الفتن، باب العلامات بين يدي الساعة و ذكر الدجال، الفصل الاول، رقم الحديث 5238، صفحة 486، مكتبة رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م  
 سنن الترمذي، ابواب الفتن، رقم الحديث 2240، الجزء 4، صفحة 83، دار الغرب الإسلامي، بيروت، سنة النشر 1998م



الناس میں عبداللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ((ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ))<sup>11</sup> اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔ اب خوب ثابت ہو گیا کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے ”ولكن كثيرا ما سمعت من الاولياء يقول يمطر السماء غدا او ليلا فيمطر كما قال كما سمعنا ان يحيى بن معاذ كان على راس قبر ولي وقت دفنه وقال لعامة من حضر وا ان هذا الرجل من اولياء الله الهى ان كنت صادقا فانزل علينا المطر قال الراوى فنظرت الى السماء وما رأيت فيها راحة سحاب فانشأ الله سبحانه سحابة مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلين“<sup>12</sup> خلاصہ یہ کہ میں نے اولیاء سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے، یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کئے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کر کے مینہ برسا یا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے مافی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر

[1]....مشكوة المصاييح، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة الا على شرار الناس، الفصل الاول، رقم الحديث

5283، صفحہ 492، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

[2]... تفسير عرائس البيان، في حقائق القرآن، باره 21، سورة لقمن (31)، تحت الآية ﴿ وَ يُنْزِلُ الْغَيْثَ ﴾

[آيت 34]، الجزء 3، صفحة 126، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429هـ/2008م

ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۷۲، باب مناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ”ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کیا؟ عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے، فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں ((تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا يَكُونُ فِي حَجْرِي))<sup>[۱]</sup> ذرا تفسیر عرائس البیان میں ﴿وَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْنُزُونَ مِمَّا قَدْ ذُلِّلَ لَهُمُ الْغُلَامُ﴾ کے تحت صفحہ ۱۴۸ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں ”وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انه اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی ورایت بعینی ما اخبر“<sup>[۲]</sup> حاصل یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انھوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔ ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ملاحظہ ہو کہ وہ صفحہ ۱۱۴ میں فرماتے ہیں۔ نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نہ می زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزند می خواہد بر آمد کہ بعلم خود دنیا را بر گند<sup>[۳]</sup> یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی

[1]....مشکوۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الثالث، رقم الحديث 5917، صفحہ 580، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

[2].... تفسير عرائس البيان في حقائق القرآن، باره 21، سورة لقمن (31)، تحت الآية ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ﴾  
[آيت 34]، الجزء 3، صفحه 126، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429هـ / 2008م

[3]...ہستان المحدثین (اردو، فارسی)، (بیان) فتح الباری شرح علی البغاری، صفحہ 304، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

”اور اسی طرح کل کی بات کا جاننا“ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے ”ربما سمعت واقعة غد منهم قبل المجيء“ [۱] یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس دن کے سنا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک کی خبریں دیدیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن الخطیب انصاری مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ کیا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں ((صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرُ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرُ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا)) رواه مُسْلِم [۲] دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک کے احوال بتا دیئے تو کہاں تک گئے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک اور



[آيت 34]، الجزء 3، صفحہ 126، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429ھ/2008م

الجزء 3، صفحہ 1670، المكتبة الإسلامية - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985

الجزء، صفحة 167، المكتب الإسلامي بيروت  
الصحيح المسلم، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب اخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون الى  
قيام الساعة، الرقم المسلسل 7161، صفحة 1415، دار الفكر للنشر والتوزيع، الطبعة: 1424هـ/2004م



حدیث جس میں صاف لفظ ”غد“ موجود ہے، نقل کی جاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار کی مجال نہ ہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔<sup>[2]</sup> اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۶۳، باب مناقب علی بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں ((قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا أُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ))<sup>[3]</sup>

اور یہیں مخالفین کے اس شبہ کا بھی جواب سن لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے آباء مقتولین یوم بغاث کا مرثیہ گانے میں ”وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ“<sup>[3]</sup> کہہ دیا تھا یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاو۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک بڑا اعتراض ہے اس کو انکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔<sup>[4]</sup> اور مولوی غلام محمد راند ہیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا

.....

[2].... چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ منہ ۱۲

نوٹ: یہ حاشیہ جمال پریس دہلی، مطبع نعیمی، مراد آباد، مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہربک ڈپو، آرام باغ کراچی کے نسخوں میں درج ہے۔

[3].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب مناقب علی بن ابی طالب، الفصل الاول برقم الحدیث 5827، صفحہ 571، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

الصحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فضل من اسلم يديه رجل برقم الحديث 3009، صفحہ 735، دار الفكر للنشر والتوزيع بيروت، الطبعة: 1425، 1426هـ/2005م [بلفظ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَا أُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ]

الصحيح المسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب فضائل علي بن ابی طالب رضى الله تعالى عنه، الرقم المسلسل 6117، 6118، صفحہ 1199، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424هـ/2004م

[3].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح والخطبة والشرط، الفصل الاول برقم الحدیث 3002، صفحہ 279، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

ترجمہ: اور ہم میں وہ نبی موجود ہیں جنہیں علم ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

[4].... یہ شبہ مجموعہ فتاویٰ صدیقی، لاہور، غیبی رسالہ ص ۳ اور کشف الغطا ص ۶۰ میں ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہربک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخوں میں درج نہیں۔



سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جا کر وفات پائی<sup>۱۱</sup> کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم عطاء الہی حاصل نہ تھا اب تو آپ کے امتیوں کے لئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتادی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ! قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سن کر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال سے بیقرار ہو کر رونے لگے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے: وَمَعْنُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا أَوْ قَبْرِي "فَبَكَى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ")<sup>[2]</sup>

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جن کے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اولیاء کے احوال بھی بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال ص ۴۲ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں لکھتے ہیں: "قال المزمعي دخلت على الشافعي في علته التي مات فيها فقلت كيف أصبحت قال أصبحت

.....

[1].... یعنی انھیں یقین تھا کہ ہمیں طرطوس جا کر موت آئے گی جیسی تو دعویٰ سے فرمادیا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں

تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی۔ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

نوٹ: یہ حاشیہ جمال پریس دہلی، مطبع نعیمی، مراد آباد، مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہربک ڈپو، آرام باغ کراچی کے نسخوں میں درج ہے۔

[2].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الثالث، رقم الحدیث 4996، صفحہ 459، مکتبہ رحمانیہ،

لاہور، الطبعة: 2005م



من الدنيا راحلا ولا خوانی مفارقاو لكأس المنية شارباً و بسوء اعمالی ملاقیاً  
وعلى الله و اردا الخ“<sup>۱۱</sup> یعنی ”مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات  
پائی اس میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا آپ نے کس حال میں صبح کی؟ فرمایا: اس حال  
میں کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں موت کا جام پینے والا  
ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں، اللہ پر وارد ہونے والا ہوں۔“ کہتے صاحب یہاں تو امام  
شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں  
بھی شبہ ہے اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے۔

اور اسی مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ [2] یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی، اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت میں مسطور ہے ”قال الجریوی ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ ومن يطلعہ علیہا من صفی و خلیل و حبیب و ولی“ [3] یعنی جریری نے کہا کہ مفاتیح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہوں یا خلیل یا حبیب یا ولی اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے ”وقوله ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ ای لا يعلم الاولون ولا اخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذالک لہم“ [4] یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ



[1]....الاكمال في اسماء الرجال للثيريزي المطبوع في آخر مشكوة المصاييح، الباب الثاني في ذكر ائمة الاصول، محمد ابن ادريس الشافعي، صفحه 641، مكتبه رحمانيه، لاهور

[2].... القرآن الكريم، پارہ 7، سورة الانعام (6)، آیت 59

[3]....تفسير عرائس البيان في حقائق القرآن، باره 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ [آيت 59]، الجزء 1، صفحہ 369، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429هـ/2008م

[4]....تفسير عرائس البيان في حقائق القرآن، باره 7، سورة الانعام (6)، تحت الآية (وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعَلِّمُهَا إِلَّا هُوَ) [آيت 59]، الجزء 1، صفحہ 368، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429هـ/2008م

کے اظہار کے بعد اس کے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائے کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔





بينه وبين قوله ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾؟ قلت يحتمل أن يكون قاله على سبيل التواضع والأدب والمعنى لا أعلم الغيب إلا أن يطلعني الله عليه ويقدره لي. ويحتمل أن يكون قال ذلك قبل أن يطلع الله عز وجل على علم الغيب<sup>[1]</sup> اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ الایہ کے کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تو اضعاف فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے ﴿وَلَوْ كُنْتُ﴾ الایہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرض کہ یہ آیات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو بتعلیم الہی ہے، چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ”ای قل لا أعلم الغیب فیکون فیہ دلالة علی أن الغیب بالاستقلال لا یعلمہ إلا اللہ“<sup>[2]</sup> خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ”وقوله ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعه علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ

﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾

[1]....الفتوحات الالهية بتوضیح تفسیر الحلالین للدقائق الحنفية (حاشية الحمل علی الحلالین) پارہ 9، سورة الاعراف (7)، تحت الایہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ [آیت 188]، الجزء 2، صفحہ 217، قدیمی کتب خانہ، کراچی

باب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 9، سورة الاعراف (7)، تحت الایہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ [آیت 188]، الجزء 4، صفحہ 47، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ [وفیہما: قال ذلك قبل أن يطلع الله عز وجل على الغیب]

[2]....غرائب القرآن ورجائب الفرقان (تفسیر نيسابوری)، پارہ 7، سورة الانعام (6)، تحت الایہ ﴿لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ﴾ [آیت 50]، الجزء 3، صفحہ 81، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى 1416ھ

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾، [۱] یعنی آیہ ﴿وَلَوْ كُنْتُ﴾ الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ﴾ الایہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ﴾ اور ﴿لَا سَتَكُنْتُ﴾ اور ﴿مَا مَسَّنِي﴾ سب صیغے ماضی کے ہیں۔ جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں، آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضرت نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی اس آیت میں اس امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا علم نہ ہوگا پس اگر آیت میں بیان ہے تو اس وقت کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اس کے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

### شیر دوم:

قرآن شریف میں ہے ﴿مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ [۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعضے انبیاء کا قصہ بیان نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟


### جواب:

آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا یہ علم نہ ہونے کی دلیل

[1].... نسیم الریاض فی شرح الشفا للقاضی عیاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعلیٰ لقدر النبی المصطفیٰ۔۔۔ الخ، الباب الرابع فیما اظهره الله علی یدیہ منه۔۔۔ الخ، الفصل الرابع والعشرون ما اطلع علیه من الغیوب وما یكون، الجزء 3، صفحہ 151، اداره تالیفات اشرفیہ، ملتان [وفیہ: "امر متحقق بقوله تعالیٰ الخ" مقام قوله "امر متحقق قال الله تعالیٰ الخ"]

[2].... القرآن الکریم، پارہ 24، سورۃ المؤمن (40)، آیت 78

نہیں اس لئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے، چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۷۵ میں فرماتے ہیں ”هَذَا لَا يُنَافِي قَوْلَهُ تَعَالَى (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ لَآنَّ الْمُنْفَىٰ هُوَ التَّفْصِيلُ، وَالثَّابِتُ هُوَ الْإِجْمَالُ، أَوِ النَّفْيُ مُقَيَّدٌ بِالْوَحْيِ الْجَلِيِّ، وَالثَّبُوتُ مُتَحَقِّقٌ بِالْوَحْيِ الْخَفِيِّ“،<sup>[۱۱]</sup> ہمارے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

[2]. 

کلام اللہ میں ہے ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ [3] اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب:

اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے "أخفى عليك حالهم مع کمال فطنتك وصدق فراستك" [4] مگر حضرت بتعلیم الہی ضرور جانتے ہیں

日 本 國 立 國 際 法 學 會 報 告 書

[1]... مرقاة المفاتيح شرح مشكوة النصايح، كتاب الايمان، الفصل الاول، تحت رقم الحديث 2، الجزء 1،

صفحة 58، دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2002 م

[2].... یہ شبہ سہم الغیب ص ۱۸ میں بھی ہے۔ ۱۲۔

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی کے علاوہ سب نسخوں میں درج ہے۔

[3].... القرآن الكريم ، پارہ 11، سورة التوبة (9)، آیت 101-

[4]... أنوار التنزيل وأسرار التأويل (تفسير البضاوى)، باره 11، سورة التوبة (9)، تحت الآية (9) لَا تَعْلَمُهُمْ ---



چنانچہ جمل جلد ۴، صفحہ ۸۷ میں ہے ”معنی الآية وانك يا محمد لتعرفن المنافقين فيما يعرضون به من القول من تهجين امرك و امر المسلمين و تقبيحه والا استهزاء به فكان بعد هذا لا يتكلم منافق عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الا عرفه بقوله ويستدل بفحوى كلامه على فساد باطنه ونفاقه“ [1]

دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیت ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ﴾ [2] کے مسطور ہے ”فان قلت كيف نفى عنه علمه بحال المنافقين هنا واثبتته في قوله تعالى ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ فالجواب ان آية النفي نزلت قبل آية الاثبات فلا تنافي كرخي“ [3] پس اب ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

### شعبہ چہارم:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ الخ [4] مخالفین کی

--- نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ [آیت 101]، الجزء 3، صفحہ 96، دہر إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى 1418 هـ

ترجمہ: کامل ذہانت اور سچی فراست کے باوجود ان کی حالت آپ پر مخفی ہے۔

[1]....الفتوحات الالهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الحنفية (حاشية الجمل على الجلالين)، پارہ 26، سورة محمد (47)، تحت الآية ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ [آیت 30]، الجزء 4، صفحہ 153، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: آیت کا معنی یہ ہے کہ ”اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تم ضرور منافقوں کو ان کے ایسے اقوال سے پہچان لو گے جن میں وہ تمہارے اور عام مسلمانوں کے معاملہ کی تحقیر و برائی کریں گے اور مذاق بنائیں گے۔“ پس اس کے بعد جب بھی کسی منافق نے آپ کے سامنے کلام کیا تو آپ نے اُسے اس کی گفتگو سے پہچان لیا اور فحوائے کلام سے اس کی بد باطنی اور منافقت پر استدلال کیا۔

[2]....القرآن الکریم، پارہ 26، سورة محمد (47)، آیت 30

[3]....الفتوحات الالهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الحنفية (حاشية الجمل على الجلالين)، پارہ 11، سورة التوبة (9)، تحت الآية ﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ [آیت 109]، الجزء 2، صفحہ 313، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ترجمہ: اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت طیبہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے احوال منافقین کے علم کی نفی کیسے فرمادی حالانکہ ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ میں اس کا اثبات فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت نفی، آیت اثبات سے پہلے نازل ہوئی تھی لہذا یہ ایک دوسرے کے منافی نہیں۔ کرنی۔

[4]....القرآن الکریم، پارہ 15، سورة بنی اسرائیل (17)، آیت 85

خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سرِ پا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

### جواب:

سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے امام محمد غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ”ولا تظن ان ذلك لم يكن مكشوفاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم فان من لم يعرف الروح فكأنه لم يعرف نفسه ومن لم يعرف نفسه فكيف يعرف الله سبحانه ولا يبعد ان يكون ذلك مكشوفاً لبعض الأولياء والعلماء“<sup>[1]</sup> یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة جلد دوم میں فرماتے ہیں ”چہ گوئے جرات کند مومن عارف کہ نفس علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است او را حق سبحانه تعالیٰ علم ذات و صفات خود و فتح کردہ بروی فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب حقیقت جامعہ وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیضائی“<sup>[2]</sup> اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے

.....

[1].... إحياء علوم الدين، ربيع العبادات، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني في وجه التدرج إلى الإرشاد و

ترتيب درجات الاعتقاد، الجزء 1، صفحة 100، 101، دار المعرفة، بيروت

[2].... مدارج النبوة، قسم دوم: در ولادت و رضاعت.....، وصل ایذا رسانی کفار آنحضرت را صلی اللہ ---

جواب:











(ملاراج النبوة (اردو ترجمہ) باب سوم، مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانا۔ وصلہ۔ ج 2، ص 68، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)



أَعْرِفَ النَّاسَ بِامْتِنَاعِهِ وَلَوْ عَرَفَ ذَلِكَ لَمَا ضَاقَ قَلْبُهُ، وَلَمَا سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفِيَّةَ  
الْوَاقِعَةِ قُلْنَا الْجَوَابُ عَنِ الْأَوَّلِ أَنَّ الْكُفْرَ لَيْسَ مِنَ الْمُنْفَرَاتِ، أَمَّا كَوْنُهَا فَاجِرَةٌ  
فَمِنَ الْمُنْفَرَاتِ وَالْجَوَابُ: عَنِ الثَّانِي أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيرًا مَا كَانَ يَضِيقُ قَلْبُهُ  
مِنْ أَقْوَالِ الْكُفَّارِ مَعَ عِلْمِهِ بِفَسَادِ تِلْكَ الْأَقْوَالِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ  
يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَكَانَ هَذَا مِنْ هَذَا الْبَابِ<sup>[1]</sup><sup>[2]</sup> جب رسول اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ دل ہوتے تھے جس کو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا  
ہے ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ﴾ الآية<sup>[3]</sup> اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی  
تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے  
ہیں۔

صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر وہ شخص جس کو لوگ زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود



[1].... مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)، المحكم الخامس: قصة الافك، بارده 18، سورة النور (24)، تحت الآية (١١) الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ﴿١١﴾ [آيت 11]، الجزء 23، صفحه 337، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة 1420هـ.

[2].... پس اگر کہا جاوے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی پیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہما السلام کی مگر فاجرہ اور بدکار نہ ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کی پیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی پیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے۔ تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے اور مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونے نفرت دلانے والی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی پیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے اقوال بالکل فاسدہ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ﴾ یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی بے ہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے یعنی حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بے ہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور کو ان کی بی ہودہ بکواس کا ماطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا۔ ۱۲ منہ

**نوٹ:** مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے علاوہ سب نسخوں میں اس حاشیہ کے بعد ”۱۲ منہ“ درج ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ حاشیہ مصنف کی طرف سے ہے۔ جبکہ مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے نسخہ میں اس حاشیہ کے بعد ”غلام احمد سنبھلی ۱۲“ لکھا ہے۔

[3].... القرآن الكريم ، پارہ 14، سورة الحجر (15)، آیت 97

اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہوں گے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف عنید یا بد بخت پلید نہیں مانے گا جب تک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی۔ چاہئے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے: وَثَانِيهَا أَنَّ الْمَعْرُوفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ إِنَّمَا هُوَ الصَّوْنُ وَالْبُعْدُ عَنْ مُقَدِّمَاتِ الْفُجُورِ، وَمَنْ كَانَ كَذَلِكَ كَانَ اللَّائِقُ إِحْسَانَ الظَّنِّ بِهِ وَثَالِثُهَا: أَنَّ الْقَادِفِينَ كَانُوا مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَاتَّبَاعِهِمْ، وَقَدْ عُرِفَ أَنَّ كَلَامَ الْعَدُوِّ الْمُفْتَرَى ضَرْبٌ مِنَ الْهَذْيَانِ، فَلِمَجْمُوعِ هَذِهِ الْقَرَائِنِ كَانَ ذَلِكَ الْقَوْلُ مَعْلُومَ الْفُسَادِ قَبْلَ نُزُولِ الْوَحْيِ. [1] اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بیجائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا۔ دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور براءۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کا عدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال گفتگو نہ ہو حدیث افک جو

﴿۱﴾ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، الحکم الخامس: قصة الافک، پارہ 18، سورة النور (24)، تحت الآية ﴿۱۱﴾

الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ﴿۱۱﴾ [آیت 11]، الجزء 23، صفحہ 337، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة 1420ھ

﴿۲﴾.... ترجمہ: یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہوا اس کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے سو یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک بذیان ہے پس بنا بران جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول۔ جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل سے معلوم الفساد تھا۔ ۱۲ منہ نوٹ: مطبع شمس المطابع، مراد آباد کے علاوہ سب نسخوں میں اس حاشیہ کے بعد ”۱۲ منہ“ درج ہے جبکہ مطبع شمس المطابع، مراد آباد کے نسخہ میں اس حاشیہ کے بعد ”غلام احمد“ لکھا ہے۔

بخاری کی کتاب الشہادات، باب تعدیل النساء بعضہن عن بعض میں ہے اس میں ہے: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يَعْذُرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا))<sup>۱۱</sup> اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں ان شاء اللہ اس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی سزا ملے گی کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ مومن کامل کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اس لئے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لئے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پر توفیق سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوئے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت غم کا منشاء بے التفاتی ہے اور اگر خدا حق میں آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں انتظارِ وحی میں محبوبہ کی طرف

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840.

[1]....الصحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضاً، رقم الحديث 2661، صفحـ

641، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1425، 1426 هـ/2005م

ترجمہ: کون ہے جو اس شخص کے مقابلہ پر میرے مدد کرے جس نے میری بیوی کے معاملہ میں مجھے اذیت پہنچائی ہے، اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور جس آدمی کا لوگ ذکر کرتے ہیں میں اس میں بھی خیر و بھلائی ہی دیکھتا ہوں۔



توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا جملہ حالات حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرمادیئے ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بے قرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں۔ شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بے قرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لئے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو براءت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یقین ہونا ثابت ہوا۔ مگر ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں، ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔ عینی شرح بخاری، جلد پنجم، ص ۳۸۴ میں ہے ”فی (التلویح) ظن السوء بالانبياء، علیہم الصلوة والسلام، کفر“ [۱] یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا چاہئے کہ وہ توبہ کرے۔

شمس ششم [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

[1].... عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل یخرج المعتکف لحوائجہ الی باب المسجد، الجزء 11، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[2].... یہ شبہ غیبی رسالہ ص ۹ اور مجموعہ فتاویٰ مطبوعہ لاہور ص ۵۲ کشف الغطاء ص ۶۳ اور فتویٰ علمائے دیوبند میں ہے اور جو رسالہ اہل حدیث کا ہے اس کے ص ۱۲ میں ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازہربک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں۔

اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الخ<sup>[1]</sup> تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے: عن مسروق قال قالت عائشة ((مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ، أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ، أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ)) رواه الترمذی<sup>[2]</sup>

### جواب:

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور اب تک جمہور علماء اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ بحث سے خارج ہے اس لئے اس کی بحث نہیں کی جاتی۔

دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم تھا وہ بے شک چھپائے۔ انوار التنزیل میں ہے "قوله تعالى ﴿بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ المراد به تبليغ ما يتعلق به مصالح العباد وقصد بإنزاله إطلاعهم عليه فإن من الأسرار الإلهية ما يحرم افشاؤه"<sup>[3]</sup>

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

[1].... القرآن الكريم، پارہ 21، سورۃ لقمن (31)، آیت 34

[2].... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب رویۃ اللہ تعالیٰ، الفصل الثالث، رقم الحدیث 5415، صفحہ 512،

مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب: وَمِنْ سُورَةِ وَالنَّجْمِ، رقم الحدیث 3278، الجزء 5، صفحہ

248، دار الغرب الاسلامی، بیروت، سنة النشر: 1998م

[3].... أنوار التنزیل وأسرار التأویل (تفسیر البیضاوی)، پارہ 6، سورۃ التوبۃ (5)، تحت الآیۃ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ

مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ [آیت 67]، الجزء 2، صفحہ 136، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة

الأولی 1418 هـ

ترجمہ: ﴿بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ جن باتوں کا تعلق بندوں کی مصلحتوں سے ہے اور۔۔۔

روح البیان، جلد ۳ میں ہے "وَفِي الْحَدِيثِ (سَأَلَنِي رَبِّي) أَي لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ (فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَجِيبَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ بِلا تَكْيِيفٍ وَلَا تَحْدِيدٍ) أَي يَدَ قُدْرَتِهِ لِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ مَنْزَعٌ عَنِ الْجَارِحَةِ (فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا فَأَوْرَثَنِي عُلُومَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَلَّمَنِي عُلُومًا شَتَّى فَعِلْمٌ أَخَذَ عَهْدًا عَلَيَّ كَتَمَانِيهِ إِذْ هُوَ عِلْمٌ أَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى حَمْلِهِ غَيْرِي وَعِلْمٌ خَيْرَنِي فِيهِ وَعِلْمٌ أَمَرَنِي بِتَلْيِغِهِ إِلَى الْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنْ أُمَّتِي) وَهِيَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَكُ كَمَا فِي إِنْشَانِ الْعِيُونِ" [1] خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پس اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلف و تحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں۔ ہکذا فی مدارج النبوة [2] اب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے

\*\*\*

--- جن کے نازل کرنے سے لوگوں کو ان پر مطلع کرنا مقصود ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو، ورنہ اسرار الہیہ میں سے بعض وہ بھی ہیں کہ ان کا نشر کرنا حرام ہے۔

[1].... روح البیان، پارہ 12، سورۃ یوسف (12)، تحت الآیۃ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ [آیت 2]، الجزء 4، صفحہ 208، دار الفکر، بیروت

☆ انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون (السیرۃ الحلبیۃ)، باب ذکر الاسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس، الجزء 1، صفحہ 566، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الثانية 1427ھ

[2].... مدارج النبوة، قسّم اول: فضائل و کمالات، باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم،

وصل رویت الہی، الجزء 1، صفحہ 168، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ/1977م

[مدارج شریف کی فارسی عبارت درج ذیل ہے: "ہر سید از من ہرورد گدار من چیزے ہن نتوانستہ کہ جواب گویم ہن نہاد دست قدرت خود در میان دو شانہ من بے تکلیف و بے تحدید ہن یافتن برد آں داد خود سہتہ ہن داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آں را کہ بامہچکس نگویم و مہچکس طاقت برداشتن آں ندارد جز من و علمی بود کہ مخبر گردانید مراد راظهار و کتمان آں علمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آں بخاص و عام از امت من۔"



سوم یہ کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾<sup>[۱]</sup> میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الہی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان گزر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے ”وَقَوْلُهُ ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ أَيُّ لَا يَعْلَمُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ قَبْلَ إِظْهَارِهِ تَعَالَى ذَلِكَ لَهُمْ وَلَمْ يَعْلَمْ حَقَائِقَ أَقْدَارِهَا إِلَّا هُوَ لِأَنَّهُ تَعَالَى عَرَفَ قُدْرَهُ بِالْحَقِيقَةِ لَا غَيْرَ وَآيُضًا لَا يَعْرِفُ طَرِيقَ وَجْدَانِهَا وَالْوَسِيلَةَ إِلَيْهَا إِلَّا هُوَ بِذَاتِهِ تَعَالَى عَرَفَ طَرَفَهَا لِأَهْلِهَا قَالَ تَعَالَى ﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾“<sup>[۲]</sup> اس سے ظاہر ہے کہ مفاعیل غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے۔

علم قیامت: [۳] شرح مقاصد، صفحہ ۲۵۰، جلد ثانی: "أَنَّ الْغَيْبَ هَهُنَا لَيْسَ عَلَى الْعُمُومِ بَلْ مُطْلَقٌ أَوْ مُعَيَّنٌ هُوَ وَقْتُ وَقُوعِ الْقِيَامَةِ بِقَرِينَةِ السِّيَاقِ وَلَا يَبْعُدُ أَنَّ

[1].... القرآن الكريم ، پارہ 21، سورة لقمن (31)، آیت 34

2008/1429 هـ

ترجمہ: فرمان باری تعالیٰ ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اولین و آخرین اس وقت تک غیب کا علم نہیں رکھتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظاہر نہ فرمائے، اور غیوب کے اقدار کی حقیقتیں فقط اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کی معرفت اسی کو ہے اس کے سوا کسی کو نہیں، یونہی غیوب کے وجدان کے طرق اور ان کے وسائل کی معرفت بھی ذاتی طور پر اسی کو ہے ہاں جو لوگ اس کے اہل ہوں اللہ تعالیٰ انہیں اس کی معرفت عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

[3].... غیبی رسالہ ص ۷۱ اور کشف الغطا میں علم ساعت کا انکار کیا ہے، یہاں اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

نوٹ: یہ حاشیہ مکتبہ مشرق، بریلی اور ازھر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی کے نسخہ میں درج نہیں جبکہ مطبع شمس المطالع مراد آباد کے نسخہ میں اس حاشیہ کا آخری جملہ ”یہاں اس کا جواب ملاحظہ ہو۔“ مذکور نہیں۔





رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م



جارية، فاستوصى بها خيراً، فولدت أم كلثوم“ [1][2]

علامہ کمال الدین دمیری حیوة الحیوان میں بیان فرماتے ہیں ”و عن ابن لهیعة عن  
أبی الأسود، عن عروة قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً من أهل  
البادیة وهو متوجه إلى بدر، لقیه بالروحاء فسأله القوم عن الناس، فلم يجدوا  
عنده خبراً، فقالوا له: سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: أو فیکم  
رسول اللہ؟ قالوا: نعم فجاءو سلم علیہ ثم قال: إن كنت رسول اللہ فأخبرنی  
عما فی بطن ناقتی هذه؟ فقال له سلمة بن سلامة بن وقش، وكان غلاماً حدثاً لا  
تسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأقبل علی فأنا أخبرک عن ذلك! نزوت  
علیها ففی بطنها سخلة منك فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مه.  
فخشیت علی الرجل<sup>[1]</sup> ثم أعرض عنه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم  
یکلم بکلمة واحدة حتی قفلوا واستقبلهم المسلمون بالروحاء یهنونهم فقال  
سلمة یا رسول اللہ ما الذی یهنئونک<sup>[3]</sup> واللہ إن رأینا إلا عجائز صلعا کالبدن  
المعتقلة فنحرناها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن لكل قوم فراسة،  
وإنما یعرفها الأشراف رواه الحاکم فی المستدرک و قال: هذا صحیح مرسل  
وحکاہ ابن ہشام فی سیرتہ<sup>[4]</sup> <sup>[5]</sup> اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ

四  
 三  
 二  
 一

[1]....تاريخ الخلفاء للسيوطي، الخلفاء الراشدون، الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضي الله عنه، الجزء 1،

صفحة 67، مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة: الطبعة الأولى 1425 هـ: 2004م

[2].... عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک درخت کھجور کا دے دیا تھا

جس سے بیس و سق مجبوریں حاصل ہوتی تھیں جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غمی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار، اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کوئی بتادی؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے پس ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ ۱۲۔ شفقت حسین۔ ۱۲۔

[3]....دونوں نسخوں میں ”افحشت الرجل“ اور ”یہنوک“ درج تھا ہم نے صحیح کر دی ہے۔

[4].... حياة الحيوان الكبرى للدميري، باب السنين المهمة، السخلة، فرع، الجزء 2، صفحہ 25، دار الكتب ---

علم مافی غد: رسالہ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات مافی غد یعنی کل ہونیوالی باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۲ میں ہے: قَالَ (عُمَرُ) ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَهَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَوَا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))<sup>۱۱</sup> خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی مافی غد اور باقی ارض تموت کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا۔

یہ شبہ کہ ان جواری کو جو دف پر گاتے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہہ دیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب

四  
 三  
 二  
 一

١٤٢٤ هـ - العلمية، بيروت - الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ هـ

☆المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب سلمة...، الجزء 3، صفحہ 472،

الحديث 5767، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1411هـ / 1990م

☆ السيرة النبوية لابن هشام، ذكر رؤيا عاتكة بنت عبد المطلب، الرجل الذي اعترض الرسول وجواب

سُلَمة لَهُ، الجزء 1، صفحہ 613، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة

الثانية، 1375هـ - 1955م

[5].... خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا

کہ ایسی بات رسول اللہ سے نہ پوچھو، میری طرف متوجہ ہو، میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: خاموش! اور وہ اعرابی حسرت میں رہ گیا ۱۲۔ شفقت حسین تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ۔

[1]....مشكوة المصابيح، كتاب الفتن، باب في المعجزات، الفصل الثالث، رقم الحديث 5683، صفحہ 552،

مكتبه رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م

☆ الصحيح المسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه، ---

تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم مافی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا۔ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ۔

نبی یری ما لا یری الناس حوله ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد  
فان قال فی یوم مقالة غائب فتصدیقها فی ضحوة الیوم أو غد<sup>[۱]</sup>  
اس کو حضرت حسان سے سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے علم مافی غد کا تو اس میں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں ”فان قال فی یوم“ الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے۔

اس کا علم کہ کہاں مرے گا اور کب مرے گا، ما ثبت بالنسۃ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کئے جائیں گے ”عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((یقتل

.....

..... الرقم المسلسل 7116، صفحہ 1406، دار الفكر للنشر والتوزيع، بیروت، الطبعة: 1424ھ/2004م

[1].... شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الثامن فی طہ صلی اللہ علیہ وسلم لذوی الأمراض و

العاهات وتعبیرہ الرؤیا وإنبائه بالأنباء المغیبات، الفصل الثالث فی إنبائه صلی اللہ علیہ وسلم بالأنباء

المغیبات، الجزء 10، صفحہ 114، دار الکتب العلمیہ، الطبعة: الأولى 1417ھ/1996م

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ کتاب اللہ کی تلاوت فرماتے ہیں اور آپ وہ کچھ جانتے ہیں

جو آپ کے ارد گرد کے لوگ نہیں جانتے، پس اگر آپ کسی دن غیب کی کوئی بات بتائیں تو اسی روز یا اگلے روز

اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔



الحسین علی رأس ستین سنة من مهاجرى)) رواه الطبرانی فی الکبیر<sup>[۱]</sup> رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خواب سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا" وأخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال: رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رؤيا، فقصها على أبي بكر، فقال: "رأيت كأنى استبقت أنا وأنت درجة، فسبقتك بمرقأتين ونصف" قال: يا رسول الله يقبضك الله إلى مغفرة ورحمة، وأعيش بعدك سنتين ونصف" (از تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶)<sup>[۲]</sup> حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولِدُ لَهُ وَيَمُكُّ خُمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ))<sup>[۳]</sup> حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ آپ

**國家圖書館藏**

[1].... ما ثبت بالسنة في ايام السنة (مومن کے ماہ و سال) (اردو، عربی)، شهر المحرم، ذکر مقتل سيدنا الامام

الشہید السعید سبط رسول اللہ ....، صفحہ 246، دار الاشاعت، کراچی، سن طباعت: 2005م

☆ المعجم الكبير للطبراني، باب الحاء، حسين بن علي بن ابي طالب، الجزء 3، صفحہ 105، الحديث

2807، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، الطبعة الثالثة [وفيه عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: حسین رضی اللہ عنہ میری ہجرت کے ساٹھویں سال کے سرے پہ شہید کیے جائیں گے۔

[2]... تاريخ الخلفاء للسيوطي، الخلفاء الراشدون، الخليفة الأول: ابو بكر الصديق رضى الله عنه، فصل: فيما

ورد عنه من تعبير الرؤيا، الجزء 1، صفحته 87، مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الأولى 1425هـ/2004م

[3]....مشكوة المصاييح، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عَلَيْهِ السَّلَام، الفصل الثالث، رقم الحديث 5271،

صفحة 491، مكتبة رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م

☆ الطبقات الكبرى لابن سعد، القول في الطبقة الاولى، طبقات البدرين من المهاجرين، ومن بنى تيم--، ابو

بكر الصديق، الجزء 3، صفحہ 132، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1410ھ/1990م.



عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کو ری باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بے دھڑک لکھ دیا کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۴، ذی الحجہ بروز جمعہ

رشید احمد ۱۳۰۱ھ [۱]

(از فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳)

اور مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے: ”پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“ [2]

قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دنیائے اسلام اسماعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی بات یہ ہے کہ اس شرک کے پتہ سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اشرف علی تھانوی اور مرتضیٰ حسن چاند پوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صفحہ ۴ میں ہے: ”حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطاء الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوة کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ“ [3]

اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جائے اسی لئے تطویل سے اعراض کیا اللہ جل شانہ اسی مختصر کو

[1].... فتاویٰ رشیدیہ (مطب)، حصہ اول، صفحہ 22، سطر 4 تا 6، میر محمد کتب خانہ، کراچی

[2].... تقویۃ الایمان، صفحہ 22، آخری سطر، میر محمد کتب خانہ، کراچی


[3].... توضیح البیان، صفحہ 4، مطبع قاسمی دیوبند/ ایضاً، صفحہ 5، مشمول رسائل چاند پوری، جلد اول، صفحہ 124، انجمن

ارشاد المستملین D.6 شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور، اشاعت 1978 / ایضاً (جدید کمپوزنگ

ایڈیشن) صفحہ رسالہ 5، صفحہ جلد 115۔



باعث ہدایت مخالفین فرماوے۔

[1]. 

سفر میں حضرت فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کا ہار گم ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟<sup>[2]</sup>

جواب:

مخالفین کے دلائل کا دار و مدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے۔ کسی آیت و حدیث سے جب وہ اپنا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انھوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زید و عمرو اور ہر ماوشما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات و اہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں انکار د کرنے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہہ دی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری و مسلم کی حدیث ہے ((فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا قَوَّجَدَهَا))<sup>[3]</sup> امام نووی

[1].... یہ شبہ مسئلہ علم غیب مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۲ اور غیبی رسالہ ص ۴ اور کشف الغطا ص ۵۹ اور سہم الغیب ص ۹۸ [میں کیا ہے۔] **نوٹ:** یہ حاشیہ مطبع شمس الطابع، مراد آباد کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں۔

[2].... مسئلہ درنہام غیب مطبوعہ مع علم غیب از قاری محمد طیب، ص 156، ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور، بار دوم، مارچ 1981

[3]....الصحيح البخاري، كتاب التيمم، باب اذا لم يجد ماء ولا ترابا، رقم الحديث 336، صفحة 95، دار الفكر

للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1426، 1425هـ/2005م

وفي رواية مسلم: "فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا"

☆ الصحيح المُسلم، كتاب الحيض، بابُ التَّيْمُمِ، الرقمُ المسلسل 703، صفحہ 183، دار الفکر۔۔۔

فرماتے ہیں ”يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ فَاعِلٌ وَجَدَهَا، النَّبِيُّ“<sup>[1]</sup> اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کہ کیا معنی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم۔ یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ علم الہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ﴿إِنَّا نَیَوْمَ الْقِیَمَةِ﴾<sup>[2]</sup> کہا کئے مگر اللہ سبحانہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لئے عدم علم ضروری ہو۔ اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی آنکھ والوں سے پوچھئے شیخ المشائخ قاضی القضاة اوحدا الحفاظ والرواة شہاب الدین ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں فرماتے ہیں ”وَاسْتُدِلَّ بِذَلِكَ عَلَى جَوَازِ الْإِقَامَةِ فِي الْمَكَانِ الَّذِي لَا مَاءَ فِيهِ“<sup>[3]</sup> یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے مع ہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے فتح الباری میں ہے ”وَفِيهِ اعْتِنَاءُ الْإِمَامِ بِحِفْظِ حُقُوقِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ قُلْتَ“<sup>[4]</sup> اس سے علماء نے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہئے فتح الباری میں ہے ”وَيَلْتَحِقُ بِتَحْصِيلِ الضَّائِعِ الْإِقَامَةُ لِلْحُقُوقِ الْمُنْقَطِعِ وَدَفْنُ الْمَيِّتِ وَنَحْوُ ذَلِكَ مِنْ مَصَالِحِ الرَّعِيَّةِ“<sup>[5]</sup> اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ

...

... للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424 هـ / 2004 م

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو (ہار تلاش کرنے) بھیجا تو ہار پالیا۔

[1].... عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب التیمم، الجزء 4، صفحہ 6، دار إحياء التراث العربی، بیروت

[ولفظه: وقال النووي: يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ فَاعِلٌ وَجَدَهَا، هُوَ النَّبِيُّ]

ترجمہ: ایک احتمال یہ ہے کہ ”وجد“ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ (اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو ہار تلاش کرنے بھیجا تو خود ہار کو پالیا۔“)

[2].... القرآن الکریم، پارہ 29، سورة القيامة (75)، آیت 6

[3].... فتح البازي شرح صحيح البخاري، باب التيمم بالبسملة قبله، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفة، بيروت، 1379

[4].... فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب التيمم بالبسملة قبله، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفة، بيروت، 1379

ترجمہ: اور اس میں تعلیم ہے کہ حقوق بھلے چند ایک ہی ہوں امام حفظ حقوق مسلمین کا اہتمام کرے۔

چاہیے ”وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى تَرْكِ إِضَاعَةِ الْمَالِ“ (فتح الباری) <sup>[1]</sup> اور یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کس طرح وضو کیا جائے گا تو وہ بے چین ہوئے لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے ”إِنَّمَا شَكُّوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ لِّكَوْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَائِمًا وَكَانُوا لَا يُوقِظُونَهُ“ (فتح الباری) <sup>[2]</sup> حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں) انگلیاں مازیں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس وجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اس درجہ ہونا چاہئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو ”فِيهِ اسْتِحْبَابُ الصَّبْرِ لِمَنْ نَالَ مَا يُوجِبُ الْحَرَكَةَ أَوْ يَحْصُلُ بِهِ تَشْوِيشُ النَّائِمِ“ (فتح الباری) <sup>[3]</sup> فضیلت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اظہار ”وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى فَضْلِ عَائِشَةَ



[5].... فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب التیمم البسملة قبلہ، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفۃ، بیروت، 1379 ترجمہ: اور قافلے سے جدا ہو جانے والوں کے آملنے، میت کے دفن کرنے اور رعایا کی مصلحتوں کے اس جیسے دیگر امور کے لئے قیام کرنا بھی، کسی گمشدہ چیز کی تحصیل کے لئے قیام کرنے کی صورت سے ملحق ہے۔

[1].... فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب التیمم البسملة قبلہ، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفۃ، بیروت، 1379 ترجمہ: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل میں اشارہ ہے کہ مال کو ضائع نہ کیا جائے۔

[2].... فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب التیمم البسملة قبلہ، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفۃ، بیروت، 1379 ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پانی نہ ملنے کی شکایت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کی، کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب تھے اور صحابہ کی عادت تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نیند سے بیدار نہیں کرتے تھے۔

[3].... فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب التیمم البسملة قبلہ، الجزء 1، صفحہ 433، دار المعرفۃ، بیروت، 1379 ترجمہ: اس میں بیان ہے کہ جب کسی کو کوئی ایسی بات پہنچے جو حرکت یا کسی ایسے امر کی مقتضی ہو جو (اس کی گود میں) سونے والے کے لئے باعث تشویش ہو تو اسے صبر کرنا مستحب ہے۔





اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو۔ اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ یتیم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا۔

چشم بد اندیش کہہ بر کندہ باد

عیب نماید هنرش در نظر<sup>[1]</sup>

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور ان کے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

ہشتم [2]

قاضی خان میں ہے ”رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یكون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغیب وهو ما كان يعلم الغیب حين كان فی الاحیاء فكيف بعد الموت“<sup>[3]</sup> ترجمہ: ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں۔

جواب:

معارض کا منشاء یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت

[1].... ترجمہ: چشم بد اندیش کو پھوڑاؤ کہ یہ تو ان کے ہنر کو بھی عیب دکھاتی ہے۔ (محمد ثر رضا المدنی)

[2].... یہ شبہ غیبی رسالہ ص ۲۱ اور کشف الغطا ص ۶۳ میں ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں۔

[3].... فتاویٰ قاضی خان (فتاویٰ خانیہ)، کتاب السیر، باب ما یكون کفرا من المسلم وما لا یكون، الجزء 4،

صفحہ 883، مطبع نو لکشور، لکھنؤ، 1331ھ / 1913م

کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنی وہابی بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضی خان کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے بموجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صفحہ ۷۱ اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔“ اور فیصلہ علم غیب صفحہ ۱۳ میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں۔ ”بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہو نیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔“<sup>[۱]</sup> اور منکرین کے اقرار ابتداء رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں<sup>[۲]</sup> (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے،

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را

[3] چندان مان نه داد که شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہم نے ہی خطا کی ہے اب عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے کہ اس میں لفظ ”قالوا“ موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں

中國醫藥科學出版社  
 北京

[1].... فیصلہ علم غیب،

[2].... فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم ان میں داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک حتیٰ کہ یہ لکھ دیتے ہیں کہ ”حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔“ معاذ اللہ اور بعض گستاخ تو یہاں تک بک اٹھتے ہیں کہ ”انہیں اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں۔“ استغفر اللہ۔

**نوٹ:** یہ مانشیہ مطبع بنفس المطابع، مراد آباد کے نسخہ میں درج نہیں۔

[3].... ترجمہ: تو دیکھ کہ شمع کے پروانہ کا خون ناحق ہوا، کہ اس نے اسے کچھ بھی نہ دیا یہاں تک شب کو سحر کر دیا۔

(محمد شریف رضا الممدنی)



اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ ”قالوا“ اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو چنانچہ شامی جلد ۵ صفحہ ۴۴۵ میں ہے ”لَفْظَةُ قَالُوا تُذَكِّرُ فِيمَا فِيهِ خِلَافٌ كَمَا صَرَّحُوا بِهِ“ [1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے ”وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال و اذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القنوت قالوا لایصلی علیہ فی القعدة الاخيرة ففي قوله ’ قالوا‘ اشارة الى عدم استحسانه له والی انه غیر مروی عن الائمة كما قلناه فان ذلك هو المتعارف فی عباراتهم لمن استقرأها واللہ تعالی اعلم“ [2] اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خان کی عبارت خود قاضی خان کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتی کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے درالمختار میں ہے ”انّ الحکمم والفتیاء بالقول المرجوح جهلٌ وخرقٌ للاجماع“ [3] درالمختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ ”قیل“ ضعف کی دلیل موجود ہے۔

### علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات

درالمختار کتاب النکاح میں ہے ”تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

.....

[1].... رد المختار علی الدر المختار، کتاب الاشریة، الجزء 6، صفحہ 450، دار الفکر، بیروت، الطبعة الثانية،

1412ھ 1992م

ترجمہ: لفظ ”قالوا“ ان مسائل میں ذکر کیا جاتا ہے جن میں اختلاف ہو جیسا کہ علماء نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے۔

[2].... غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (الحلبی الکبیری)، فروع فی صلوۃ الوتر، تنبیہ: القنوت فی صلوۃ غیر

الوتر، صفحہ 366، مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ، کوئٹہ (العلامة الشيخ ابراهيم الحلبي

ترجمہ: امام قاضی خان کا کلام اس جانب مشیر ہے کہ یہ قول ان کے نزدیک غیر مختار ہے کیونکہ انہوں نے (اپنے

فتاویٰ میں) فرمایا ہے کہ ”نمازی جب قنوت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج لے تو علماء

نے فرمایا کہ اب قعدۂ اخیرہ میں حضور پر درود نہ بھیجے۔“ پس امام قاضی خان کے فرمان ”قالوا“ (یعنی علماء نے

فرمایا) میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ قول ان کے نزدیک غیر مستحسن ہے اور ائمہ سے مروی نہیں جیسا کہ ہم نے

پہلے ذکر کیا کیونکہ استقراء سے واضح ہے کہ فقہاء کی عبارات میں یہی انداز متعارف ہے۔

[3].... در المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، مقدمة، صفحہ 16، دار الكتب العلمية- بیروت، لبنان،

الطبعة الاولى: 1423ھ 2002م

ترجمہ: قول مرجوح پر حکم کرنا اور فتویٰ دینا جہالت و خرق اجماع ہے۔



پیش کی جاتی ہیں پس کفر نہ ہو گا۔ شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں  
 ”حَاصِلُهُ أَنَّ دَعْوَى عِلْمِ الْغَيْبِ مُعَارِضَةٌ لِنَصِّ الْقُرْآنِ فَيَكْفُرُ بِهَا، إِلَّا إِذَا أُسِنِدَ  
 ذَلِكَ صَرِيحًا أَوْ دَلَالَةً إِلَى سَبَبٍ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى كَوَحْيٍ أَوْ إلهَامٍ“<sup>[1]</sup> یعنی غیب کا دعویٰ  
 نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالت کسی  
 سبب کی طرف نسبت کر لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں  
 درالمختار میں ہے ”وَفِيهَا كُلُّ إِنْسَانٍ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَعْلَمُ مَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ وَبِهِ؛  
 لِأَنَّ إِرَادَتَهُ تَعَالَى غَيْبٌ إِلَّا الْفُقَهَاءَ فَإِنَّهُمْ عَلِمُوا إِرَادَتَهُ تَعَالَى بِهِمْ بِحَدِيثِ  
 الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ“<sup>[2]</sup> غایۃ الاوطار میں اس  
 عبارت کے تحت مسطور ہے ”اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے  
 مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے  
 رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے  
 اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔“<sup>[3]</sup>

اب خوب ظاہر ہو گیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم  
الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الہی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے  
ثابت۔

[illegible]

[1]....رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد، مطلب توبة اليأس مقبولة دون إيمان اليأس، الجزء 4،

صفحة 243، دار الفكر-بيروت، الطبعة الثانية، 1412هـ-1992م

[2]....در المختار شرح تنوير الابصار و جامع البحار، مقدمة، صفحة 12، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،

الطبعة الأولى: 1423هـ 2002م

[3].... غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار، دیباچہ، الجزء 1، صفحہ 18، 17، مطبع نامی نشی نولکشور، لکھنؤ

الْأَشْبَاهُ وَالْخُلَائِقُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ لَابْنِ نَجِيمٍ، الْفَنُ الثَّالِثُ: الْجَمْعُ وَالْفَرْقُ، الْفَرْقُ، فَائِدَةُ:

كل إنسان غير الأنبياء ...، صفحہ 337، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى: 1419ھ

1999م. انظر الاشباه: "فائدة: كل إنسان غير الأنبياء لم يعلم ما أراد الله تعالى له وبه؛ لأن إرادته غيب

عناء، إلا الفناء فإنهم علموا إرادته تعالى بهم بخبر الصادق المصدق؛ بقوله صلى الله تعالى عليه

وسلم ( فمن يرد الله تعالى به خيرا يفقهه في الدين ) كذا في أول شرح البهجة للعراقي . [



شمس:

جميع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیوں کر ہو سکتا ہے۔<sup>[1]</sup>

جواب:

یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اسلئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہے گا مگر دیہاتی، امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ ﴿وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا﴾<sup>[2]</sup> کے فرماتے ہیں ”قُلْنَا لَا شَكَّ اَنَّ اِحْصَاءَ الْعَدَدِ اِنَّمَا يَكُونُ فِي الْمُتَنَاهِي، فَاَمَّا لَفْظَةُ كُلِّ شَیْءٍ فَانْهَآ لَا تَدُلُّ عَلٰی كَوْنِهِ غَيْرَ مُتَنَاهٍ، لِاَنَّ الشَّیْءَ عِنْدَنَا هُوَ الْمَوْجُودَاتُ، وَالْمَوْجُودَاتُ مُتَنَاهِيَةٌ فِي الْعَدَدِ“<sup>[3]</sup> اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کون سی عقلمندی ہے اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے۔

### مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قَوْلُهُ: بعد الحمد والصلوة احقر الوری اشرف علی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات و احادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً

..... خلاصہ تحریر مولوی اشرف علی تھانوی و حکیم بجنوری

[1].... نوٹ: مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے نسخہ میں ”خلاصہ تحریر“ کی بجائے ”خلاصہ تقریر“ کے الفاظ مندرج ہیں۔

[2].... القرآن الکریم، پارہ 29، سورة الجن (72)، آیت 28

[3].... مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، پارہ 29، سورة الجن (72)، تحت الآیة ﴿وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا﴾ [آیت 28]، الجزء 30، صفحہ 680، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة 1420ھ

ترجمہ: ہم کہتے ہیں: کچھ شک نہیں کہ احصائے عدد یعنی گنتی کرنا امور متناہیہ ہی میں ہوتا ہے۔ رہی بات لفظ ”کل شئ“ کی تو یہ ان امور کے غیر متناہی ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ شے کا اطلاق ہمارے نزدیک موجودات پر ہوتا ہے اور موجودات متناہی فی العدد ہیں۔

سب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔“  
**أَقُولُ:** سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے  
 مثبتین کا دعویٰ کل شیء معلوم لبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم<sup>[1]</sup> ہے  
 اور یہ موجبہ کلیہ ہے اس کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے (مثالہ بعض الاشياء ليس  
 بمعلوم لبینا)<sup>[2]</sup> جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں  
 کلام نہ ہوگا؟ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی  
 ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا۔ یہ بھی خوش فہمی ہے، ایک۔ دوسرے: خصم خود کہتا  
 ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جس کا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم  
 سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج  
 حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت فیضہم نے انباؤ المصطفیٰ<sup>[3]</sup> کے صفحہ  
 ۴ پر فرمایا ”ہاں وہاں تمام نجد یہ دہلوی و گنگوہی، جنگلی و کوہی سب کو دعوت عام ہے  
 ﴿اجْمَعُوا شُرَكَاءَ كُمْ﴾ چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالة  
 یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت  
 ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں  
 امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔ فَإِنْ لَمْ  
 تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْخَائِنِينَ“<sup>[4]</sup><sup>[5]</sup> اب یہ

~~~~~

- [1].... ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شے معلوم ہے۔  
 [2].... ترجمہ: مثلاً ”بعض اشیاء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہیں۔“  
 [3].... انباؤ المصطفیٰ بحال سیر و اخفی (۵۱۳۱۸) (اللہ تعالیٰ کا) حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (یا حضور کا  
 لوگوں کو) راز اور پوشیدہ ترین باتوں کی خبر دینا]:

- یہ رسالہ مبارکہ فتاویٰ رضویہ (مخرجہ)، رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی جلد 29 کے صفحہ 485 تا 510 پر موجود ہے۔  
 [4].... انباؤ المصطفیٰ بحال سیر و اخفی (۵۱۳۱۸)، صفحہ 5، مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی، ہند، بار ہفتم  
 1926ء العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية (مخرجہ)، رسالہ: انباؤ المصطفیٰ بحال سیر و اخفی (۵۱۳۱۸)،  
 ج 29، صفحہ 489، رضا فاؤنڈیشن، لاہور  
 نوٹ: سن 1926ء کو مولانا محمد ابراہیم رضا خان صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے مطبع اہلسنت و۔۔۔

کہہ دینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔  
**قَوْلُهُ:** ”تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے۔“  
**أَقُولُ:** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں  
 یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اسلئے کہ جو مفید ایجاب  
 کلی ہے (مثالہ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ) الحدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات  
 واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا۔

**قَوْلُهُ:** ”اور اسی قسم میں کلام ہے۔“  
**أَقُولُ:** چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ اشتدلال کرے گا۔  
**قَوْلُهُ:** جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ  
 کے علم کا اثبات کرتے ہیں۔

**أَقُولُ:** جی ہاں یہ ضرور بتائیے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے  
 جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں۔

مبجین علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت کے لئے ہرگز جمیع مغیبات غیر  
 متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ نے ان پر چپکائی وہ تو جمیع اشیاء  
 کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ نہم میں مذکور ہوا۔  
**قَوْلُهُ:** اور اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک  
 ٹھہراتے ہیں۔

**أَقُولُ:** غلط۔ انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع

-----

۔۔۔ جماعت بریلی سے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دور سائل (۱) اِنْبَاؤُ الْمُصْطَفَى بِحَالِ سِرِّ وَ  
 اخْفَى (۱۳۱۸ھ) اور (۲) اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاهِ فِي حِلِّ نِدَاءِ يَا رَسُولَ اللّٰہ (۱۳۰۶ھ) کا 32 صفحات پر  
 مشتمل ایک مجموعہ شائع کیا جس کے سرورق کے بعد صفحہ 2 تا 18 پر رسالہ انباؤ المصطفیٰ اور صفحہ 19 تا  
 32 تک رسالہ انوار الانتباه موجود تھا کیونکہ متن میں مذکور الفاظ بعینہ اسی نسخہ میں مسطور تھے لہذا اول الذکر  
 حوالہ اسی نسخہ سے درج کیا گیا ہے۔)

[4].... دونوں نسخوں میں آیت طیبہ کے چند الفاظ کم درج تھے ہم نے مکمل آیت نقل کر دی ہے۔



موجود ہو موید اور چیز ہے۔

قَوْلُهُ: اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں۔

اَقُولُ: برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں۔

قَوْلُهُ: اب بتوفیقہ تعالیٰ یہ احقر اولاً سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احدا لمحتملین  
ہونے کے قطعی الدلالتہ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی  
الدلالتہ پر موقوف ہے <sup>[۱]</sup> اس سے کب استدلال صحیح ہوگا؟

اَقُولُ: کیا خوب! بناء فاسد علی الفاسد۔ حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احداً محتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلاً نہیں، اب آپ کی یہ سب تارو پود کنسج العنکبوت [مکڑی کے جالے کی طرح] ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی پر بحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں۔ البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد یائیں گے۔

قَوْلُهُ: بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو۔ مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلاویں گے ملائکہ عرض کریں گے "إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدَثُوا بِعَدِّكَ" [2] اس میں جملہ "لَا تَدْرِي" الخ مفید ہو رہا

[1].... یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل، تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں۔  
نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے نسخہ میں درج نہیں۔

[2]...الصحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب في الحوض، رقم الحديث 6576، الجزء 8، صفحة 119، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى: 1422ھ۔  
ترجمہ: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔

ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ و رور و ایات متحملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

**اَقُولُ:** تقدم تاخر کیسا؟ سلب جزئی ہی کہاں ہے جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے ”اِنَّكَ“ الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر۔ واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دے دی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی ”بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ فَاِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى اِذَا عَرَفْتَهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: اَيْنَ؟ قَالَ: اِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: اِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بِعُدْكَ عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى“ [1] حضور فرماتے ہیں اس اثناء میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اُن کے درمیان سے نکل کر کہا آؤ میں نے کہا کہاں؟ اس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے یہ بخاری شریف کی حدیث ہے مولوی اشرف علی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور ان کا مال جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ ”اِنَّكَ لَا تَدْرِى“ میں ہمزہ استفہام مقدر ہو جیسا کہ ﴿وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا﴾ الآیہ [2] اور ﴿هٰذَا رَبِّى﴾ [3] میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح

.....

[1]....الصحيح البخارى، كتاب الرقاق، باب فى الحوض، رقم الحديث 6587، الجزء 8، صفحه 121، دار

طوق النجاة، الطبعة الاولى: 2 142 هـ

[2]....پارہ 19، سورة الشعراء (26)، آیت 22

[3]....پارہ 7، سورة الانعام (6)، آیت 76

مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے  
 ((فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي فَيُقَالُ أَمَّا شَعَرْتُ مَا عَمِلُوا بِعُذْكَ؟))<sup>[1]</sup>  
 یعنی پس میں کہوں گا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا  
 جائے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا اب تھا نوی صاحب  
 فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھا نوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد  
 احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم وابن ماجہ میں  
 ہے ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا حَسَنَهَا وَقَبِيحَهَا))<sup>[2]</sup> یعنی مجھ پر میری  
 امت مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔

دوسری حدیث ابوداؤد و ترمذی میں ہے ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَكْثَرَ مِنْ سُورَةِ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا))<sup>[3]</sup> یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے پس میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا جب حضور اقدس پر امت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کئے گئے اور

**國家圖書館藏**

- [1]....الصحيح المُسلم، كتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم وصفاته، الرقم المسلسل 5866، صفحته 1148، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424هـ/2004م
- [2]....الصحيح المُسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد....، الرقم المسلسل 1120، صفحته 258، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424هـ/2004م [ بلفظ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا" ]
- ☆ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب اماطة الاذى عن الطريق، رقم الحديث 3683، الجزء 2، صفحته 1214، دار إحياء الكتب العربية [ بلفظ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا" ]
- [3]....سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في كنس المسجد، رقم الحديث 461، الجزء 1، صفحته 126، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت
- ☆ سنن الترمذی، ابواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: 19، رقم الحديث 2916، الجزء 5، صفحته 28، دار الغرب الإسلامي - بيروت، سنة النشر 1998م







رَأْسَهُ فَأَنْظُرْ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَأَعْرِفْ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ وَمِنْ خَلْفِي  
مِثْلُ ذَلِكَ وَعَنْ يَمِينِي مِثْلُ ذَلِكَ وَعَنْ شِمَالِي مِثْلُ ذَلِكَ۔ "فَقَالَ رَجُلٌ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ؟  
قَالَ: هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ لَيْسَ أَحَدٌ كَذَلِكَ غَيْرَهُمْ  
وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتُونَ كِتَابَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ تَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ  
(ذُرِّيَّتُهُمْ) رَوَاهُ أَحْمَدُ<sup>11</sup> اب فرمائیے استفہام مقدر مانئے گا یا نہیں اتنی  
حدیثیں آپ کی تسکین کے لئے کافی ہیں یا وہی کہے جائیے گا۔ کاش ذہول ہی پر حمل  
کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا بہر حال اب تو آپ  
کا سلب مسلوب ہوا، والحمد للہ۔ فرمائیے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس  
کے گھر سے آئیگا؟

قَوْلُهُ: دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔  
أَقُولُ: یہ لیاقت علمی سے بے گانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے  
خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟  
ایک عنایت فرما کا شبہ: جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے  
ایک شبہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہ اور اس کا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں  
شامل کر چنانچہ وہ شبہ مع جواب حوالہ قلم ہوتا ہے۔

شبیہ: [2]

بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت

☆ مشکوۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ، الفصل الثالث، رقم الحدیث 278، صفحہ 41، مکتبہ رحمانیہ،

لاہور، الطبعة: 2005م

☆ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تلمة مسند الأنصار، حدیث ابی الدرداء، رقم الحدیث 21737، الجزء  
36، صفحہ 64، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: 1421ھ / 2001م

[2].... یہ مسئلہ علم غیب مصدقہ مولیٰ گنگوہی ص ۴۶ [میں ہے۔]

نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطابع، مراد آباد کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں۔



المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اس کا حال بتایا اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں۔<sup>[۱]</sup>

## جواب:

مسلمان کو صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع  
شیاء کا علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی  
طرف سے شبہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر  
گھڑیں گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم و فبیح ہے لہذا  
حب ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض کا  
حق نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے اس سے میری مراد یہ  
ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف و حدیث سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص  
سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر و چشم تسلیم کرے۔ اب اصل شبہ کے دفع کی  
طرف توجہ فرمائیے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہوتا ہم اتنا ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو  
تین بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور  
حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار حضرت صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد و غمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے  
کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اس کو دریافت کرتے ہو مگر حسب  
بیان سائل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صراحتاً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں  
نے دریافت کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سراسر حق و بجا ہے تو ضرور حضور صلی اللہ

















[3].... مسئلہ در علم غیب مطبوعہ مع علم غیب از قاری محمد طیب، ص 156، ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور،

بار دوم، مارچ 1981

تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر ان کا نہ بتانا یا متردو ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہونے سے ناشی۔

دوم: یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس

تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستے میں بیت المقدس پر گزرے اس کو پورے طور پر دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دور کعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبریل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے، حضور نے دودھ پسند فرمایا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرۃ کو

اختیار فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۸ میں مروی ہیں یہ

ہیں: عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَتَيْتُ

بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبُغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى

طَرَفِهِ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي تَرَبُّطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ۔

قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ بِإِنَاءٍ

مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ))<sup>۱۱</sup> انتہی

بقدر الحاجة۔ اب کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا،

سواری سے اترنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا، بیت المقدس میں داخل ہو کر دور کعتیں ادا فرمانا

پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہاں کے

حالات پر آگاہی تھی، پھر اگر حضور متردو ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت اس طرف

التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے مروی ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي الْحَجْرِ

وَقُرَيْشٍ تَسْأَلْنِي عَنْ مَسْرَآئِي فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ أُبْتَهَا

\*\*\*

[1]....مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب فی المعراج، الفصل الاول، رقم الحديث 5610، صفحہ 537،

مکتبہ رحمانیہ، لاہور، الطبعة: 2005م

الصحيح المسلم، کتاب الايمان، باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السماوات وفرض

الصلوات، الرقم المسلسل 300، صفحہ 98، 99، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424ھ/2004م









کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا رب جل و علا دنیا و آخرت میں کیا کرے گا اب مولوی عبدالعزیز کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا ”کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنی پر یعنی آپ ان واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے کسی کے نزدیک منسوخ نہیں۔“ (غیبی رسالہ ص ۳)

ثانیاً دوسرے معنی جو معترض نے نکالے بہت ضعیف ہیں صحیح معنی وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے بخاری میں ہے ”عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَتْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتَسَمَ الْمُهَاجِرُونَ قِرْعَةً. قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فَأَنْزَلَنَا فِي أَبِيَاتِنَا، فَوَجَعَ وَجَعَهُ الَّذِي تَوَفَّى فِيهِ، فَلَمَّا تَوَفَّى وَغَسَلَ وَكَفَنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ زَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهِدَتِي عَلَيْكَ، لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا يَذْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟" فَقُلْتُ: يَا أَبَايَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللَّهُ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ، مَا يَفْعَلُ بِي" قَالَتْ: فَوَاللَّهِ لَا أَزْكَى بَعْدَهُ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ“<sup>[1]</sup> اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع فاروقی صفحہ ۴۱۴ میں اسی آیت کریمہ

﴿۵﴾... القرآن الکریم، پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف (۴۶)، آیت ۹

﴿۶﴾... القرآن الکریم، پارہ ۲۶، سورۃ الفتح (۴۸)، آیت ۱

ترجمہ کنز الایمان: بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔

[1].... الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم، ام العلاء الانصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رقم الحدیث 3562،

الجزء 4، صفحہ 310، دار ابن حزم، لبنان/ بیروت، الطبعة الثانية، 1423ھ-2002م) بلفظه [وفیه: عن

خارجة بن زيد بن ثابت ان ام العلاء امرأة من الانصار بايعة النبي... الخ]

☆ الصحیح البخاری، کتاب التعبير، اب روى النساء، رقم الحدیث 7003، صفحہ 1760، دار الفکر

للنشر والتوزيع، بیروت، الطبعة: 1425، 1426ھ-2005م

ترجمہ: خارجہ بن زید بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ام العلاء نامی ایک انصاریہ عورت جس۔۔۔



﴿وَمَا أَدْرِى﴾ الآية کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں "قال ابن الجوزی الصحيح فى معنى الآية قول الحسن وعن ابن عباس وانس وعكرمة وقتادة معناه لا ادري حالى ولا حالكم فى الآخرة ثم نزل بعده ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ﴾ فقالوا هناك قد علمناه ما يفعل الله تعالى بك ثم نزل ﴿لِيَدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ﴾<sup>[2]</sup> اب تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث) کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنی صحیح نکلے جن کے مراد ہونے پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجال گفتگورہی۔

مثلاً اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنی فرض بھی کر لئے جاویں تو ان کا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا



--- نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی بتاتی ہے کہ مہاجرین کو قرعہ اندازی کر کے تقسیم کیا گیا تو حضرت عثمان بن مظعون ہمارے حصے میں آئے، ہم نے انھیں اپنے مکانات میں بٹھرایا، لیکن پھر وہ ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ان کی وفات ہو گئی، جب وہ فوت ہوئے اور انھیں غسل دیا گیا اور ان کے اپنے کپڑوں میں کفنایا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ میں نے (عثمان کی طرف متوجہ ہو کر) کہا: "اے ابوالسائب تم پہ اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بزرگی عطا فرمائی ہے۔" اس پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بزرگی عطا فرمائی ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا باپ آپ پر فدا، اللہ تعالیٰ اور کسے بزرگی عطا فرمائے گا؟ ارشاد فرمایا: اسے تو موت آچکی اور اللہ! میں اس کے لئے خیر و بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے بھی اپنی عقل سے یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ ام العلاء نے کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں کہ آئندہ کسی کی تعریف نہ کروں گی۔

[2].... کمالین حاشیہ جلالین، صفحہ 414، مطبع فاروقی، دہلی (مخزونه جامعه نظامیہ رضویہ، لاہور)

ترجمہ: علامہ ابن جوزی نے فرمایا: اس آیت کی تفسیر میں صحیح قول حضرت حسن کا ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس، انس اور عکرمہ وقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ ﴿وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ "میں نہیں جانتا آخرت میں میرا اور تمہارا کیا حال ہوگا۔" پھر اس کے بعد آیت طیبہ ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ﴾ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ اب ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا اور پھر آیت مبارکہ ﴿لِيَدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ﴾ الآية نازل ہوئی۔ (تو اس سے مؤمنین اور منافقین و مشرکین کا انجام بھی معلوم ہو گیا۔)

ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنی کے لئے تو منسوخ ہے مگر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا تفسیر لباب التاویل (خازن) جلد رابع صفحہ ۱۲۳ ملاحظہ کیجئے اس میں ہے ”وقیل لا أرى إلى ماذا يصير أمري وأمركم في الدنيا أما أنا فلا أدرى أخرج كما أخرجت الأنبياء من قبلي أم أقتل كما قتل بعض الأنبياء من قبلي وأما أنتم أيها المصدقون فلا أدرى أخرجون معي أم تتركون أم ماذا يفعل بكم ولا أدرى ما يفعل بكم“<sup>[1]</sup> أيها المكذبون أترمون بالحجارة من السماء. أم يخسف بكم“<sup>[2]</sup> أم أي شيء يفعل بكم مما فعل بالأمم المكذبة ثم أخبره الله عز وجل أن يظهر دينه على الأديان كلها فقال تعالى ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ وقال في أمته ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ فأعلمه ما يصنع به وبأمرته قيل معناه لا أدرى إلى ماذا يصير أمري وأمركم ومن الغالب والمغلوب ثم أخبره أنه يظهر دينه على الأديان وأمرته على سائر الأمم.<sup>[3]</sup> کیوں

~~~~~

[1].... مکتبہ مشرق، بریلی کے نسخہ میں ”ایہا المصدقون“ سے ”ما یفعل بکم“ تک کی ایک سطر چھپنے سے رہ گئی ہے۔

[2].... أم یخسف بکم (م، ص 129)

[3].... لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 26، سورۃ الاحقاف (46)، تحت الآیۃ ﴿مَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِّیْ وَلَا بِکُمْ﴾ [آیت 9]، الجزء 4، صفحہ 128، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ۔

ترجمہ: اور اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ ”اس دنیا میں میرا اور تمہارا انجام کیا ہوگا مجھے اس کا علم نہیں۔“ یعنی ”میں نہیں جانتا کہ میں بھی اگلے انبیاء کے کرام علیہم السلام کی طرح ہی اس دنیا سے رخصت ہوں گا یا بعض انبیاء سابقین کی طرح شہید کر دیا جاؤں گا اور اے اہل ایمان! مجھے علم نہیں کہ تم بھی میرے ساتھ ہی اس دنیا سے رحلت کرو گے یا میرے بعد زندہ رہو گے اور اے جھٹلانے والو! میں نہیں جانتا کہ تم پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے یا تمہاری صورتیں مسخ کر دی جائیں گی یا تمہارے ساتھ ایسا کونسا سلوک کیا جائے گا جو سابقہ جھٹلانے والی امتوں سے برتا گیا۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا کہ اللہ آپ کے دین کو سب دینوں پر غالب فرمائے گا سو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ---

صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق سبجہ تعالیٰ نے اس کی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپ کے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے گا اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے۔

ع جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے

رابعاً نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود دعویٰ اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں ہمیں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے<sup>[1]</sup> اِجْوَانُ كُفَّارٍ نَابِكَا رَکَہُ جَوَابٌ مِّسْ نَازِلٌ ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعویٰ اور یہ حرکتیں ”لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَرِحَ الْمُشْرِكُونَ وَقَالُوا وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى مَا أَمَرْنَا وَأَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا وَاحِدٌ وَمَا لَهُ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَفَضْلٍ وَلَوْلَا أَنَّهُ ابْتَدَعَ مَا يَقُولُهُ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهِ لِأَخْبِرَهُ الَّذِي بَعَثَهُ بِمَا يَفْعَلُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزَّ وَجَلَّ: ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ فَقَالَتِ الصَّحَابَةُ هِنَا لَكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتَ مَا يَفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يَفْعَلُ بِنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزَّ وَجَلَّ: ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ الْآيَةُ وَأَنْزَلَ ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ فَبَيْنَ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ وَبِهِمْ<sup>[2]</sup> (خازن، ص ۱۲۳، مطبوعہ مصر)

--- لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین

کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔) اور آپ کی امت کے بارے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب گرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔) پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آیت ﴿مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ کا معنی یہ ہے کہ ”میں نہیں جانتا میرا اور تمہارا کیا انجام ہوگا یعنی ہم غالب رہیں گے یا مغلوب“ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کے دین کو سب دینوں پر اور آپ کی امت کو سب امتوں پر غلبہ دے گا۔

[1].... اس کے جواب میں ہمیں وہی آیت پیش کرنی ہوتی ہے (م، ص 129)

[2].... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 26، سورۃ الاحقاف (46)، تحت الآیۃ ﴿مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾

دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1415 هـ۔۔۔۔۔



شبینہ [1]

قرآن پاک میں وارد ہے ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّمُ الْغُيُوبِ﴾ [2] یعنی جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیئے گئے یعنی تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے کہ ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟

جواب:

ایسے شبہات مخالفین کی کوتاہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے۔ جس کی نسبت وہ ﴿لَا عِلْمَ لَنَا﴾ فرمادیں گے کیونکہ سوال یہ ہے کہ تمہاری امتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو ان کی امت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہہ

ترجمہ: جب آیت ﴿مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہو کر کہنے لگے: "لات و

عزیٰ کی قسم اللہ کے ہاں ہمارا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ یکساں ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہم پر کچھ فضیلت نہیں اور جو کچھ یہ کہتے ہیں اگر انھوں نے خود سے نہ گڑھا ہوتا تو انھیں مبعوث کرنے والا انھیں ان کے انجام کی خبر ضرور دیتا۔" تو اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کی تردید کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔) اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو مبارک ہو کہ آپ کو اپنے انجام کا علم ہو گیا اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ (ترجمہ کنز الایمان: تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں۔) ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ (ترجمہ کنز الایمان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔)

[1].... یہ شبہ۔۔۔۔۔ کتاب ریاض المرتاض ص ۲۸ میں کیا ہے۔ [اس عبارت میں کچھ الفاظ مخدوش تھے ان کی جگہ

خالی چھوڑ دی گئی ہے۔]

نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطالع، مراد آباد کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں۔

[2].... القرآن الکریم، پارہ 7، سورۃ المائدہ (5)، آیت 109

دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیوب ہے صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لا شیء کے ہے تفسیر خازن صفحہ ۵۰۴ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ”أن الرسل عليهم السلام لما علموا أن الله تعالى عالم لا يجهل وحليم لا يسفه وعادل لا يظلم علموا أن قولهم لا يفيد خيرا ولا يدفع شرا فأروا الأدب في السكوت وفي تفويض الأمر إلى الله تعالى وعدله فقالوا لا علم لنا“ [۱] جمہور مفسرین اس کے تو مقرر ہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ ان کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو قلع و قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں، ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم و حیا سے تعلق ہو تو آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوء ادب پر محمول ہوتے ہیں۔

شبیہ [۲]

ابوداؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش

[1]... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ ۷، سورۃ المائدہ (۵)، تحت الآیۃ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ﴾ [آیت ۱۰۹]، الجزء ۲، صفحہ ۹۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ (مفاتیح الغیب) (التفسیر الکبیر)، پارہ ۷، سورۃ المائدہ (۵)، تحت الآیۃ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ﴾ [آیت ۱۰۹]، الجزء ۱۲، صفحہ ۴۵۷، دار إحياء التراث العربی بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ [بلفظ: أَنَّهُمْ لَمَّا عَلِمُوا أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَالِمٌ لَا يَجْهَلُ، حَكِيمٌ لَا يَسْفَهُ، عَادِلٌ لَا يَظْلِمُ، / عَلِمُوا أَنَّ قَوْلَهُمْ لَا يُفِيدُ خَيْرًا، وَلَا يَدْفَعُ شَرًّا فَأَرَوْا أَنَّ الْأَدَبَ فِي السُّكُوتِ، وَفِي تَفْوِيضِ الْأَمْرِ إِلَىٰ عَدْلِ الْحَيِّ الْقَيُّومِ الَّذِي لَا يَمُوتُ]

ترجمہ: جب رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے بے علم نہیں، حکم والا ہے سفیہ نہیں اور عادل ہے ظلم نہیں کرتا اور وہ جانتے ہیں کہ ان کا قول نہ خیر کا افادہ کرے گا اور نہ شر کو دور کرے گا تو وہ سمجھ لئے کہ ادب خاموشی اختیار کرنے اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے عدل و کرم کے سپرد کرنے ہی میں ہے اسی لئے انہوں نے کہا کہ ہم تیرے سامنے کچھ علم نہیں رکھتے۔

مبارک قدم سے اتار دی یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی ہے لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟

جواب

معترض کا یہ کہہ دینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اسکی نافرمانی پر دال ہے پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمال متطیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے اس سے عدم علم آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے۔<sup>۱۱</sup> شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں ”وقدر بفتح قاف و ذال معجمہ در اصل آنچه مکروه پندارد آنرا طبع و ظاہرا نجاستی نبود کہ نماز با آن درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقدر کہ طبع آنرا ناخوش دارد والا نماز

**宣統元年四月**

[2].... یہ شبہ کشف الغطا ص ۶۲ میں ہے۔

نوٹ: یہ حاشیہ مطبع شمس المطابع، مراد آباد اور جمال پریس دہلی کے سوا کسی نسخہ میں درج نہیں۔

[1].... اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کے لئے اس وجہ سے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تلویت ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے۔ کذا فی رد المحتار ۱۲





کیوں انھیں روانہ نہ فرماتے آخر روانہ نہ فرمانے کا باعث کیا؟ صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگزر کر جاتے۔

ع کادِ پا کماں را قیاس از خود مگیر<sup>[1]</sup>

اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کرنے کو تیار رہتے تھے۔<sup>[2]</sup>

ع جانرا برائے دوست میدادیم دوست<sup>[3]</sup>

ہر چند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صحابہ کرام کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگزر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور اپنے نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیج دیں اور آپ اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی ادھر خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگد ا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ اس واقعہ بیر معونہ میں مقاتلہ کرنیوالے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزو مند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا (کذا فی مدارج النبوة، جلد ۲، صفحہ ۱۸۱) <sup>[4]</sup> یہ تو عرض کیا

ترجمہ: نیکوں کے کام کو خود پر قیاس مت کرو۔ (محمد رضا الدینی)

[1].... ترجمہ: نیکوں کے کام کو خود پر قیاس مت کرو۔ (محمد رضا الدینی)

[2].... یہ سطر اور اس سے قبل مذکور مصرع دونوں مکتبہ مشرق، بریلی کے نسخہ میں چھپنے سے رہ گئے ہیں۔

[3].... ترجمہ: ہم دوست کے واسطے جان دینے کو بھی دوست رکھتے ہیں۔ (محمد رضا الدینی)

[4].... ترجمہ: اسی طرح مدارج النبوة جلد ۲ کے صفحہ ۱۸۱ پر ہے۔

گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دین پر جان تصدق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا پڑے گی تو کیا وہ منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود کشی کا الزام لگائے گا کہ انھوں نے باوجود امن پانے کے شہادت ہی کو اختیار فرمایا اور اسی طرح حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حارث پر بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکر گاہ کی طرف متوجہ ہوئے پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پر کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہے عمرو بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب بہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقاتلہ کیا اور ان میں سے چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے۔ كَذَا فِي صَحِيحِ الْمُسْلِمِ وَمَدَارِجِ النَّبِيِّ<sup>[۱]</sup> اب یہاں

دیکھئے: (مدارج النبوة، قسم دوم: در ولادت و رضاعت.....، باب چہارم: قضیہ ہجرت و مبادی، واصل قصہ قتل حمزہ رضی اللہ عنہ، سریہ پیر معونہ، الجزء 2، صفحہ 144، سطر 17 تا 19، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ/ 1977م [مدارج النبوة کے الفاظ یہ ہیں: مسلمانان با کفار در مقاتلہ چندان کشش و کوشش نمودند کہ تمامہ اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو با او گفتند اگر خواہی ترا امان دہمیر او امان ایشان را قبول نکرد و با ایشان مقاتلہ کرد تا شہید شد۔]

[1].... مدارج النبوة، قسم دوم: در ولادت و رضاعت.....، باب چهارم: قضیہ ہجرت و مبادی، موصل قصہ قتل حمزہ رضی اللہ عنہ، سریہ بیر معونہ، الجزء 2، صفحہ 144، سطر 18 تا 24، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طباعت اول 1397ھ/ 1977م [مدارج النبوة کے الفاظ یہ ہیں: وعمر وہ بن امیہ ضمیری وحادث صمہ کہ شتر آنرا بہچرا گاہ بردہ بودند چون باز آمدند و خواستند کہ با لشکر گاہ بیابند مرغان را دیدند کہ لشکر بر می آیند و غباری و گردی انگیزختہ شدہ است و سواران کافران ایستادہ بر بلندی رفتند و نگاہ کردند یاران را دیدند کہ ہمہ کشتہ افتادند بایکدیگر گفتند کہ مصلحت چیست عمرو گفتند کہ مصلحت آنست کہ پیش رسول صلی اللہ علیہ وسلم دویم و حضرت را ازین حال خبر داد گردانیم حادث ازین راے آبا نمودہ و گفت کہ شہادتی بہم رسیدہ بہم رسیدہ است وجود آن غنیمت است پس متوجہ کفار شد و بنیاد مقابلہ نمود و دو کس ازیشان بدو رخ فرستاد عاقبت مشرکان ہر دو دستگیر کردند و حادث باوجود آنکہ از سر خون او در گذشتہ بودند باز جنگی آغاز کرد تا دو کس دیگر را بقتل رسانیدہ شہید شد۔]



سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے قصد اُدیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اسی طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدہ دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے۔ والعیاذ باللہ۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا کوئی موقع نہ تھا جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگانا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو درگزر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تو بہ کیجئے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کر دیں جیسا کہ میں اوپر صحابہ کے واقعات سے ثابت کر چکا ہوں۔

میں پہلے ہی سر شوق سے مقتل میں جھکا دوں<sup>[1]</sup>

لے جان اگر خنجر فولاد تمہارا

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس طرح مانع<sup>[1]</sup> روانگی صحابہ ہوتا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرما دینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل اور ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصانِ خدا ہی کو ہے اور جس قدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھ دینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہذا

.....[1] میں پہلے سر شوق سے مقتل میں جھکا دوں۔۔۔۔۔ واقف ہونا کس مانع (م، ص 134)

کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جواں مردی کے ساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جان نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کرنے والی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انھوں نے حضور سرِ اِپا نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس لیجائیں حرام دو شخصوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھ کو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کے ساتھ جا ملنا پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام ابن ملحان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ان پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالت میں حرام بن ملحان کی زبان سے جو کلمے نکلے ہیں ۱۱ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا حالت تو یہ کہ نیزہ سینہ سے پار ہو گیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے، اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے اللہ اکبر فزت ورب الکعبة رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہو گئی رتبہ شہادت ملا سبحان اللہ ایک تو یہ دل تھے جو یوں دلیرانہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان نذر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں ۱۲ فلما نزلوها قال بعضهم لبعض أیکم يبلغ رسالة رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل هذا الماء فقال حرام بن ملحان أنا فخرج بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عامر بن الطفيل وكان على ذلك الماء فلما أتاهم حرام بن ملحان لم ينظر عامر بن الطفيل في كتاب رسول الله صلى الله عليه

中国书画函授大学肇庆分校建校二十周年纪念册

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچائے گا؟ حرام بن ملکان بولے: میں پہنچاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب لئے عامر بن طفیل کی جانب چل دیئے جو بیر معونہ کے پانی پر کھڑا تھا، جب حرام ان کے پاس پہنچے تو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب نہ دیکھا۔ حرام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے بیر معونہ کے باسیو! میں تمہاری جانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں سو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اسی اثنا میں کسی گھر کے کنارے سے ایک شخص نیزہ لئے برآمد ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ نیزہ آپ کے پہلو میں پرودیا حتیٰ کہ نیزہ دوسری جانب سے باہر نکل آیا اس پر آپ نے فرمایا: اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔



صحابہ کی اس طرح جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخمکاری کے لئے نسخہ اکسیر ہیں علاوہ بریں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں جب حارث رضی اللہ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کر کے شہید ہو گئے اور عمرو بن عمیر ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا بلکہ پیشانی کے بال پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہدا سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ہاں واقف ہوں تب وہ اٹھ کر شہدا کے مقتل میں آیا اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جن کی نعش یہاں نہیں ہے۔ عمرو نے فرمایا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ شدہ تھے وہ ان میں نہیں ہیں کہا کہ وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھائے گئے (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم رہنا تعجب خیز اور اس کی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صورتوں کا آیتیں اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جانا اور نصوص پا کر بھی مطمئن نہ ہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ ہدایت فرمائے۔

بنی کلاب میں ایک اور شخص حیار بن سلمیٰ بھی انھیں کفار میں تھا اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے ان کی زبان سے یہ کلمہ سنا ”فُرْتُ وَاللّٰهُ“ [اللہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا] اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے، اس وقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انہیں تمام حال سنایا کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پالی میں نے یہ سن کر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا سبحان اللہ سعادت مندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا

وایسے ہی اس کے استماع سے بھی صد ہا برکات حاصل ہوئے مخالفین اب تو سمجھے ہوں گے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انہیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا پھر اگر یہ راز تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرمادیں اور کام اللہ جل شانہ کی سپرد کر دیں کہ وہ خود بھی تو عالم ہے جو اس کی مرضی مولانا نے روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

عارفان که جام حق نوشیده اند  
 دواز هادانسته و پوشیده اند  
 هر گرا اسرار کار آموختند  
 مهر کردند و دهانش دوختند<sup>[1]</sup>  
 بر لبش قفل است و در دل دازها  
 لب خموش و دل پراز آوازا<sup>[2]</sup>  
 گوش آنکس گوشه اسرار جلال  
 کوچوسوسن صد زبان افتادلال<sup>[3]</sup>  
 تانگوید سر سلطان را بکس  
 تانه ریزد قند را پیش مگس<sup>[4]</sup>  
 سر غیب آنرا سزد آموختن  
 که ز گفتن لب تواند دوختن

[1].... مثنوی معنوی، دفتر پنجم، وآئینک دلش باز بد آں گناہ رغبت می کند.....، بیت 2239، 2240، صفحہ 1145،

[2].... مثنوی معنوی، دفتر پنجم، وآ یک دہش باز بد آں گناہ رغبت می کند....، بیت 2238، صفحہ 1145، سنگ میل  
سنگ میل پہلی کیشنز، لاہور، طبع 2004  
پہلی کیشنز، لاہور، طبع 2004

[3].... مثنوی معنوی، دفتر سوم، بیت 21، صفحہ 488، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع 2004

[4].... مثنوی معنوی، دفتر سوم، بیت 20، صفحہ 488، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع 2004

درخورد و در پانصد جز مرغ آب

فہر کن واللہ اعلم بالصواب<sup>[2][1]</sup>

بایں ہمہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پیش آنے والے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارہ فرمادیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح ستہ کی کتابوں میں مروی ہیں۔ ”فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((انی اخشی علیہم اہل نجد))“<sup>[3][4]</sup>

شعین

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں۔ میرے

.....

[1].... مثنوی معنوی، مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم، دعا کردن موسی آل راتا بایمان رود از دنیا، بیت 2287  
2288، صفحہ 677، سنگ میل پہلی کیشنز، لاہور، طبع 2004

[2].... ترجمہ: عارفوں نے جام حق نوش کیا، کئی رازوں کو جاننے کے باوجود انہوں نے پوشیدہ رکھا، ہر جس کو راز کی باتیں سکھاتے ہیں تو اس کو مہر کر دیتے ہیں اور اس کا دہن سی دیتے ہیں، ان کی زبان پر قفل اور دل میں راز ہیں، لب خاموش اور دل اس سے پُر آواز ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے، جو سون کی طرح سوز بانوں کے باوجود گونگا ہے، تاکہ وہ شاہ کار راز ہر کسی شخص سے نہ بیان کر بیٹھے، اور تاکہ وہ قد کوکھی کے آگے نہ گرا دے، غیب کار راز سیکھنا اسی کے لئے مناسب ہے جو بولنے سے اپنے لب کو سی لے، دریائی پرندہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ دریا میں کود پڑے، اس بات کو سمجھو، درست بات کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (محمد ثر رضا المدنی)

[3].... بیر معونہ والے واقعہ میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم کو نجد یوں نے صدے پہنچائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمادیا تھا، مگر نجدی مذہب والوں کو اب اس نجد یوں والے واقعہ سے خوب استدلال کرنے کا موقع ہاتھ آیا مگر بجمہ تعالیٰ اہل حق کی طرف سے بھی خوب خوب جواب پائے۔ شفقت حسین سلمہ۔ ۱۲

[4].... لباب التأویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن)، پارہ 4، سورۃ آل عمران (3)، تحت الآیۃ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا﴾ [آیت 169]، الجزء 1، صفحہ 318، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى 1415ھ  
ترجمہ: مجھے میرے صحابہ پر اہل نجد سے اندیشہ ہے۔

نوٹ: یہی الفاظ اسد الغابہ 3/138، تاریخ الطبری 2/546، تفسیر الثعلبی 3/202، تفسیر البغوی 1/635، تفسیر خازن 1/318، جوامع السیرۃ لابن حزم 1/142، الدر فی اختصار المغازی والسیر لابن عبد البر 1/162 اور تاریخ الخمیس للذہبی 1/452 میں بھی مذکور ہیں۔











ہاں قیاس فاسد سینکڑوں ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلاء کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الہی پر شبہ سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون اتباع کرے گا اور کون نہ کرے گا جب تو اس نے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنے والے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَيَّ عَقْبَيْهِ﴾<sup>[1]</sup> اس آیت میں ”إِلَّا لِنَعْلَمَ“ کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم وخبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنی سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کو رابطی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہ کج طبع لوگوں کی طبعیتیں پیدا کریں گی اور وہ سب ان کی کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑیا ہریان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں اور شبہ تلاش کرتے ہیں اور ان کو اپنے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں ﴿تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ﴾<sup>[2]</sup> جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا

﴿1﴾... القرآن الكريم، پارہ 2، سورة البقرة (2)، آیت 143

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

﴿2﴾... القرآن الكريم، پارہ 28، سورة التحريم (66)، آیت 1

ترجمہ کنز الایمان: اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو۔

國家圖書館藏

292، مكتبة رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م

5267، صفحہ 1353، دار الفكر للنشر والتوزيع - بیروت، الطبعة: 1425، 1426ھ / 2005م

[بلفظ: فَذَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَكِنْ أَعُوذُ لَهُ. فَنَزَلَتْ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) إِلَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ: (وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ) لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا]

☆ الصحيح المُسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الكفارة على من خرم امرأته ولم ينو الطلاق، الرقم المسلسل 3568، صفحته 702، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424هـ/2004م [بلفظ: فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُودَ لَهُ، فَتَزَلَّ (لَمْ تُحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) إِلَى قَوْلِهِ: (إِنْ تَوْبَا) لِعَالِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَإِذَا أَسَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا، لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا]





دے گا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ ”کیا تم ایمان نہیں لائے؟“ ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی وہی شبہ بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت ہو نہیں سکتی، علیٰ ہذا احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے ہمارے معترض صاحب سے قبل آج تک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب ہیں کہ عجیب عجیب ایجادیں کرتے ہیں ۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا

پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو ”میں“ نہ کہہ دیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہہ دینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں، ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی اس میں ہی شبہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت ان کے صحابہ کو ان کے آل اطہار کو ان کے اولیاء امت کو ان کے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سنبے:

(۱) جب حضرت مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل وقال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار ایک مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر کی گزرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گنا شروع کیا ایک بھی تو کم و بیش نہ تھا (از شواہد النبوة لمولانا عبدالرحمن الجامی قدس سرہ السامی) <sup>(۱)</sup>

..... شواہد النبوة لتقویۃ یقین المل الفتوة، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم۔۔۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعضے سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں

کچھ دیر ٹھہرے داسنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی۔ (شواہد، صفحہ ۱۶۴) ۱۱

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ

فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں ان کو بلا لاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جو ان نے عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا

شواہد النبوة (اردو)، صفحہ 154، رُمن گل پبلشرز، قصہ خوانی بازار، پشاور

۔۔ اللہ تعالیٰ وجہہ، صفحہ 154، رُمن گل پبلشرز، قصہ خوانی بازار، پشاور

شواہد النبوة فارسی کی عبارت یہ ہے ”وازاں جملہ آنست کہ چون از کوفہ لشکر طلبید

وازاں قال و قیل بسیار لشکر فرستادند پیش از آنکہ آن لشکر بونے برسد فرمود

کہ از کوفہ دو از دہ ہزار مرد و یک مرد مے اردنیکے از اصحاب وے گوید

کہ چون من آن سخن را شنیدم بزد گاہ آن لشکر بنشستم و یک یک را

بشمردم واللہ کہ از آنکہ فرمودہ بود نہ یک مرد کم بود نہ زیادت“ ترجمہ: جس

روز آپ نے کوفہ سے لشکر طلب کیا تو اہل کوفہ نے بعد قیل و قال لشکر بھیجا اس سے پیشتر کے لشکر آپ کے پاس

آتا آپ نے فرمایا کہ کوفہ سے بارہ ہزار ایک آدمی آرہے ہیں آپ کے ایک ساتھی نے جب آپ کی یہ بات سنی

تو لشکر کی گزرگاہ پر بیٹھ گیا اس نے ایک ایک آدمی گنا اور اتنے ہی آدمی نکلے جتنے آپ نے بتائے تھے ان میں

سے ایک کم نکلا نہ ایک زیادہ۔ (شواہد النبوة (اردو)، صفحہ 286، مکتبہ نبویہ، لاہور، بارہم 2013ء)

[1].... شواہد النبوة تقویۃ یقین اہل الفتوة، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ، صفحہ 154، رُمن گل پبلشرز، قصہ خوانی بازار، پشاور

شواہد النبوة فارسی کی عبارت یوں ہے ”در بعضے سفر ہا خود بکربلا رسید بر است

و جب نگر بست و گریان گریان از انجا بگذشت پس گفت واللہ اینست

محل خوابانیدن شتران ایشان و موضع مردن ایشان اصحاب گفتند اے امیر

المؤمنین این جہ موضع است فرمود کہ این کربلا است اینجا قومے را

بکشند کہ بے حساب در بہشت در آئند بعد ازان برفت و میچکس تاویل

سخن وے ندانست تا آن روز کہ واقعہ امیر المؤمنین حسین رضی اللہ عنہ

واقع شد“ ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین کربلا سے گزرے تو گریہ وزاری کرتے ادھر

ادھر دیکھتے ہوئے گزرے اور کہا: بخدا! ان کی شہادت اور ان کے اونٹوں کے مرجانے کے یہی موضع محل ہیں

، آپ کے ساتھیوں نے پوچھا: یہ کون سا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کربلا ہے یہاں ایک ایسی جماعت کو شہید

کیا جائے گا جو بغیر حساب و کتاب جنت الفردوس میں داخل ہوگی یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور کسی کو ان

باتوں کی تاویل سمجھ میں نہ آئی یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ سامنے آیا۔





امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادہ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے۔ ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمادیں کیونکہ آپ کے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچ کر ایک حبشی ملے گا اس کے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو اس منزل میں کہاں سے آئے گی منزل پر پہنچ کر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جا کر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جا کر اس حبشی سے روغن مانگا اس نے دریافت کیا کہ کس کے لئے درکار ہے کہا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے اس نے کہا کہ مجھے ان کی خدمت میں لے چل میں انکا نیاز مند ہوں جب ان کی خدمت میں پہنچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں میں کیا آپ سے قیمت لے سکتا



--- حاضر کرد آن شخص برفت وایشان را آوردے بایشان کرد و فرمود کہ امشب نزاع شهادت از شدن آن جوان گفت ای امیر المؤمنین ابن زین را نکاح کردم و چون پیش روے درآمد مرا ذورے نفرتی واقع شد اگر توانستم مہمان لحظه ویرا از پیش خود دور کردم بامن آغاز جنگ و نزاع بنیاد کرد تا آن زمان کہ فرمان تو رسید پس امیر کرم اللہ وجہہ روے با حاضران مجلس کرد و فرمود کہ بسیار سخنان هست کہ آن کس کہ بآن مخاطب می شود نخواهد کہ دیگرے بشنود مہمہ برفتند و آن جوان و زن بماندند روے بآن زن سرد و گفت کہ این جوان زانی شناسی گفت کہ نے فرمود کہ ترا بگویم چنانکہ ویرا بشناسی امامی باید کہ منکر نشوے گفت شومر فرمود کہ تو فلانہ بنت فلان نیستی گفتن مستر فرمود کہ تو پسر عمی نداشتی کی ہر دو یک دیگر را دوست می داشتید گفت آری پس فرمود کہ یک شب بقضائے حاجت بیرون آمدی و ترا بگرفت و باتو مجامعت کرد و آبستن شد و آنرا با ما در گفتی و از پدر بہناں داشتی چون وقت وضع حمل آمد شب بود مادر تو ترا از خانہ بیرون برد چون فرزند آمد روے داد خرقة پیچیدی و در بیرون دیوار ما کہ محل فضائے مرد مان بود بینداختی سگی آمد روے را بوئے می کرد سنگی بسوئے آن سگی انداختی بر سر آن کودک خورد و بشکست مادر نو بارہ ازار خود بدید و بر سر روے بست پس ویرا بگذاشتند و برفتند دیگر حال ویرا ندانستند آن زن گفت حال چنین بودانی امیر المؤمنین و ابن را هیچ کس غیر از من و مادر من نمی دانست پس فرمود کہ چون بامداد شد فلان قبیلہ آن کودک را گرفتند و ترتیب کردند تا بزرگی شد و ہمراہ ایشان بکوفہ آمد و ترا زان کرد پس آن جوان را فرمود کہ سر خود بر منہ کرد اثر آن شکستگی بر سر روے ظاہر بود پس فرماد کہ این پسر تست خدائے تعالیٰ وے را از آنچہ بروے حرام بود نگاہ داشت پسر خود را بگمرد برد۔



دیا اور میں مکان میں چلا گیا۔ (شواہد النبوة صفحہ ۱۸۳) <sup>[۱]</sup> یہاں تو امام علی ابیہ وعلیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ پر کون ہے۔

(نمبر ۶): ایک اور شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا ایک کینر باہر آئی میں نے اس کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اپنے آقا سے جا کر عرض کر کہ فلاں شخص درِ دولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آتیری ماں مرے میں نے اندر جا کر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے لئے بھی پردہ و حجاب ہیں جس طرح تمہاری نظروں کے لئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں کیا فرق رہا خبردار ایسی حرکت نہ کرنا۔ (شواہد النبوة - صفحہ ۱۸۳) [۲]



ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے ان کے ساتھ میں بھی سوار ہوا۔ راہ میں ایک اور شخص ملا، امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ یہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جامہ دان ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور جگہ سے ملا وہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ ان کو سزا مت دو وہ دونوں جامہ دان اس کے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوائے ان میں سے ایک نے کہا کہ الحمد للہ میری توبہ اور قطع دست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور اس طرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست ہے فرمایا کہ اس کا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبدالرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (شواہد النبوة - صفحہ ۱۸۵) ۱۱

(نمبر ۸) کو فیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے پارادہ خراسان باہر آیا میرے لڑکے نے حلہ مجھے دیا کہ اس کو فروخت کر کے میرے لئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرو کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ ان کا ایک خادم فوت ہو گیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تا کہ ہم اس کا کفن بنا دیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آ کر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنے کے لئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے لہذا اس کی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انھیں دے دیا اور اپنے دل میں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کر دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لئے اور صبح کو دریافت کرنے کی نیت سے ان کے در دولت پر گیا لوگوں کا اثر و ہام تھا مجھے یہ بھی میسر نہ ہوا کہ میں ان کی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرتا متحیر کھڑا تھا کہ ان کا ایک غلام میرا نام لکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دے گیا اس میں تحریر تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالوں کے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت



۔۔۔ بآنجا در آئی و هر چه يابے بيار آن معتمد برفت و دو جامه و آن پر رحمت اور در يك جامه دان ديگر از موضعی ديگر بيرون آوردند باقر رضی اللہ عنہ فرمود کہ صاحبان اين جامه وانها يکي حاضر است و يکي غائب چون بمدينه باز گشتيم صاحب آن دو جامه و آن نخستين جماعتی را نهمت کرده بود والی ایشان را عقاب مے کرد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود کہ اينها را عقاب مکنيد و آن دو جامه وان را بصاحب آنها داد و فرمود ناد زدان را قطع کردند يکي از ایشان گفت کہ الحمد لله کہ قطع بد و توبه من بر دست فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع شد باقر رضی اللہ عنہ فرمود دست بریده توبه بست سال پيش از تو به نيهشت رفت آن شخص به بست سال ديگر بزيست بعد از سه روز صاحب آن جامه وان ديگر آمد باقر رضی اللہ عنہ فرمود کہ کہ در جامه دان تو مزار دينار است از آن تو و مزار دينار از آن ديگر و از جامه ها چنان و چنين وے گفت اگر بدانے کہ نامر صاحب آن مزار دينار چيست راست باشد فرمود کہ نامر و محمد بن عبد الرحمن و وے مردے صالح است و کثير الصدقه و کثير الصلوة است و اکنون بر بيرون است در انتظار تو آن شخص نصرانی بود و گفت آنست بالله الذي لا اله الا هو وان محمدا عبده ورسوله و مسلمان شد۔

میرے تمام مسائل کے جواب تھے۔ (شواہد النبوة صفحہ ۱۹۹) <sup>۱۱</sup>

(نمبر ۹) مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے، ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے، جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید؟ فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو پہنچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اُس کے خیمے ہوں گے۔ مریدوں نے نام دریافت کیا، فرمایا نام اُن کا ابوالحسن ہوگا، اور حلیہ و قد رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری ثریت سے اس کو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ لکھ لی۔ چنانچہ ابوالحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے، اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب اُن میں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں۔

آن شنیدی داستان بایزید  
کہ ز حال ہوالحسن از پیش دید

[1].... شواہد النبوة لتقویۃ یقین اہل الفتوة، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل، علی بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صفحہ 187، رُحمن گل پبلشرز، قصہ خوانی بازار، پشاور ☆ شواہد النبوة (اُردو)، صفحہ 347، مکتبہ نبویہ، لاہور، بار ہفتم 2013ء

شواہد النبوة فارسی کی عبارت یہ ہے: ”ہم نے از کوفیان کہہ سنا کہ از کوفہ بعزیمت خراسان بیرون آمدند دختر من حلہ بمن داد کہ این را بفروش و برائے من فیروزہ بخر چون بمرد رسید غلامان رضا رضی اللہ عنہ آمدند کہ ہم نے از خادمان وے فوت شدہ است حلہ کہ دادے ہما فروش تا کفن وے سازیم من کہہ سنا کہ میبچ حلہ ندارم ہر فتند دیگر بار باز آمدند کہ مولائے ما ترا سلام می رساند و می گوید کہ ہا تو حلہ هست کہ دختر تو بتو دادہ است کہ بفروشی و فیروزہ حزے اینک بہائی آنرا آوردہ ام حلہ را باہشان دادم و بعد ازان با خود کہتم کہ مسئلہ چند از وے بیرون ہستم کہ جے جواب می دہد چند مسئلہ ہر نوشتہ و ہامداد بدر خانہ وے رفتہ از اندحام مردمان مجال آن نہ شد کہ ویرا بہ بینم چہ جائے آن کہ بہر سر متحیر السنادہ بودم ناگاہ غلامی بیرون آمد و نام من ہر و نوشتہ بمن داد کہ اسے فلان این جواب مسائل تست چون نگاہ کردم جواب مسئلہائی من بود۔“



روزی آن سلطان تقوی میگذشت  
 بامریدان جانب صحراودشت  
 بوئی خوش آمد مراوردانا گهاں  
 درسواد در زحد خارقان  
 پس در آنجاناله مشتاق کرد  
 بوئی از باد استنشاق کرد  
 بوئی خوش را عاشقانه می کشید  
 جان اواز باد باده می چشید  
 چون درو آثار مستی شد پدید  
 يك مرید اورا در آن دم در رسید  
 پس بهر سپیدش که این احوال خوش  
 که برونست از حجاب پنج و شش  
 گاه سرخ و گاه زرد و گاه سپید  
 میشود رویت چه حال ست اونوید  
 گفت بوئی بوا لعجب آمد بمن  
 همچنان که مر نبی را از بمن  
 که محمد گفت بردست صبا  
 از بمن می آیدمر بوئی خدا  
 از او پس و از قرن بوئی عجب  
 مر نبی رامست کردویر طرب  
 پیرهن در مصر دهن يك حریص  
 پر شده کنعان زبوی آن قمیص  
 گفت زین سو بوئی یار می رسد  
 کاندیس ده شهر یار می رسد  
 بعد چندین سال می آید شه

میزند بر آسمانها خرگه

چیست نامش گفت نامش بوالحسن

حلیه اش واگفت زا بروتا ذقن

قداو وزنگی اوو شکل او

يك بیک واگفت از گیسو و دزد

که حسن باشد مرید و اُمتر

درس گیر و هر صباح از تربتم

رویش از گلزار حق گلگون بود

از من اواندر مقام افزون بود

برنوشتند آن زمان تاریخ را

از کباب آراستند آن شیخ را

چون رسید آن وقت و آن تاریخ راست

زان زمین آن شاه پیدا گشت و خاست

همچنان آمد که او فرموده بود

بوالحسن از مردمان آنرا شنود

هر صباح تیز رفتی به فتور

بر سر گودش نشست با حضور

تا مثال شیخ پیشش آمد

تا که به گفت شکالش حل شد

تا یکی روزی پیامد باسعود

گودها را برف نو پوشیده بود

تو بر تو بر فها همچون علم

قبه قبه دید شد جانش به غم

بانگی آمد از حظیره شیخ حی

هَآ اَنَا اَدْعُوكَ كَي تَسْعَى اِلَيَّ

حال اوزان روز شد خوب و بدید  
 آن عجائب را کہ اول می شنید  
 لوح محفوظ ست پیش اولیا  
 ازجہ محفوظ ست محفوظ از خطا  
 فی نجوم ست و در مل ست و خواب  
 وحی حق واللہ اعلم بالصواب<sup>۱۱</sup>

..... [۱] مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، مژدہ دادن بایزید از زادن ابوالحسن رحمہ اللہ خرقانی..... صفحہ 45، 46،  
 النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، ملتقطاً

ترجمہ: تو نے حضرت سیدنا بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ واقعہ سنا ہے، کہ جس میں انہوں نے حضرت سیدنا ابو الحسن کا حال پہلے ہی دیکھ لیا تھا، ایک دن وہ شاہ تقویٰ (حضرت سیدنا بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے مریدوں کے ساتھ جنگل اور بیابان کی طرف جا رہے تھے، اچانک انہیں ”رے“ کے اطراف میں ”خارقان“ کی جانب سے ایک بھینی خوشبو آئی، چنانچہ آپ نے اس جگہ مشتاقانہ آہ وزاری کی، ہوا سے خوشبو کو سونگھا، آپ ان کی بھینی خوشبو کو عاشقوں کی طرح سونگھتے تھے، اور آپ کی جان ہوا سے جام پی رہی تھی، جب آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ کا ایک مرید اسی آن حاضر ہوا، تو اس نے استفسار کیا: کہ یہ بہترین احوال، جو پانچ (حواس) اور چھ (جہات) کے حجاب سے باہر ہیں، آپ کا چہرہ مبارک کبھی سرخ، کبھی زرد اور کبھی سفید ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک عجیب خوشبو میری طرف آئی ہے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یمن کی طرف سے (آئی تھی) تو بیٹھے بیٹھے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: صبا کے ذریعہ مجھے یمن کی طرف سے (مظہر) خدا کی خوشبو آرہی ہے، حضرت سیدنا اولیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور قرن کی عجیب خوشبو نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سرشار اور مسرور کر دیا، مصر میں پیر ہن ایک لالچی کے قبضہ میں ہے اور اس قیص کی خوشبو سے کنعان آراستہ ہے، آپ نے فرمایا: اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے، کیونکہ اس شہر میں ایک شاہ آئے گا، کچھ سال کے بعد ایک شاہ کی آمد ہوگی جو آسمانوں پر خیمہ زن ہوگا، (مرید نے عرض کی) اس شاہ کا نام کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس کا نام ابوالحسن ہوگا، پھر ان کا حلیہ ابرو سے تھوڑی تک واضح طور پر بیان فرمادیا، ان کا قد، ان کا رنگ اور شکل و صورت اور گیسو سب ایک ایک کر کے صاف بیان فرمادیا، (اور فرمایا:) کہ حسن میرا مرید اور میرا پیروکار ہوگا، ہر صبح کو میری قبر سے تعلیم حاصل کرے گا، اس کا چہرہ گلزار حق کے پھول کی طرح ہوگا نیز وہ مقام و مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا، اس وقت انہوں نے یہ تاریخ لکھ لی اور کباب سے اس تیخ کو آراستہ کر لیا، جیسے ہی وہ وقت اور تاریخ آئی تو اس سرزمین سے وہ شاہ پیدا اور نمودار ہوئے، حضرت سیدنا ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے یہ سنا کہ جیسا انہوں (یعنی حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، آپ (یعنی حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بلاناغہ ہر صبح جلدی سے ان (حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ---





کے صاف کر لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصور علم کا اعتراف کر کے اس کو اپنی نادانی سمجھا کرو۔  
اور خدا اور رسول پر اعتراض کرنے سے زبان روکو۔

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار

اب مان نہ مان تو ہے مختار

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

تمت بالخیر

اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔

شبیہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا حضور قیامت میں اپنی امتوں کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا آثار وضو سے اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہونگے۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے؟

جواب:

یہ شبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہ کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ حضرات اپنی زبانوں سے اسی مسئلہ علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن کہتے رہتے ہیں کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے، حضور انہیں اپنے صحابی کہہ کر پکاریں گے اور بلا دیں گے، تب حضرت سے عرض کیا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ آپ کو ان کا حال معلوم نہیں۔ چنانچہ اس کا جواب بھی اوپر گزر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان سے نکالا ہے کہ حضور اپنی امت کو آثار وضو سے پہچانیں گے۔ تو اُن مرتدوں کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہو گی جو حضور یہ فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں، اور اگر یہ نہ چمکتی ہوں گی تو کیسے بلائینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثار وضو معرفت کا ذریعہ ہے۔ سوچو اور نادام ہو، اس موقع پر حضور کو بیان فضیلت وضو منظور تھا اس واسطے یہ فرمایا کہ ہماری امت کے اوپر خاص کرم الہی ہے کہ اس

\*\*\*

۔۔۔ قبر انور پر تشریف لے جاتے اور حضور قلب کے ساتھ ان کی قبر کے سرہانے تشریف فرما ہوتے، یہاں تک کہ حضرت شیخ سیدنا بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثالی (صورت) ان کے سامنے آ جاتی، اور گفتگو کئے بغیر ہی آپ کے اشکال حل ہو جاتے، یہاں تک کہ ایک روز آپ بڑی سعادت مندی سے وہاں حاضر ہوئے لیکن قبروں کو نئی برف نے چھپا رکھا تھا، جب آپ نے وہاں تہ بہ تہ پہاڑ جیسے برف کے تودے دیکھے تو غم سے آپ کی جان افسردہ ہو گئی، (آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر) آپ کو زندہ شیخ کی قبر سے آواز آئی، ادھر آؤ میں تمہیں پکار رہا ہوں تاکہ تم دوڑ کر میرے پاس آ جاؤ، جو عجائب آپ نے پہلے سنے تھے اس روز سے آپ کی حالت خوب و نمایاں ہو گئی تھی، لو ح محفوظ اولیا کے سامنے ہے اور وہ کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے، نہ یہ نجوم ہے، نہ یہ رمل ہے اور نہ ہی یہ خواب ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے اور اللہ جل جلالہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (محمد ثریٰ رضا المدنی)



## فهرس المصادر والمراجع

كتاب السيرة

١- القرآن الكريم

ترجمة القرآن

٢- كنز الايمان في ترجمة القرآن، لشيخ الاسلام والمسلمين الشاه امام احمد رضا خان عليه  
رحمة الرحمن (المتوفى: 1324هـ/1940م)

كتب الحديث

٣- الصحيح البخارى، لأبى عبدالله محمد بن إسماعيل البخارى الجعفى (المتوفى: 256هـ)،  
التحقيق: صدقى جميل العطار، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1425، 1426هـ/2005م

٤- الصحيح المسلم، لأبى الحسن مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)،  
التحقيق: صدقى جميل العطار، دار الفكر للنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: 1424هـ/2004م

٥- سنن الترمذى، لأبى عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذى (المتوفى:  
279هـ)، التحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامى، بيروت، سنة النشر 1998م

٦- سنن أبى داود، لأبى داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو  
الأزدى السجستانى (المتوفى: 275هـ)، التحقيق: محمد محيى الدين عبد الحميد، المكتبة  
العصرية، صيدا بيروت

٧- سنن ابن ماجه، لابن ماجه أبى عبد الله محمد بن يزيد القزوينى، (المتوفى 273هـ)،  
التحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابى الحلبي

٨- سنن الدارمى، لأبى محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبد الصمد  
الدارمى، التميمى السمرقندى (المتوفى: 255هـ)، التحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار

المغنى للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412هـ/2000م

٩- المستدرک على الصحيحين، أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن  
نُعیم بن الحكم الضبى الطهمانى النيسابورى المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ)، تحقيق:

مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1411هـ/1990م

١٠- مسند الإمام أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانى  
(المتوفى: 241هـ)، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، مؤسسة الرسالة، الطبعة

الأولى: 1421هـ/2001م

١١ - المعجم الكبير للطبراني، لأبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني (المتوفى: 360هـ)، التحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية

١٢ - الْمُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ الْمُجَلَّدَانِ الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشِرَ، لأبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني (المتوفى: 360هـ)، التحقيق: فريق من الباحثين بإشراف وعناية د/ سعد بن عبد الله الحميد و د/ خالد بن عبد الرحمن الحريسي، المكتبة الشاملة

١٣ - مسند الفردوس، لأبي شجاع شيرويه بن شهر دار بن شيرويه الديلمي (المتوفى: 509هـ)، التحقيق: السعيد بن سيونى زغلول، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية 2020م

١٤ - مسند البزار، مسند أبي ذر، أبو الطفيل عن أبي ذر، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ)، المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من 1 إلى 9) وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17) وصبرى عبد الخالق الشافعى (حقق الجزء 18)، الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م)

١٥ - صحيح ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبَد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستى (المتوفى: 354هـ)، المحقق: شعيب الأرناؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الثانية، 1993 - 1414

١٦ - المخلصيات لأبي طاهر المخلص، محمد بن عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا البغدادي المخلص (المتوفى: 393هـ)، المحقق: نبيل سعد الدين جرار، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية لدولة قطر، الطبعة الأولى، 1429هـ - 2008م

١٧ - فوائدا بن أخى ميمى الدقاق، أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَارُونَ الْبَغْدَادِيُّ الدَّقَاقُ المعروف بِأَبْنِ أَخِي مِيمَى (المتوفى: 390هـ)، تحقيق: نبيل سعد الدين جرار، الناشر: دار أضواء السلف، الرياض (ضمن سلسلة مجاميع الأجزاء الحديثية (5))، الطبعة الأولى، 1426هـ - 2005م

١٨ - مشكوة المصاييح، لولى الدين أبى عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب العمرى التبريزى (المتوفى: 741هـ)، مكتبة رحمانيه، لاهور، الطبعة: 2005م

١٩ - كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال، لعلاء الدين على بن حسام الدين ابن قاضى خان القادرى الشاذلى الهندى البرهانفورى ثم المدنى فالمكى الشهير بالمتقى الهندى (المتوفى: 975هـ)، التحقيق: بكرى حياني - صفوة السقا، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401هـ - 1981م

٢٠- جامع الاحاديث (ويشتمل على جمع الجوامع للسيوطي والجامع الأزهر وكنوز الحقائق للمناوي، والفتح الكبير للنبهاني)، لجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ)، ضبط نصوصه وخرج أحاديثه: فريق من الباحثين بإشراف د علي جمعة (مفتي الديار المصرية)، المكتبة الشاملة

٢١- الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم، ام محمد بن فتوح بن عبد الله بن فتوح بن حميد الأزدي الميورقي الحميدي أبو عبد الله بن أبي نصر (المتوفى: 488هـ)، المحقق: د- علي حسين البواب، دار ابن حزم، لبنان/ بيروت، الطبعة الثانية، 1423هـ-2002م

٢٢- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى: 807هـ)، المحقق: حسام الدين القدسي، مكتبة القدسي، القاهرة.

عام النشر: 1414هـ / 1994م

٢٣- الجامع الصغير، لجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ)، المكتبة الشاملة

#### كتب تفاسير

٢٤- تفسير معالم التنزيل (تفسير بغوي)، لمحيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى: 510هـ)، التحقيق: عبد الرزاق المهدي، دار إحياء التراث العربي- بيروت- الطبعة: الأولى، 1420هـ

٢٥- تفسير حسيني (قرآن مجيد مترجم (فارسي) مع تفسير حسيني)، ملا كمال الدين حسين الواعظ الكاشفي (المتوفى: 910هـ)، مطبع محمدى، بمبئي، هند، طبع 1312هـ

٢٦- تفسير قادري ترجمه اردو- تفسير حسيني فخر العلماء مولوي فخر الدين احمد حنفي رزاقى قادري، مطبع منشي نولكشور، لكهنو، هند، بار دهم 1347هـ/ 1928م

٢٧- تفسير قادري ترجمه اردو- تفسير حسيني، فخر العلماء مولوي فخر الدين احمد حنفي رزاقى قادري، حافظ محمد دين ايند سنز (مكتبة مصطفى، پنجاب، پريس)، كشميري بازار، لاهور، بار دهم 1371هـ

٢٨- الفتوحات الالهية بتوضيح تفسير الجلالين للفقهاء الحنفية (حاشية الجمل على الجلالين)، لسليمان بن عمر بن منصور العجلي الأزهرى، المعروف بالجمل (المتوفى: 1204هـ)، قديمي كتب خانه، كراچي

٢٩- مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)، لأبي البركات حافظ الدين عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي (المتوفى: 710هـ)، حققه وخرج أحاديثه: يوسف علي بديوي، راجعه وقدم له: محيي الدين ديب مستو، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى 1419هـ 1998م



- ٣٠- لباب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن)، لأبي الحسن علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيعي، المعروف بالخازن (المتوفى: 741هـ)، التحقيق: تصحيح محمد علي شاهين، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ.
- ٣١- إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم (تفسير أبي السعود)، أبو السعود العمادى محمد بن محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ)، دار إحياء التراث العربى - بيروت.
- ٣٢- عناية القاضى وكفاية الراضى (حاشية الشهاب على تفسير البيضاوى)، لشهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجى المصرى الحنفى (المتوفى: 1069هـ)، دار النشر: دار صادر - بيروت.
- ٣٣- أنوار التنزيل وأسرار التأويل (تفسير البيضاوى)، لناصر الدين أبى سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازى البيضاوى (المتوفى: 685هـ)، دار إحياء التراث العربى - بيروت، الطبعة: الأولى 1418 هـ.
- ٣٤- غرائب القرآن ورغائب الفرقان (تفسير نيسابورى)، لنظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمى النيسابورى (المتوفى: 850هـ)، التحقيق: الشيخ زكريا عميرات، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى 1416 هـ.
- ٣٥- تفسير عرائس البيان فى حقائق القرآن، شيخ عارف بالله ابو محمد صدرالدين روز بهان بن ابى نصر البقلى (المتوفى: 606هـ)، التحقيق: احمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى: 1429هـ/2008م.
- ٣٦- مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)، لأبى عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمى الرازى الملقب بفخر الدين الرازى خطيب الرى (المتوفى: 606هـ)، دار إحياء التراث العربى - بيروت، الطبعة: الثالثة 1420 هـ.
- ٣٧- روح البيان، لإسماعيل حقى بن مصطفى الإستانبولى الحنفى الخلوتى، المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ)، دار الفكر - بيروت.
- ٣٨- التفسيرات الأحمدية فى بيان الآيات الشرعية، للحافظ الشيخ احمد بن عبد الله المعروف بملا جيون (المتوفى: 1130هـ)، المطبع الكرىمى، بمبئى، سن طباعت: 1327هـ.
- ٣٩- تفسير فتح العزيز (تفسير عزيزى)، شاه عبد العزيز محدث دهلوى (المتوفى: 1239هـ)، مطبع محتبائى، دهلى، طبع جمادى الثانى 1311هـ.
- ٤٠- كمالين حاشية جلالين، للعلامة سلام الله بن شيخ الاسلام الدهلوى (المتوفى: 1233هـ)، مطبع فاروقى، دهلى.

كتب علوم القرآن

- ٤١- الإتقان في علوم القرآن، لجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ)،  
التحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394هـ / 1974 م
- ٤٢- معترك الأقران في إعجاز القرآن، لجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي  
(المتوفى: 911هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى 1408هـ / 1988م
- ٤٣- رسالة الناسخ والمنسوخ المطبوع في آخر تفسير الجلالين مع حاشيته المسمى بكمالين، لملا  
عبد الرحمن بن محمد الدمشقي، مطبع فاروقى، دهلى

كتب شروح إمامنا

- ٤٤- عمدة القارى شرح صحيح البخارى، لبدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد بن موسى بن  
أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى العيني (المتوفى: 855هـ)، دار إحياء التراث العربى - بيروت
- ٤٥- فتح البارى شرح صحيح البخارى، لأبى الفضل أحمد بن على بن محمد بن أحمد بن  
حجر العسقلانى (المتوفى: 852هـ)، دار المعرفة - بيروت، 1379
- ٤٦- فيض البارى شرح صحيح البخارى، لأبى الفضل أحمد بن على بن محمد بن أحمد بن  
حجر العسقلانى (المتوفى: 852هـ)، المكتبة الشاملة
- ٤٧- مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، لأبى الحسن نور الدين على بن (سلطان) محمد، الملا  
الهروى القارى (المتوفى: 1014هـ)، دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002 م
- ٤٨- الكاشف عن حقائق السنن (شرح الطيبى)، الامام الكبير شرف الدين حسين بن محمد بن عبد  
الله الطيبى (المتوفى: 743هـ)، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراچى - الطبعة الأولى، 1413هـ
- ٤٩- اشعة اللمعات ترجمة مشكاة، بركة المصطفى فى الهند الشاه عبدالحق المحدث  
الدهلوى (المتوفى: 1052هـ)، كتب خانه مجيديه، ملتان
- ٥٠- لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابيح، بركة المصطفى فى الهند الشاه عبدالحق  
المحدث الدهلوى (المتوفى: 1052هـ)
- ٥١- ترجمة مشكوة شريف موسوم به مظاهر حق، قطب الدين الدهلوى (المتوفى: 1176هـ)،  
مطبع منشى نو لكشور، لكهنؤ، بار پنجم
- ٥٢- فيض القدير شرح الجامع الصغير، لزين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين  
بن على بن زين العابدين الحدادى ثم المناوى القاهرى (المتوفى: 1031هـ)، المكتبة التجارية  
الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، 1356
- ٥٣- الفتوحات الوهية بشرح الاربعين حديثا النووية، للمحدث المالكي الشيخ برهان الدين

ابراهيم بن مرعى بن عطية الشبرخيتي (المتوفى: 1106هـ)، تحقيق و تعليق: احمد الحداد، دارالصميمي للنشر والتوزيع، الطبعة الاولى: 1428هـ/2007م

### كتب عقائد وكلام

٥٤- شرح العقائد النسفية، لسعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 792هـ)، مكتبة المدينة، كراتشي، الطبعة الاولى: 1430هـ/2009م

٥٥- شرح المقاصد، لسعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 792هـ)، دارالنور، النورية الرضوية ببلشنيك كمبني، لاهور، الطبعة الاولى: ربيع الاول 1434هـ/2013م

٥٦- شرح فقه اكبر لملا علي القاري، لأبي الحسن نور الدين علي بن (سلطان) محمد، الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ)

٥٧- انباء المصطفى بحال سر و اخفى (١٣١٨هـ)،، لشيخ الاسلام والمسلمين الشاه امام احمد رضا خان عليه رحمة الرحمن (المتوفى: 1324هـ/1940م)، مطبع اهل سنت و جماعت، بريلي، هند، بارهفتم 1926م

٥٨- جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة (1317هـ)، لشيخ الاسلام والمسلمين الشاه امام احمد رضا خان عليه رحمة الرحمن (المتوفى: 1324هـ/1940م)، حسني پريس محلہ سودا گران، بريلي، هند، تاريخ طباعت 26 رمضان 1343هـ

٥٩- اعلام الاذكياء باثبات علوم الغيب لخاتم الانبياء (1902ء)، للعلامة محمد سلامت الله شاه رامفوري (متوفى: 1338هـ/1920ء)، مطبع احمدی، کوچه لنگر خانه رياست رامپور، هند

٦٠- اعلام الاذكياء باثبات علوم الغيب لخاتم الانبياء (1902ء)، للعلامة محمد سلامت الله شاه رامفوري (متوفى: 1338هـ/1920ء)، تحقيق و تخريج: مفتي محمد اكرام المحسن فيضي، انجمن ضيائي طيبه، كراچی

### كتب تاريخ و سياحة و فضائل

٦١- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، لأبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري (المتوفى: 923هـ)، المكتبة التوفيقيّة، القاهرة - مصر

٦٢- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، لأبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن شهاب الدين بن محمد الزرقاني المالكي (المتوفى: 1122هـ)، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ/1996م

٦٣- شرح الشفا لملا علي القاري، لأبي الحسن نور الدين علي بن (سلطان) محمد، الملا



الهروى القارى (المتوفى: 1014هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1421هـ.  
 ٦٤- نسيم الرياض في شرح الشفا للقاضى عياض، لشهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر  
 الخفاجى المصرى البحنفى (المتوفى: 1069هـ)، ادارته تاليفات اشرفيه، ملتان  
 ٦٥- إنسان العيون فى سيرة الأمين المأمون (السيرة الحلبية)، لأبى الفرج نور الدين ابن برهان  
 الدين على بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (المتوفى: 1044هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة  
 الثانية 1427 هـ.

٦٦- الدرر فى اختصار المغازى والسير، النمرى، الحافظ يوسف بن البر (المتوفى: 463هـ)،  
 المحقق: الدكتور شوقى ضيف، دار المعارف - القاهرة، الطبعة الثانية، 1403هـ.  
 ٦٧- جوامع السيرة النبوية، أبو محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسى القرطبى  
 الظاهرى (المتوفى: 456هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت.

٦٨- مدارج النبوة، بركة المصطفى فى الهند الشاه عبدالحق المحدث الدهلوى (المتوفى:  
 1052هـ)، مكتبة نورية رضوية، سكهر، طباعت أول 1397هـ/1977م  
 ٦٩- السيرة النبوية لابن هشام، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميرى المعافرى أبو محمد  
 سنة الولادة / سنة الوفاة 213، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبي وأولاده بمصر،  
 الطبعة الثانية، 1375هـ-1955م

٧٠- الطبقات الكبرى لابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمى بالولاء، البصرى،  
 البغدادى المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطاء، دار الكتب  
 العلمية، بيروت، الطبعة الأولى: 1410هـ/1990

٧١- تاريخ الخلفاء، لجلال الدين عبد الرحمن بن أبى بكر السيوطى (المتوفى: 911هـ)،  
 المحقق: حمدى الدمرداش، مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الأولى 1425هـ/2004م  
 ٧٢- شواهد النبوة، نور الدين، لنور الدين عبد الرحمن الجامى (المتوفى: 898هـ)، رحمن گل  
 پبلشرز، قصه خوانى بازار، پشاور

٧٣- معرفة الصحابة، لأبى نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران  
 الأصبهانى (المتوفى: 430هـ)، التحقيق: عادل بن يوسف العزازى، دار الوطن للنشر، الرياض،  
 الطبعة الأولى 1419هـ-1998م

٧٤- أسد الغابة فى معرفة الصحابة، أبو الحسن على بن أبى الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن  
 عبد الواحد الشيبانى الحزرى، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ)، المحقق: على محمد  
 معوض - عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، سنة النشر 1415هـ/1994م

٧٥- تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) (صلة تاريخ الطبري لعريب بن سعد القرطبي، المتوفى: 369هـ)، دار التراث - بيروت، الطبعة الثانية 1387هـ

٧٦- تاريخ مدينة دمشق، لأبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: 571هـ)، التحقيق: عمرو بن غرامة العمروي، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر 1415هـ - 1995م

٧٧- تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس، حسين بن محمد بن الحسن الديار بكري (المتوفى: 966هـ)، دار صادر - بيروت

٧٨- زبدة الاسرار، صفحته 66، بركة المصطفى في الهند الشاه عبدالحق المحدث الدهلوي (المتوفى: 1052هـ)، مطبع بكسلنك كمپني

٧٩- قصيدة ام القرئ في مدح خير الوري المشهورة بالهمزية، للعارف بالله شرف الدين ابي عبد الله محمد بن سعيد البوصيري (المتوفى: 694هـ)، التعليق وتفسير الالفاظ: الامام الشيخ يوسف بن اسماعيل بن يوسف النبهاني (المتوفى: 1350هـ)، حزب القادرية، لاهور، رجب 1418

٨٠- الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية على متن الهمزية، لسليمان بن عمر بن منصور العجلي الأزهرى، المعروف بالحمل (المتوفى: 1204هـ)، مطبعة المعاهد بحوار قسم الحمالية بالقاهرة، ادارة: محمد عبد اللطيف حجازي، الطبعة الثانية: 1354هـ / 1935م

٨١- قصيدة البردة و قصيدة اطيب النغم، شرف الدين محمد بن سعيد البوصيري (المتوفى: 694هـ)، مكتبة الاحباب، دار العلوم المحمدية الغوثية، لاهور، طباعت: ديسمبر 1998م

٨٢- حاشية الباجورى على البردة، الشيخ العلامة ابراهيم الباجورى ابن الشيخ محمد الحيزاوى (متوفى: 28 ذو القعدة الحرام 1276هـ)، شركة مكتبة و مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده بحصر- الطبعة الرابعة 1370هـ / 1951م

٨٣- الزبدة العمدة في شرح البردة، لأبي الحسن نور الدين علي بن (سلطان) محمد، الملا الهروي القارى (المتوفى: 1014هـ)، جمعية علماء سكندرية، بيرجو گوٹھ، خير پور، سندھ، ربيع الثانى 1406هـ

٨٤- قصيدة غوثية (القصيدة الخمرية)، للشيخ عبد القادر الجيلاني المعروف بالغوث الاعظم، (المتوفى: 561هـ)

### كتب فقہ حنفی

٨٥- در المختار شرح تنوير الابصار وجامع البحار، للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن

محمد حصكفي (المتوفى: 1088هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة الأولى: 1423هـ - 2002م

٨٦- رد المحتار على الدر المختار، لابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين  
الدمشقي الحنفى (المتوفى: 1252هـ)، دار الفكر - بيروت، الطبعة الثانية: 1412هـ - 1992م  
٨٧- حاشية الطحطاوى على در مختار، للسيد احمد الطحطاوى (المتوفى: 1302هـ)، المكتبة  
العربية، كانسى روڈ، كوئٹہ، ناشر: حاجى عبد الملك

٨٨- الاشباه والنظائر على مذهب ابى حنيفة النعمان، لزين الدين بن إبراهيم بن محمد،  
المعروف بابن نجيم المصرى (المتوفى: 970هـ) وضع حواشيه وخرج أحاديثه: الشيخ زكريا  
عميرات، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة الأولى: 1419هـ - 1999م  
٨٩- خزانة الروايات، قاضى حكن الحنفى، مخطوطه مخزونه لائبريرى جامعہ نظامیہ رضویہ،  
لوهارى گيٹ، لاهور (3/2655)

٩٠- غنية المستملی شرح منية المصلی (الحلبى الكبيرى)، للعلامة الشيخ ابراهيم الحلبي  
(المتوفى: 956هـ)، مكتبة نعمانيه كانسى روڈ، كوئٹہ  
٩١- غاية الاوطار ترجمه اردو در مختار، مولوى غرم على، مطبع نامى منشى نو لكشور، لكهنو  
٩٢- معدن الحقائق

### كتب فتاوى

٩٣- فتاوى قاضى خان (فتاوى خانية)، الامام فقيه النفس الحسن بن المنصور بن محمود  
الاوزجندى (المتوفى: 592هـ)، مطبع نو لكشور، لكهنو، 1331هـ - 1913م  
٩٤- العطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية (مخرجه)، شيخ الاسلام والمسلمين الشاه امام احمد  
رضا خان عليه رحمة الرحمن (المتوفى: 1324هـ - 1940م)، رضا فاؤنڈيشن، لاهور  
٩٥- الفتاوى الحديثية، أحمد بن محمد بن على بن حجر الهيتمى السعدى الأنصارى، شهاب  
الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ)، تقديم كتب خانہ كراچى  
٩٦- فتاوى الامام النووى المسمى المسائل المنثورة، لأبى زكريا محيى الدين يحيى بن شرف  
النووى (المتوفى: 676هـ)، انصار السنة المحمدية، المركز الرئيسى: 11 كليا روڈ رستم پارك  
نوان كوٹ، لاهور

### كتب اصول فقہ

٩٧- اصول الشاشى، للامام نظام الدين الشاشى (المتوفى: 344هـ)، مكتبة المدينة، كراچى،  
الطبعة الأولى: 1429هـ - 2008م



۹۸۔ نور الانوار، للحافظ الشيخ احمد بن عبد الله المعروف بملا جيون (المتوفى: 1130ھ)،  
مكتبه رحمانيه، لاهور

۹۹۔ قمر الاقمار على ذيل نور الانوار، للعلامة عبد الحليم الانصارى اللكنوى، مكتبه رحمانيه، لاهور  
۱۰۰۔ كتاب التحقيق شرح الحسامى المعروف بغاية التحقيق، للامام علاء الدين بن عبد العزيز بن  
احمد البخارى (المتوفى: 730ھ)، جان محمد بستى كتب خانہ، آرك بازار گندھار، افغانستان  
۱۰۱۔ شرح التلويح على التوضيح، لسعد الدين مسعود بن عمر التفتازانى (المتوفى: 792ھ)  
مكتبة صبيح بمصر

۱۰۲۔ مجموعة الحواشى النادرة على "التوضيح و التلويح"، حاشية الفنى، دارا لكتب شرعيه  
والادبية، كانسى روڈ، كوئٹہ، ناشر: مولوى عنايت الله كاكرى

۱۰۳۔ مسلم الثبوت، محب الله بهارى (المتوفى: 1119ھ)، مكتبة محمودية، سركى روڈ، كوئٹہ  
۱۰۴۔ مسلم الثبوت، محب الله بهارى (المتوفى: 1119ھ)، مطبع انصارى، دھلى

۱۰۵۔ شرح مسلم الثبوت مع شرح جملة المنهيات، للامام المحقق المولانا محمد عبد الحق  
الخير آبادى (المتوفى: 23 شوال 1316ھ/1899م)، المكتبة الفاروقية، خير ماركيت، كوئٹہ  
۱۰۶۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، لبحر العلوم ابى العياش محمد عبد العلى بن  
محمد نظام الدين السهالوى الانصارى اللكنوى الهندى (المتوفى: 1225ھ) قديمى كتب  
خانہ، كراچى

### كتب وفاته وبعثه

۱۰۷۔ كشف المبهم شرح مسلم، مولوى بشير الدين، مكتبة عربية، كانسى روڈ، كوئٹہ  
۱۰۸۔ فتاوى رشيديه (مبوّب)، رشيد احمد گنگوہى (المتوفى: 1323ھ)، مير محمد كتب  
خانہ، كراچى

۱۰۹۔ براہين قاطعه، خليل احمد انبيثوى سهارنپورى (المتوفى: 1346ھ)، مصدقہ  
مولوى رشيد احمد گنگوہى (المتوفى: 1323ھ)، مطبع بلالى ساڈھورہ

۱۱۰۔ براہين قاطعه، خليل احمد انبيثوى سهارنپورى (المتوفى: 1346ھ)، مصدقہ  
مولوى رشيد احمد گنگوہى (المتوفى: 1323ھ)، كتب خانہ امداديه ديو بند يو پى انڈيا

۱۱۱۔ تقوية الايمان، (مجموعة تقوية الايمان مع تذكير الاخوان و نصيحة المسلمين)، اسماعيل  
دھلوى (المتوفى: 1246ھ)، مير محمد كتب خانہ، كراچى

۱۱۲۔ كشف الغطاء عن ازالة الخفاء، مولوى محمد سعيد بنارسى

۱۱۳۔ صراط مستقيم، اسماعيل دھلوى (المتوفى: 1246ھ)، المكتبة السلفية، شيش محل روڈ، لاهور

☆ صراط مستقيم (مترجم)، اسماعیل دهلوی (المتوفی: 1246ھ)، باہتمام: مولوی محمد اسحاق، کتب خانہ رحیمہ، دیوبند (یو پی)

۱۱۴۔ نصیحة المسلمین (مجموعہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان و نصیحة المسلمین)، خرم علی بلہوری، میر محمد کتب خانہ، کراچی

۱۱۵۔ توضیح البیان، مرتضیٰ حسن چاند پوری، مطبع قاسمی دیوبند

۱۱۶۔ توضیح البیان مشمولہ رسائل چاند پوری، مرتضیٰ حسن چاند پوری، انجمن ارشاد

المسلمین D.6 شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور، اشاعت 1978ء/ایضاً (جدید کمپوزنگ ایڈیشن)

۱۱۷۔ مسئلہ در علم غیب مطبوعہ مع علم غیب از قاری محمد طیب، ادارہ اسلامیات 190 انار کلی، لاہور، باردوم، مارچ 1981

۱۱۸۔ رد السیف، مولوی عبد الکرم کوچینی

۱۱۹۔ اعلاء کلمۃ الحق، حافظ واحد نور

۱۲۰۔ رسالہ غیبی، مولوی عبد العزیز

۱۲۱۔ فیصلہ علم غیب

۱۲۲۔ تنزیہ التوحید، مولوی محمد غلام نبوی

۱۲۳۔ اہل حدیث کا مذہب، ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری

### متفرقات

۱۲۴۔ کیمیائے سعادت، أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی 505ھ)

،النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، 1430ھ/2009م

۱۲۵۔ إحياء علوم الدين، أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی 505ھ)، دار المعرفة، بیروت

۱۲۶۔ الابریز من کلام سیدی عبد العزیز الدباغ، للحافظ احمد بن المبارك (المتوفی:

1155ھ/1742م)، التخریج والتعلیق: محمد بشیر حسن الهاشمی، دار صادر بیروت، الطبعة

الاولی: 1424ھ/2004م

۱۲۷۔ نفحات الانس فی حضرات القدس، لنور الدین عبد الرحمن الجامی (المتوفی: 898ھ)،

مقدمة وتصحيح و تعليقات: دكتور محمود عابدي، مؤسسه اطلاعات، تهران، چاپ سوم 1375ھ

۱۲۸۔ الکبريت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، الشیخ عبد الوهاب بن احمد بن علی

الشعرانی المصری الحنفی (المتوفی: 973ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة

الاولى: 1431هـ/2010م

١٢٩- الطاف القدس في معرفة لطائف النفس، للامام الشاه ولي الله المحدث الدهلوي (المتوفى: 1176هـ)، ادارہ نشر اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، طبع اول

1384هـ/1964م

١٣٠- ما ثبت بالسنة في ايام السنة (مومن کے ماہ و سال) [اردو، عربی]، بركة المصطفى في الهند

الشاه عبدالحق المحدث الدهلوي (المتوفى: 1052هـ)، دار الاشاعت، کراچی، سن طباعت: 2005م

١٣١- الاكمال في اسماء الرجال للتبريزي المطبوع في آخر مشکوۃ المصابيح، لولي الدين أبي عبد

الله محمد بن عبد الله الخطيب العمري التبريزي (المتوفى: 741هـ)، مكتبہ رحمانیہ، لاہور

١٣٢- بستان المحدثين (اردو، فارسی)، شاه عبد العزيز محدث دهلوي (المتوفى: 1239هـ)

، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

١٣٣- مثنوی معنوی، مولائے روم مولانا جلال الدین رومی (المتوفى: 722هـ)، مرتبہ: آراء

نکلسن، سنک میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع 2004

١٣٤- مثنوی مولوی معنوی، مولائے روم مولانا جلال الدین رومی (المتوفى: 722هـ)، النوریه

الرضویہ پبلشنگ کمپنی۔ لاہور

١٣٥- العمدة في محاسن الشعر وآدابه، أبو علي الحسن بن رشيق القيرواني الأزدي (المتوفى:

463هـ)، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، دار الجيل، الطبعة الخامسة 1401هـ/1981م

١٣٦- حياة الحيوان الكبرى، محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري، أبو البقاء، كمال

الدين الشافعي (المتوفى: 808هـ)، العلمية، بيروت۔ الطبعة: الثانية، 1424هـ

١٣٧- تقاريط امام احمد رضا، للسيد صابر حسين شاه بخاري۔ ادام ظله۔، اكبر بك سيلرز، لاہور

١٣٨- جمعُ النهاية في بدء الخير والغاية، للامام عبد الله الاندلسي (المتوفى: 699هـ)

١٣٩- فصل الخطاب

١٤٠- شرح مشارق